

مصنف کی تحریری اجازت کے بغیر کسی شخص کو اس کے چھاپنے کی اجازت نہیں ہے

۱۳۶

وَلَا تَحْنَبُوا وَأَوْفُوا بِعَهْدِكُمْ إِذْ عَاهَدْتُمْ وَالْحَقُّ أَكْبَرُ
انتم اعلان ان کی کتاب کو

عزج اسلام

حصہ سوم

عہد خلافت حضرت صدیق

جس میں شروع اسلام سے مسلمانوں کے عروج کا مفصل بیان درج ہے

مترجم و مترجمہ

عبدالرحمن دہلوی

مطبع رفاہ عام میں چھپا

قیمت

جمل حقوق محفوظ ہیں

ضروری اعلان

135824

اسلام کی اعلیٰ کتابیں شائع کرنے کیلئے مکتبہ اہل اسلام

قائم کیا گیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو موجودہ غفلت

سے بیدار کرنے کے لئے بہتر سے بہتر کتابیں شائع کی جائیں گی

مکتبہ اہل اسلام کی شائع شدہ کتابوں سے آپ اندازہ لگا سکتے

ہیں، کہ یہ مکتبہ اسلام کے اعلیٰ مقاصد کو بڑی محنت اور سرگرمی

سے سر انجام دے رہا ہے، آپ کا فرض ہے، کہ آپ خود بھی

مکتبہ اہل اسلام کی شائع شدہ کتابیں خریدیں، اور اپنے شہر میں ان کی

شایعت کیلئے پوری توجہ مبذول فرمائیں۔

مکتبہ اہل اسلام، نیشنل بک ڈپو، لاہور

فہرست مضامین

صفحہ

الف

۱۱	حضرت صدیق رضی کی بیعت
۱۸	خلیفہ اول کی افتتاحی تقریر
"	جماد چھوڑنے سے قوم ذلیل ہو جاتی ہے
۱۹	بدکاریاں کرنے سے مصیبتیں آتی ہیں
"	بادشاہ کی اطاعت کب تک کرنی چاہئے
۲۰	عمل صالح کی ضرورت
۲۱	خلیفہ اول کا انتہائی استقلال
۲۲	ایک غلام کا لڑکا ایک عظیم الشان فوج کا سپہ سالار
۲۵	خلیفہ اول کی مسادات
۲۶	فوج کو ہدایات
۲۸	اسود کا دردناک قتل
۳۹	عبود بنین کے اسلامی عمال (گورنر اور ڈپٹی گورنر)
۳۰	حضرت موت کا دلچسپ واقعہ (عاشیہ)
۳۳	بکسرین کا جزیرہ (عاشیہ)
۳۴	اسود کے قتل کرنے میں اس کی بیوی کی شرکت
۳۶	اسود کے قاتل اس کے محل میں کس طرح گھسے؟
۳۸	مدینہ منورہ پر باغیوں کا حملہ
۳۹	باغیوں کے نمائندے حضرت خلیفہ کی خدمت میں



۴۰	جسی میں مسلمانوں کو کیوں ہزیمیت ہوئی ؟
۴۱	دشمن کی شکست فاش
"	خلیفہ اول کا جوش انتقام
۴۲	پہلی فتح کے مفید نتائج
"	باغیوں کی سرکوبی کے لئے فوجوں کی روانگی
"	خلیفہ اول فوج کے ساتھ
۴۳	اسلامی فوجوں کی تقسیم
۴۴	دہاکی خونریز جنگ (حاشیہ)
۴۶	باغیوں کے نام آپ کا فرمان
۴۷	سپہ سالار کو ہدایات
۴۸	باغیوں کی سرکوبی کے لئے فوجی کارروائیوں کا آغاز
"	طلیحہ کی شکست فاش
۵۰	حضرت عدی نے اپنی قوم کو کس طرح بچایا،
۵۲	طلیحہ کا فرار اور عینیبہ کی گرفتاری
۵۲	علقمہ کی گرفتاری
"	تباہی رچلانے میں انسان کی نجات ہے
۵۵	بنو عدسہ کی توبہ
"	باغیوں کے سرخنوں کو سخت سزائیں
۵۶	ایک عورت کا سر مدینہ میں نٹکا یا گیا،
"	جواب کے لئے
۵۷	سالمی کو قتل کرنے کے لئے انعام کا اعلان

۵۷	ہجارت کی شرارت اور اس کا دردناک حشر
۵۸	سجاح کی فوجوں کی شکست فاش
۵۹	دشمن کی فوجوں کی تعداد ...
۶۰	قیدی کس شرط سے رہائے گئے
۶۱	دشمن کی فوجیں نجد کے علاقہ میں ...
۶۲	مسیلمہ کذاب اور سجاح خلوت میں ..
۶۳	حضرت خالد بن ولیدؓ کو معزول کرنے کے لئے حضرت عمرؓ کا اصرار...
۶۵	قیدیوں کا دردناک قتل ...
"	حضرت خالدؓ کا افسوس
۶۶	حضرت خالدؓ مدینہ منورہ میں ...
"	حضرت خالد کا بیان ...
"	مسیلمہ کذاب کی فوجوں کا دردناک قتل
"	مجاہد کی گرفتاری ...
۶۷	حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ کی جلد بازی ...
۶۸	حضرت خالدؓ کی فوجیں نجد کے علاقہ میں ...
"	ایک برأت کی گرفتاری کس طرح عمل میں آئی؟
۶۹	دشمن کی فوجوں کی تعداد ...
۷۰	یمامہ کے باغ میں دشمن کی فوجوں کا قتل عام
"	رجال کی بغاوت ...
۷۱	دشمن کے سپاہی حضرت خالدؓ کے خیمہ میں
"	مسلمان دشمن کے قیدیوں سے کس طرح سلوک کرتے ہیں؟

۷۱	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بھائی کے کارنامے ...
۷۲	اسلامی افسرہیں کے کارنامے ...
۷۵	مسلمہ کذاب کی حالت ...
"	حضرت برابر رضی اللہ عنہ میدان جنگ میں ...
۷۶	مجاہد کی شرارت ...
۷۷	شرائط صلح ...
۷۸	سلمہ کا ہتھیار نہ ڈالنے پر اصرار ...
۷۹	مرنے وقت قوم کی عظیم الشان خدمت ...
"	مسلمان معاہدوں کے بڑے پابند ہوتے ہیں ،
۸۰	قبیلہ عبدالقیس کا استقلال ...
"	حضرت جبارود رضی اللہ عنہ کی جوش انگیز تقریر ...
"	مرنے کے وقت شاہ بکرین کی حالت ...
۸۲	باشندگان بکرین کی سرکوبی ،
۸۳	سپہ سالار کی کرامت ...
"	رات کو اسلامی فوج کے تمام اونٹ غائب ہو گئے
۸۶	جوانان میں مسلمانوں کا سخت محاصرہ ...
۸۷	ایک مسلمان سپاہی کے درد انگیز شہداء ...
۸۸	ایک مسلمان جاسوس دشمن کی فوجوں میں
"	حطم کا دردناک قتل ...
۹۱	اسلامی فوج کی حیرت انگیز قوت ایمانی
"	پل کے بنیہ دریا کو عبور کر لیا ...

۹۲	بے شمار غنیمت کا مال ...
"	باشندگانِ عثمان کی سرکوبی ...
۹۵	فہرہ میں مسلمانوں کی فتحِ عظیم ...
۹۶	حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال
"	خلیفہ اول کے رط کے کا انتقال ...

۱۲

۹۷	فتوحاتِ عراق کا آغاز ...
"	خلیفہ اول کی خدمت میں حضرت مثنیٰ کی درخواست
۹۸	حضرت خالد رضی کی فوجیں عراق میں
"	دشمن سے اعلانِ جنگ ...
۹۹	بالقیا اور باروسما پر قبضہ ...
"	الیس پر قبضہ ...
"	ہرمز کا قتل ...
۱۰۱	ہرمز کا بیش بہا تاج
۱۰۲	بے شمار غنیمت کا مال ...
"	نہرِ مرآة پر اسلامی فوجوں کا قبضہ
"	مذار کی خوشریز جنگ ...
۱۰۳	دشمن کے تیس ہزار سپاہیوں کا دردناک قتل
۱۰۴	دلجہ کا خوشریز معرکہ ...
۱۰۵	الیس پر دشمن کے ۹۰۰۰ سپاہیوں کا قتل
۱۰۶	اسلامی فوجوں نے دشمن کو دسترخوان پر جالیا ...

۱۰۷	...	دشمن کے ایک بڑے افسر مالک اور حضرت خالد رض کا مقابلہ ...
۱۰۸	...	خدا سے حضرت خالد رض کی دعا ...
۱۰۹	...	ایک مسلمان سپاہی رُجندل کو فتح کی خبر لانے پر انعام ...
"	...	حضرت خالد رض جیسا فوجی افسر دنیا میں پیدا نہ ہوگا ...
۱۱۰	...	فتح حیرہ ...
"	...	مسلمانوں کے فوجوں سے بھڑے ہوئے ہماز فرات میں ٹہر گئے ...
"	...	اسلامی فوجیں کربلا میں ...
۱۱۱	...	ایک دھوبی کا نہایت دلچسپ واقعہ (عاشیہ) ...
۱۱۲	...	حیرہ کے عظیم الشان محلوں کا محاصرہ ...
۱۱۳	...	قصر بیض کی محصور فوج نے کس طرح ہتھیار والے ؟ ...
۱۱۴	...	حیرہ کا سارا نہ بھڑیہ ...
"	...	باشندگان حیرہ کی تیسری دفعہ بغاوت ...
۱۱۶	...	حضرت خالد رض کی حیرت انگیز قوتِ یمانی ...
۱۱۷	...	امورِ سلطنت میں جہاد سب سے مقدم ہے ...
۱۱۸	...	انبارِ کربلا کی طرح کس طرح بھڑیہ ...
"	...	اسلامی فوجوں سے شہادت کی کس طرح عبور کیا ؟ ...
۱۱۹	...	دشمن کے ایک سپاہی بس طرح اندھے کر دیئے گئے ...
"	...	عین التمر میں بھڑی فوجوں کا قتل عام ...
۱۲۰	...	بہرام کا فرار ...
۱۲۱	...	عقہ کا وردناک قتل ...
"	...	عین التمر میں بھڑی فوجوں کا قتل عام ...

۱۲۱	دو مہاجدوں کی خونریز لڑائی
۱۲۲	اکیدر کی گرفتاری
۱۲۳	جودی اور اس کی فوج کا دردناک قتل
"	۱۲ھ کا اختتام
۱۲۵	حصید کا خونریز معرکہ
"	مخاض نفوس
"	مرقوص کا عبرت انگیز واقعہ
۱۲۶	مرقوص کا کس حالت میں محاصرہ کیا گیا؟
"	مرقوص کے درد انگیز اشعار
۱۲۷	ربیعہ کی فوج کا دردناک قتل
۱۲۸	فرائض میں دشمن کے ایک لاکھ سپاہیوں کا قتل عام
۱۲۹	اسلامی فوجوں سے حضرت خالد رض غائب

۱۳ھ

فتوحاتِ شام کی ابتداء یرموک کی خونریز جنگ

۱۳۰	تیم میں مسلمانوں کی بھرتی
۱۳۱	عیسائی فوجوں کا اجتماع
۱۳۲	زینار اور قسطل میں عیسائیوں کی شکست فاش
"	اسلامی فوجوں کا اجتماع
۱۳۳	فوجی افسروں کو ہدایات
۱۳۴	واقوہ میں مسلمانوں کی شکست

- ۱۳۲ ... شکست خوردہ اسلامی فوج کا افسر معزول کر دیا گیا ...
- ۱۳۷ ... مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے عیسائیوں کی خوفناک فوجی طیاریاں
- ۱۳۸ ... عیسائی فوجوں کی تعداد
- " ... عیسائیوں کی خوفناک فوجی طیاریوں سے اسلامی فوجیں ڈر گئیں
- " ... عیسائیوں کے خلاف حضرت صدیق رض کا جوش انتقام ...
- ۱۳۹ ... حیرہ سے حضرت خالد رض کی روانگی
- ۱۴۵ ... کثرتِ تعداد کوئی چیز نہیں
- ۱۴۷ ... مسلم خواتین میدانِ جنگ میں
- ۱۴۹ ... حضرت صدیق رض کا انتقال
- ۱۵۲ ... اپنے بعد خلیفہ منتخب کرنے کے لئے مسلمانوں سے مشورہ
- ۱۵۲ ... حضرت عمر رض کے متعلق وصییت نامہ
- ۱۵۳ ... آپ نے رائے عامہ سے استصواب کرنے کے بعد حضرت عمر رض کو بادشاہ منتخب کیا ...
- ۱۵۶ ... انتقال فرماتے وقت تدفین کے پاس کوئی نقدی نہیں تھی ...
- " ... کفن کے کپڑے سے

حضرت صدیق رض کے فضائل

- ۱۶۰ ... عتیق کی وجہ تسمیہ
- ۱۶۱ ... صدیق کی وجہ تسمیہ
- ۱۶۶ ... اسلام اور اولاد
- ۱۶۷ ... آپ کی شجاعت
- ۱۶۹ ... قرآن مجید میں آپ کے فضائل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عروجِ اسلام

حصہ ہفتم

۱۱

حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بیعت [جبوقت آنحضرت صلعم کا انتقال ہوا ہے،

توصیاتیہ کرام میں ایک کھرام بیچ گیا، حضرت عمر رض کی تو یہ حالت

تھی، کہ تلوار سوت کر کھڑے ہو گئے، اور فرمایا: جس نے یہ

کہا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے ہیں، میں

اُس کی گردن اڑا دوں گا۔ حضرت ابو بکر صدیق رض کو معلوم ہوا،

آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے متعلق

تقریر شروع کی، ابھی آپ تقریر ہی کر رہے تھے، کہ دفعتاً

ایک آدمی دوڑا ہوا آیا غصب ہو گیا، انصار سقیفہ میں جمع

ہو رہے ہیں، اور وہ حضرت سعد بن عبادہ رض کو اپنا بادشاہ بنانا

چاہتے ہیں۔ یہ سنتے ہی حضرت ابو بکر رض اور حضرت عمر رض سقیفہ

کی طرف چل پڑے، راستہ میں سے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رض

بھی ساتھ ہو گئے، یہ تینوں اصحاب سقیفہ کی طرف جا رہے تھے،

کہ دوزبردست انصاری جو بدری تھے۔ یعنی بدر کی لڑائی میں شریک

ہوئے تھے، اور بدریوں کے متعلق خدا نے صاف کہہ دیا تھا، کہ یہ لوگ جنتی

ہو چکے تھے) انہوں نے کہا: آپ کہاں جا رہے ہیں؟ حضرت عمر رض

نے جواب دیا۔ ہم انصار کے پاس جا رہے ہیں، دونوں نے کہا۔
پلٹ جاتے، انصار کے پاس جانے کی کوئی ضرورت نہیں،
مہاجرین خود ہی بیٹھ کر فیصلہ کر لیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں ہم ضرور ان کے پاس جائیں گے
قصہ مختصر ہم سنیف پہنچے، (یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے) ہم دیکھتے کیا
ہیں، کہ انصار بڑی تعداد میں جمع ہیں، اور وسط میں ایک شخص
کیڑا اوڑھے بیٹھا ہے، میں نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں
نے جواب دیا: حضرت سعد بن عبادہ ہیں، میں نے کہا یہ کیڑا
اوڑھے کیوں بیٹھے ہیں؟ لوگوں نے کہا: ان کو تکلیف ہے۔ ہم
بیٹھے ہی تھے، کہ انصار میں سے ایک شخص (تاریخ طبری سے معلوم
ہوتا ہے، کہ یہ سعد بن عبادہ تھے) نے یہ کہا۔

ہم نے اللہ کے دین کو بڑھا یا ہے، اسلام کی راہ میں ہماری
گردنیں کٹی ہیں۔

اے جماعتِ مہاجرین! تم ہم کو مغلوب کرتا چاہتے ہو، اور
ہم کو ہمارے رُتبے سے گرانا چاہتے ہو۔

جب یہ شخص چپکا ہوا، تو میں جواب دینے کے لئے اٹھا،
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو منع کیا، اور خود کھڑے ہو کر یہ تقریر
ارشاد فرمائی۔

”اللہ تعالیٰ نے اسلام پھیلانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو مبعوث کیا، آپ نے لوگوں کو اسلام کی طرف بلا یا،
لوگوں نے انکار کیا، مگر چند افراد کو خدا نے ہدایت کی، اور

انہوں نے مسلمان ہونا قبول کیا، ان چند مسلمانوں نے آپ کے ساتھ الم ناک مصائب برداشت کئے، تکلیفیں اٹھائیں، مصیبتیں سہیں، انہوں نے اللہ کی راہ میں کافروں سے جہاد کئے، صرف خدا کی خوشنودی کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنی بیویوں، بچوں اور مال و زر کو چھوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہی مہاجرین بادشاہ ہونے کے مستحق ہیں، اب اگر کسی نے ان سے ان کے حق کو چھینا تو وہ ظالم ہوگا۔

اے جماعتِ انصار! بے شک تمہارا بڑا رتبہ ہے، اسلام نے تمہاری فضیلتوں کو بڑھا دیا ہے، تم نے اسلام کی مدد کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے تمہارے شہر میں ہجرت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر بیویاں تمہارے ہی گھرانوں سے ہیں، لیکن پھر بھی تم لوگ مہاجرین کے اعلیٰ رتبہ کو نہیں پہنچ سکتے، مہاجرین کی فضیلت تم لوگوں سے کہیں زیادہ ہے، میرا خیال یہ ہے، کہ ہم مہاجرین بادشاہ ہوں، اور تم ہمارے وزیر بنو، ہر معاملہ تمہارے مشورے سے طے کیا جائے گا، اور ہر کام میں تمہاری رائے لی جائے گی۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تقریر ختم ہوتے ہی انصار سے جناب بن المنذر نے کھڑے ہو کر کہا۔

اے جماعتِ انصار! تم مہاجرین کا کچھ خیال نہ کرو، تم اپنی قوتِ بازو پر قائم ہو جاؤ، تمہاری تعداد زیادہ ہے،

تمام عرب میں تمہاری ساکھ قائم ہے ، اور تم مالدار بھی زیادہ ہو ، تمہارے فیصلہ کے خلاف کوئی کھڑا نہیں ہو سکتا ، یہ مہاجرین تمہاری رائے کو کوئی وقعت نہیں دیں گے ، فیصلہ یہی ہے ، کہ ہم سے ایک بادشاہ ہونا چاہئے ، اور دوسرا بادشاہ اُن میں سے ہونا چاہئے۔“

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر فرمایا۔

”دو بادشاہ کس طرح ہو سکتے ہیں؟ اور کل عرب تمہاری بادشاہت کو کب تسلیم کر سکتے ہیں؟ تمام عرب اس خاندان کی بادشاہت تسلیم کریں گے ، جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے ، سلطنت کے اصل حقدار ہم ہیں ، ہماری بادشاہت سے کون انکار کر سکتا ہے؟، ہمارے خلاف وہی شخص علمِ بغاوت بلند کرے گا ، جو اپنی جان کا دشمن ہو۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تقریر سن کر حباب بن المنذر پھر کھڑے ہوئے ، اُسے جماعتِ انصارِ اہل تم اپنی سلطنت قائم کرو ، عمر اور اُس کے ساتھیوں کا کچھ خیال نہ کرو ، اور اگر یہ لوگ تمہارے مطالبات تسلیم کرنے سے انکار کر دیں ، تو تم طاقت کے ساتھ حجاز سے اُن کو جلا وطن کر دو ، تمہارے ہاتھ میں تلوار ہے ، اور تمہاری تلوار نے اُن کو اسلام لانے پر مجبور کیا تھا ، میں بڑا بہادر ہوں ، میں اپنی تلوار کو اُن کے خلاف خوب چلا سکتا ہوں۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ خدا تم کو ہلاک کرے گا۔“

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر فرمایا۔ اے

جماعت انصار! جملہ قبائل سے پہلے تم لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے، خدا را دوسروں سے پہلے تم لوگ اسلام چھوڑنے کی کوشش نہ کرو۔“

انصار سے حضرت بشیر بن سعد نے کھڑے ہو کر فرمایا۔

”اگرچہ ہماری فضیلت اس لئے ہے، کہ اسلام کی راہ میں ہماری گردنیں کٹی ہیں، مگر ہم نے کافروں سے کیوں جہاد کیا؟، صرف اس لئے کہ اللہ راضی ہو جائے، اور جب خدا کی خوشنودی مد نظر ہے، تو پھر دنیا میں اپنی اعلیٰ خدمات کا معاوضہ کیوں طلب کریں؟ خدا اپنے ہاں ہم کو سرفراز فرمائے گا، رسول اللہ صلعم قریش سے تھے، قریش ہی سلطنت کے اصلی حقدار ہیں، میں ان سے ان کا حق چھین کر کے خدا کو کیوں ناراض کروں؟۔“

اے جماعت انصار! خدا سے ڈرو، ان کی مخالفت نہ کرو، اور

ان سے ان کا حق مت چھینو۔“

یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم اپنا ہاتھ پھیلاؤ، میں تمہارے ہاتھ پر بیعت کروں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ نہیں آپ ہاتھ پھیلائیے، میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کروں، آپ مجھ سے زیادہ افضل ہیں، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ تم مجھ سے زیادہ طاقتور ہو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کیا ہوا، پھر بھی میں آپ ہی کے ساتھ ہوں، میں اپنی طاقت آپ کے ساتھ خرچ کروں گا، یہ کہہ کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیعت

کرنا تھا، تمام مہاجرین بیعت کے لئے ٹوٹ پڑے، مہاجرین کے بعد انصار نے بیعت کی،

تاریخ طبری میں ہے، کہ سب سے پہلے بشیر نے حضرت ابو بکر رض سے بیعت کی، وہ بیعت کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تھے، کہ پیچھے سے حُباب بن المنذر نے بلند آواز سے کہا تم نے قوم فروشی کی، اور قومی سلطنت کو کھویا۔ بشیر نے جواب دیا۔ نہیں بلکہ حق بقدر رسید، میں نہیں دیکھ سکتا، کہ ایک قوم سے اس کا اصلی حق چھینا جائے۔“

مدینہ کے چاروں طرف سے لوگ بیعت کرنے کے لئے دوڑے، ہجوم بہت ہو گیا، سعد بن عبادہ دبنے لگے، ان کے ساتھیوں نے لوگوں سے کہا، خدا را بیچ کر چلو، حضرت سعد دبے جاتے ہیں، حضرت عمر رض نے فرمایا۔ سعد کو قتل کر دو، خدا اس کو ہلاک کرے۔

حضرت ابو بکر صدیق رض نے حضرت عمر رض سے فرمایا۔ عمر ا خدا کے واسطے چُپ رہو، اس موقع پر تمہارا چُپکا رہنا بہت ضروری ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر رض سعد بن عبادہ سے ہٹ کر چلے آئے،

سعد نے کہا۔ خدا کی قسم اگر مجھ میں اس وقت اٹھنے کی طاقت ہوتی، تو میں تجھ سے ایسا انتقام لیتا، کہ تجھ کو اور تیری قوم کو چھٹی کا دودھ یاد آجاتا، مگر کیا کروں، مجبور ہوں، تجھ کو یہاں سے لے چلو۔ لوگ ان کو اٹھا کر ان کے گھر لے گئے،

کچھ دنوں بعد حضرت ابو بکر رضی نے اُن سے بیعت کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے جواب دیا، جب تک میری جان میں جان ہے، تم سے لڑوں گا، انسان تو انسان اگرچہ بھی تمہارے ساتھ مل کر بیعت کرنے کے لئے مجھ کو مجبور کریں، تب بھی میں بیعت نہ کروں گا۔

حضرت عمر رضی نے حضرت ابو بکر رضی سے فرمایا۔ جب تک وہ آپ سے بیعت نہ کریں، آپ اُن کو نہ چھوڑیے۔ حضرت بشیر بن سعد رضی نے فرمایا۔ جانے دیجئے، اُن سے کچھ تعرض نہ کیجئے، اگر ان کو قتل بھی کر دیا جائے، تب بھی وہ بیعت کے لئے تیار نہ ہوں گے۔ وہ آپ کا بگاڑ ہی کیا سکتے ہیں، اکیلی چیونٹی اتنے بڑے پہاڑ کو کس طرح گرا سکتی ہے۔

حضرت ابو بکر رضی نے حضرت بشیر رضی کے مشورہ کو قبول فرمایا، اور سعد کو اُن کے حال پر چھوڑ دیا، اس کے بعد سعد نے نہ تو کبھی مسلمانوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھی، اور نہ کبھی کسی مسلمان سے بات کی، حجاز چھوڑ کر شام کے علاقہ میں چلے گئے اور وہیں مر گئے، ابن خلدون میں ہے کہ جنوں نے اُن کو قتل کر دیا، اور یہ شعر پڑھے،

ہم نے قبیلہ خزرج کے سردار سعد
بن عبادہ کو قتل کر دیا،
ہم نے اُن کو دو تیر مارے، ٹھیک
وہ اُن کے دل پر جا کر لگے،

نحن قتلنا سید الخز
رج سعد بن عبادا
فرمينا بسهمين!
فلو نخط فوق ادا لا

خلیفہ اول کی افتتاحی تقریر | دوسرے دن عام لوگوں سے بیعت لینے کے لئے باقاعدہ سرکاری اجتماع

ہوا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ خدا نے بہترین شخص کو ہمارا خلیفہ بنایا ہے، یہ آنحضرت صلعم کے رفیق غار تھے، تم لوگ اٹھ کر ان سے بیعت کرو۔ چنانچہ لوگ اٹھے، اور بیعت عامہ کی کارروائی عمل آئی، اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اول نے منبر پر بیٹھ کر یہ افتتاحی تقریر ارشاد فرمائی۔

خدا کی حمد و ثنا کے بعد

اے حاضرین اجلاس۔

میں تم لوگوں کا خلیفہ بنایا گیا ہوں، میری حیثیت تم سے کچھ زیادہ نہیں ہے، اگر میں خلافت کے تمام امور احسن طریقہ سے سرانجام دوں، تو تم میری اعانت کرنا، اور اگر میں کسی معاملہ میں کجروی اختیار کروں، تو تم مجھ کو ڈانٹنا، اور صحیح راستہ پر مجھ کو کر دینا، سچائی (صداقت) امانت ہے، اور جھوٹ خیانت ہے، میرے نزدیک ہر شخص مساوی حقوق رکھتا ہے، میرے دورِ خلافت میں ہر مظلوم کو مطمئن رہنا چاہئے، اس لئے کہ میں ظالم سے اس کے حقوق ضرور دلوں گا۔ انشاء اللہ

جہاد چھوڑنے سے قوم ذلیل ہو جاتی ہے | جس قوم نے اللہ کی راہ میں اپنی گردنیں کٹوانے سے پہلو

تہی کی، اور کافروں سے جہاد کرنا چھوڑ دیا، تو خدا اس قوم کو ذلیل

اور رسوا کر دیتا ہے ،

بدکاریاں کرنے سے مصیبتیں آتی ہیں | جو قوم زنا ، بدکاریاں اور
بُرے کام کرنے لگتی ہے ،

تو خدا کی طرف سے اُس پر پے در پے مصائب ، و باتیں نازل
ہوتی ہیں ،

بادشاہ کی اطاعت کب تک کرنی چاہئے؟ | جب تک میں شریعت
اسلامیہ کے مطابق

تمام امور سرانجام دوں ، تم پر میری اطاعت فرض ہے ، اور جب
میں اسلامی احکام کے خلاف کروں ، تو تم میری اطاعت نہ کرنا ۔
میں نے کبھی بادشاہت کی تمنا نہیں کی ، اور نہ کبھی خدا سے
بادشاہ بننے کی دعا مانگی ، لیکن میں نے اس وقت محسوس کیا
کہ اگر میں بادشاہ بننے سے انکار کر دوں گا ، تو مسلمانوں میں
خانہ جنگی شروع ہو جائے گی ، اور مسلمان آپس میں لڑ لڑ
کر تباہ ہو جائیں گے ۔

میں نے بہت بڑی ذمہ داری اپنے سر لے لی ہے ، اور
بڑا بھاری بوجھ اٹھالیا ہے ، میں حیران ہوں ، کہ میں کس
طرح اس بڑے کام کو سرانجام دے سکوں گا ، ہاں اگر
خدا کی نصرت و اعانت میری پشت پناہ ہوئی ، تو میں
اس کام کو انجام تک پہنچا دوں گا ،

کوئی شخص اپنی موت سے واقف نہیں ہے ، میں تم
لوگوں کو پُر زور نصیحت کرتا ہوں ، کہ تم ہر وقت نیک کاموں

رعمل صالح) میں مصروف رہو، جس وقت موت کا فرشتہ تمہارے سر پر آکر کھڑا ہو، تو اس وقت تم کو گناہوں سے پاک صاف اور مُنْزَّہ رہنا چاہئے، اور یہ اس وقت ہو سکتا ہے، کہ ہر حال میں خدا تمہارا معاون اور مددگار ہو، سُنو! موت آنے سے قبل عمل صالح کی طرف سبقت کرو۔

گذشتہ قوموں کے حسرت انگیز انجاموں سے عبرت حاصل کرو، وہ اپنی موتوں سے غافل ہو گئے، اور بُرائیوں کا ارتکاب کرنے لگے، خدا را تم ان جیسے نہ ہونا، اور نہ ان کے نقش قدم پر چلنا، عمل صالح کی طرف بڑھے چلو، عمل صالح کی طرف بڑھے چلو، گناہوں سے بچو، گناہوں سے بچو، دیکھو موت کا فرشتہ تمہاری طرف دوڑا ہوا آرہا ہے، موت سے ڈرو، اور گذشتہ قوموں کے حسرت ناک انجاموں سے عبرت حاصل کرو۔

خدا وہی عمل قبول کرتا ہے، جو اس کی رسم اور خوشنودی کو مد نظر رکھ کر کیا جائے، تم عمل صالح کر کے خدا کی خوشنودی اور رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کرو، اخلاص اور نیک نیتی سے خدا کو راضی کیا جا سکتا ہے، گذشتہ قوموں سے عبرت حاصل کرو، ان کے عبرت خیز انجاموں پر غور کرو، آج ان کا وجود کہاں ہے؟ وہ بڑے بڑے متکبر اور سرکش بادشاہ جن کا ڈنکا ساری دُنیا میں بجتا تھا، کہاں ہیں؟ وہ بڑے بڑے سپہ سالار، وہ بڑے بڑے فوجی مدبّر جنہوں نے میدان

جنگ میں ہوش رُبا کارنامے دکھائے ، اپنے بے نظیر تجربوں سے ایسے ایسے نقشہ جنگ بنائے ، کہ مقابل کی فوجیں آناً فاناً میں ان کے سامنے سرنگوں ہو گئیں ، بڑے بڑے فلک بوس قلعوں کو مسخّر کر لیا ، آج کہاں ہیں ؟ پیوندِ زمیں ہو گئے اور مٹی نے ان کی ہڈیوں کو کھوکھلا کر دیا ، وہ بڑے بڑے بادشاہ جنہوں نے زبردست فتوحات حاصل کر کے بڑی بڑی قوموں کو اپنے زیرِ نگیں کر لیا ، بڑے بڑے صوبجات آباد کئے ، بڑی بڑی نوآبادیات بنائیں ، دنیا سے ناپیدا ہو گئے ، اور تاریخ کے اوراق ان کے ہوش رُبا کارناموں سے خالی ہیں ، ایسا معلوم ہوتا ہے ، کہ انہوں نے صفحہ زمین پر قدم ہی نہیں رکھا ، خدا نے ان کو تباہ کر دیا ، اور ان کی جگہ ہم کو سرفراز کیا ، اگر ہم نے ان سے عبرت حاصل کی ، تو یقیناً ہم فاتز اور کامیاب ہو جائیں گے ، اور اگر ہم ان کی طرح عمل صالح سے غافل رہے ، تو ہمارا بھی وہی حشر ہوگا ، جو ان کا ہوا ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اول کا انتہائی استقلال | انتقال فرماتے ہی باشندگان

مکہ و مدینہ کے سوا تمام عرب اسلام سے مُرتد ہو گئے ، جملہ قبائل نے متفقہ طور پر خلافت کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا ، سوائے مہاجرین و انصار کے سب نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ، مُرتدین نے کہا کہ ہم اسلام

کے تمام فرائض ادا کرنے کو طیار ہیں، مگر اپنے مالوں سے زکوٰۃ نہیں دینگے، اس فریضہ سے ہم کو معاف کیا جائے،

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔
اگر ان کی زکوٰۃ سے عقال (وہ رسی جس سے اونٹ کے گھٹنے باندھتے ہیں) نکلتی ہو، اور یہ لوگ یہ عقال دینے سے انکار کریں گے، تو خدا کی قسم میں ان پر فوج کشی کروں گا۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

”آپ ان پر فوج کشی کس طرح کر سکتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، ”جس نے کلمہ شہادت پڑھ لیا، اُس پر تلوار نہیں چلائی جائے گی، اور نہ اس کے مال میں دست اندازی کی جائے گی،“
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

”جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق ڈالا، میں اُس پر فوج کشی کروں گا، زکوٰۃ ہر مسلم پر فرض ہے، اور پانچ فرائض میں سے ایک فریضہ ہے۔“

ہم عروج اسلام کے حصّہ اول میں ذکر کر چکے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری کی حالت میں حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کو سات سو سپاہی دے کر شام پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا تھا، یہ فوج مقام جُرف (شام کی طرف مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے) تک

پہنچی ہی تھی ، کہ حضرت اُسامہ رضی کی بیوی حضرت فاطمہ بنت قیس نے کہلا بھیجا ، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت بہت نازک ہے ، تم واپس چلے آؤ ، چنانچہ یہ فوج لے کر واپس مدینہ چلے آئے ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت اُسامہ رضی نے خلیفہ اول سے عرض کیا۔ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں شام پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا تھا ، اب صورتِ حالات یہ ہے ، کہ مسلمان ہی کافر ہو رہے ہیں ، میرے خیال میں پہلے انہی کافروں سے جہاد کرنا چاہئے۔“

حضرت ابو بکر صدیق رضی نے (سرکاری اجتماع میں) خطبہ

دیا۔

میں پہلے وہ کام کروں گا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں سرانجام دیا ، انہوں نے حضرت اُسامہؓ کو سپہ سالار بنا کر شام کی طرف بھیجا تھا ، میں بھی پہلے یہی کام کروں گا ، گو میری حالت کتنی ہی نازک کیوں نہ ہو جائے ، حتیٰ کہ پرندے سر سے ہونٹ ہونٹ اڑا کر لے جائیں۔

صحابہ نے عرض کیا۔

تمام عرب مُرتد ہو گیا ، حمد قبائل نے بغاوت کر دی ہے ، ارتداد مدینہ کے دروازے تک پہنچ گیا ہے ، اور

آپ حضرت اُسامہ رض کو عیسائیوں پر حملہ کرنے کے لئے بھیج رہے ہیں ، پہلے مُرتدین کی تو سرکوبی کیجئے۔“
حضرت ابو بکر صدیق رض نے فرمایا۔

”اگر شکاری، کتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویوں کو بھی کھا جائیں ، تو میں اس فوج کو کبھی واپس نہیں کروں گا ، جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا ، اور نہ اُس جھنڈے کو اتاروں گا ، جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑا کیا تھا“

(تاریخ الخلفاء سیوطی صفحہ ۲۸ و ۲۹)

حضرت اُسامہ رض کی ماتحتی میں بڑے بڑے صحابہ کرام تھے کئے تھے ، حتیٰ کہ حضرت عمر رض بھی اس فوج میں شامل تھے ، انصار کو اتنی جرات نہیں ہوئی کہ وہ بلا و مروت اپنی شکایت حضرت ابو بکر صدیق رض تک پہنچانے شروع کیے۔ حضرت عمر رض کی وساطت سے یہ مطالبہ کیا کہ حضرت اُسامہ رض کی بجائے ہم پر کسی بڑے آدمی کو سپہ سالار بنایا جائے ، حضرت اُسامہ رض ایک غلام کے لڑکے تھے ، ان کے والد کا نام حضرت زید بن حارث رض ہے۔ حضرت عمر رض نے ان کی طرف سے یہ شکایت حضرت ابو بکر رض تک پہنچائی ، حضرت ابو بکر صدیق رض کو بڑا غصہ آیا ، انھوں نے حضرت عمر رض کی وارسی پکڑ لی ، اور فرمایا: خدا

تجھ کو ہدایت دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
 اُسامہ رض کو سپہ سالار بنایا، اور تو مجھ سے مطالبہ کرتا
 ہے، کہ میں اُن سے سپہ سالاری چھین لوں،

یہ سن کر حضرت عمر رض فوج میں واپس چلے گئے
 اور انصار سے کہا، تمہاری وجہ سے حضرت ابو بکر صدیق رض
 مجھ سے ناراض ہو گئے، اور انہوں نے مجھ کو بہت ڈانٹا،

اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رض
 سپہ سالار (حضرت اُسامہ رض)

خلیفہ اول کی مساوات

کو ہدایت دینے کے لئے باہر تشریف لائے، سپہ سالار
 گھوڑے پر سوار تھے، اور حضرت صدیق رض اُن کے
 گھوڑے کے ساتھ ساتھ پیدل چل رہے تھے، اور
 آپ کے خالی گھوڑے کی لگام حضرت عبدالرحمن بن
 عوف رض کے ہاتھ میں تھی،

سپہ سالار نے عرض کیا، یا تو آپ گھوڑے پر سوار
 ہوں، ورنہ میں نیچے اترتا ہوں۔

حضرت صدیق رض نے جواب دیا۔

”نہ تم نیچے اتر سکتے ہو، اور نہ میں گھوڑے پر سوار

ہوں گا۔ تمہارا اس میں کیا حرج ہے، کہ ایک آدمہ
 گھنڈ کے لئے خدا کی راہ میں میرے قدم غبار آلود ہو جائیں
 کیا تم نے یہ حدیث نہیں سنی؟، غازی کے ہر قدم اٹھانے
 پر سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں، سات سو درجے

اس کے لئے بلند کئے جاتے ہیں، سات سو گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔ (اور یہ حدیث ہے، جس غازی کے قدم خدا کی راہ میں غبار آلود ہوں گے، وہ دوزخ میں نہیں ڈالا جائے گا۔)

اُس امر! عمر کو میری مدد کے لئے چھوڑ دو، سپہ سالار نے حضرت عمر رض سے کہا۔ آپ کو فوج میں شامل ہونے کی ضرورت نہیں۔ آپ حضرت ابو بکر صدیق رض کے ساتھ مدینہ واپس جائیے۔

اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رض نے فوج کو یہ ہدایات دیں۔

فوج کو ہدایت | اے سپاہیو! میں تم کو دس ہدائتیں دیتا ہوں، ان پر عمل کرنا۔

- (۱) کسی کام میں خیانت نہ کرنا۔
 - (۲) مالِ غنیمت میں سے کچھ نہ چراننا۔
 - (۳) کسی معاہدہ میں خلاف ورزی نہ کرنا۔
 - (۴) دشمن کی نعشوں کی قطع و برید نہ کرنا۔
 - (۵) کسی کھجور کے درخت کو نہ کاٹنا، اور نہ اُس کو آگ دکھانا
- (عرب ریگستان کا ملک ہے، اس میں مشکل سے کوئی پھل دار درخت پایا جاتا ہے، کھجور کا درخت عام طور پر ملتا ہے، اور یہ عرب کے نزدیک ایک بڑی نعمت ہے) اور نہ کسی پھلدار درخت کو کاٹنا۔

(۶) نہ کسی بچہ کو مارنا ، اور نہ کسی عورت پر حملہ کرنا ، اور نہ کسی بڑھے کو قتل کرنا ،

(۷) بکریاں ، گائیں اور اونٹوں کو بے فائدہ ضائع نہ کرنا ، ہاں کھانے کے لئے جتنی ضرورت ہو ، اتنی ذبح کر لینا ،

(۸) یہودیوں اور عیسائیوں کے بہت سے پادری اپنے عبادت خانوں میں زندگی گزارتے ہیں ، اور شب و روز عبادت میں مصروف رہتے ہیں ، اگر وہ لوگ تم پر حملہ نہ کریں ، تو تم بھی ان کو قتل نہ کرنا ، اور اگر وہ تم پر حملہ کریں ، یاد پر وہ اسلامی فوجوں کو نقصان پہنچانے کے لئے سازش کریں ، تو بے شک ان کو تہ تیغ کر دینا ،

(۹) تم کو ایسے لوگ ملیں گے ، جو درمیان سے اپنے سرور کو منڈواتے ہیں ، اور کناروں سے چھوڑ دیتے ہیں ، ان کو تہ تیغ کر دینا ،

(۱۰) جب مفتوح فوجیں تمہارے کھانے کے لئے قسم قسم کے کھانے پیش کریں ، تو تم بسم اللہ کر کے لقمہ منہ میں ڈالنا ،

خدا تم کو کامیاب کرے ، اور تم طاعون جیسی مُہلک وبا سے محفوظ رہو۔“

حضرت صدیق رضیہ ہدایتیں دیتے ہوئے مقامِ جُبرف تک پہنچے ،

آپ نے سپہ سالار سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اُسامہ ! تم

اپنے تمام کاموں کو پھرتی اور مستعدی سے سرانجام دینا، سستی اور کاہلی سے کام نہ لینا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے مطابق نقشہ جنگ بنانا، پہلے قضاہ کے قبائل پر حملہ کرنا، پھر ابی اور آبل پر فوج کشی کرنا، رآبل اور ابی دمشق کے علاقہ میں واقع ہیں۔

اس کے بعد آپ نے ان کو الوداع کہا، اور جُرف سے واپس ہو گئے،

جس علاقہ سے حضرت اُسامہ رضی کی فوج گزرتی، وہاں کے باشندے خوف زدہ ہو جاتے، اور یہ کہتے

”اگر خلیفہ کی طاقت کمزور ہوتی، تو یہ فوج اتنے دور دراز علاقہ پر حملہ کرنے کے لیے ہرگز نہ بھیجی جاتی، ہم اپنا ارتداد ان کی واپسی تک ملتوی کرتے ہیں۔“

حضرت اُسامہ رضی چالیس دن کے اندر کامیاب اور فاتح ہو کر واپس آ گئے، بہت سا مالِ غنیمت اور قیدی ساتھ لائے،

جن علاقوں سے واپسی میں یہ فاتح فوج واپس آئی ہے، وہاں کے باشندے مُرتد ہونے سے باز رہے،

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۹)

اسود کا دروناک قتل | ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیمار سوتے ہی اسود نے

بین میں نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا، آپ نے مسلمان عُمّال

رڈیٹی کمشنروں اور گورنروں) کو لکھا، کہ اس کو قتل کر دیا جائے، چنانچہ آپ کی وفات سے ایک روز قبل اس کا قتل عمل میں آیا، تفصیل حسب ذیل ہے۔

جس وقت باذان (سلطنت ایران کی طرف سے صوبہ یمن کا نائب السلطنت (ویسرے) تھا) مسلمان ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو بدستور صوبہ یمن کا حاکم اعلیٰ رہنے دیا، آپ حجۃ الوداع سے مدینہ واپس تشریف لارہے تھے، راستہ میں آپ کو خبر ملی، کہ باذان انتقال کر گئے ہیں، آپ نے مدینہ پہنچتے ہی مندرجہ ذیل عاملوں (رڈیٹی کمشنروں) کو صوبہ یمن کے اضلاع پر مقرر فرمایا۔

نامِ عامل	کس ضلع کا عامل مقرر فرمایا
شہر باذان رضی کے اطراف کے	صنعاہ (صوبہ یمن کا دارالسلطنت عدن سے صنعاہ تک ۶۸ میل کا فاصلہ ہے)
ابوموسیٰ اشعری رضی	نارب (حضرموت اور صنعاہ کے درمیان واقع ہے)
یعلیٰ بن امیہ	جند (صنعاہ سے ۵۸ فرسخ کا فاصلہ ہے ایک فرسخ تین میل کا)
عامر بن شہر	ہمدان
طاہر بن ابی ہال	عک
عمرو بن عزم	نجران (سورہ بروج میں جس واقعہ کی طرف اشارہ ہے، وہ اسی ضلع میں واقع ہوا تھا)

تَہْمُوت (عدن کے مشرقی جانب ہے ہنغار سے ۷۲ فرسخ کا فاصلہ ہے، ایک فرسخ تین میل کا) سکا سکا، سکون معاویہ	زیاد بن لبید عکاشہ بن ثور قہاص بن ابی امیہ
--	--

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں حضرموت کا علاقہ برضا و رغبت مسلمان ہو گیا، یہاں کا ایک وفد اشعث بن قیس کی سرکردگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے اس وفد کی خوب مہمان نوازی کی، اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت ام فروہؓ سے ان کی شادی ہو گئی، چلنے وقت اشعث نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، ہمارے ہی لوگوں میں سے ہمارے علاقہ پر ایک حکمران مقرر فرما دیجئے، آپ نے حضرت زیاد بن لبید کو حضرموت کا عامل (حاکم) مقرر فرما دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک حضرموت کے عامل حضرت زیاد رضی اللہ عنہ ہی رہے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو ناکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرمائے ہیں، اب میں مسلمانوں کا بادشاہ ہوں، باشندگان حضرموت سے میرے لئے بیعت حاصل کرو۔ حضرت زیاد رضی اللہ عنہ نے حسب ارشاد کل علاقہ سے بیعت لینے شروع کی، اشعث نے بیعت سے انکار کر دیا کندہ زمین میں ایک شہر کا نام ہے، کے اکثر باشندوں نے بھی اطاعت کا حلف اٹھانے سے انکار کر دیا، دوسرے روز حضرت زیاد رضی اللہ عنہ نے اپنے علاقہ سے زکوٰۃ جمع کرنے شروع کی، کندہ کے ایک نوجوان کے مال سے ایک اونٹنی زکوٰۃ میں نکلی، آپ نے اس سے وہ اونٹنی لی، اور اس کے گھٹنے باندھ کر سلطنت کا نشان دینے لگے، اس نوجوان نے واویل شروع کر دی۔ ہائے میں لٹ گیا، ہائے میں لٹ گیا، عارثہ بن سراقہ دوڑو، اور میری مدد کرو۔ عارثہ دوڑا ہوا آیا، اور حضرت زیاد رضی اللہ عنہ سے کہا، آپ اس کی اونٹنی چھوڑ دیجئے۔ آپ نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری شروع ہوتے ہی اسودنے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳ - دینے سے انکار کیا، اور فرمایا۔ میں اس کو باندھ چکا ہوں، اور اسپر سرکاری نشان بھی دے چکا ہوں، حارثہ نے کہا۔ مناسب یہی ہے، کہ آپ اونٹنی چھوڑ دیجئے، ورنہ ہم زبردستی چھڑالیں گے۔ حضرت زیاد رض نے فرمایا۔ میں کبھی نہیں چھوڑوں گا، اسپر حارثہ نے اونٹنی کے بندہ بن کھول دیئے، اور اونٹنی اٹھ کر بھاگ گئی، حضرت زیاد رض نے اسی وقت اسلامی فوج طلب کی، اور باقاعدہ جنگ شروع ہو گئی۔ مرتدین کی فوج حارثہ کے ماتحت لڑ رہی تھی، رات تک یہ لڑائی جاری رہی، حضرت زیاد رض کے غلام نے آپ کو مطلع کیا کہ دشمن کے بڑے بڑے چار رئیس (مخوس، مشرح، محمد، البندعہ) شراب میں چور ہو رہے ہیں حضرت زیاد رض نے ان کو جالیا، اور چاروں کو وہیں ذبح کر ڈالا، حضرت زیاد رض کامیاب رہے، اور میدان جنگ سے غنیمت کا مال اور قیدی لے کر واپس پلٹے، راستہ میں اشعث کی فوجیں مل گئیں، اشعث کی فوج نے مسلمانوں پر سخت حملہ کیا، مسلمانوں کی ایک تعداد شہید ہو گئی، اور آخرین شکست کھا گئے، حضرت زیاد رض نے حضرت ابو بکر صدیق رض کو لکھا اور آپ سے امدادی فوج طلب کی، حضرت صدیق رض نے حضرت مہاجرین امیہ کو لکھا، کہ اسی وقت بنفس نفیس فوج لے کر حضرت زیاد رض کی امداد کے لئے روانہ ہو جائیں، حضرت مہاجر حکم ملتے ہی فوج لیکر روانہ ہو گئے، اور دونوں نے مل کر مرتدین کی فوج پر سخت حملہ کیا، دشمن کی فوج سے ایک بڑی تعداد تہ تیغ کر دی گئی، دشمن بخیر (حضرت موت کے قریب ایک بڑا مضبوط قلعہ ہے) میں پناہ گزین ہوا، اسلامی فوجوں نے ان کا سختی سے محاصرہ کر لیا، دشمن محاصرہ سے تنگ آ گیا، اشعث نے صلح کی

یمن میں نبوت کا دعویٰ کر دیا، آپ نے حضرت دیربن کنس

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۱۔ درخواست پیش کی، حضرت زیاد رض نے درخواست
مسترد کر دی، دوبارہ سے بارہ اس نے پھر پیش کی، آپ نے فرمایا۔ میں صرف ستر آدمیوں
کو مان دیتا ہوں، باقی فوج کے متعلق آخر میں میں اپنا فیصلہ صادر کروں گا۔
ان ستر آدمیوں میں اشعث شامل نہیں تھا، حضرت زیاد رض نے اس کو قتل
کرنا چاہا۔ اس نے کہا۔ آپ مجھ کو مع میرے گھرانے کے خلیفۃ المسلمین کی
خدمت میں بھیجیں، حضرت زیاد رض نے منظور کیا اور دوسرے قیدیوں کے ساتھ
اس کے پیروں میں بیڑیاں ڈال دی گئیں، بخیر کا دروازہ کھولا گیا، آپ نے
ان میں سے بڑے بڑے افسروں کو جن کی تعداد سات سو تھی، قتل کر دیا اور حکمدیا ان کی
نعشیں کھلے میدان میں ڈال دی جائیں، درندوں نے ان کی نعشوں کو کھا لیا، قتل
ہوتے وقت سب نے اشعث کو برا بھلا کہا، کہ کم بخت نے اپنی جان چھڑالی،
اور ہم کو قتل کر دیا، بری طرح سے یہ لوگ قتل کئے گئے حضرت زیاد رض نے نہیک
بن اوس کی ماتحتی میں قیدی مدینہ منورہ بھیجا دیئے، حضرت صدیق رض نے اشعث
سے جواب طلب کیا، اس نے عرض کیا۔ میں کافر نہیں ہوا، لیکن میں نے بخل کیا
ہے اور اسی بخل کی وجہ سے میں نے زکوٰۃ سے انکار کر دیا، اس وقت آپ مجھ کو قتل سے معاف
کر دیں آئندہ میں اپنی ساری زندگی جہاد میں صرف کروں گا، اور اپنی بہن حضرت ام زوہ
کو جھکو واپس دیدیکئے، آپ نے اسکی درخواست قبول کی اور حضرت ام زوہ کو اسکے جوال کر دیا حضرت
عمر رض کے عہد خلافت میں اسلامی فوج میں شامل ہو کر ایران گئے، اور تمام لڑائیوں میں
رہے، کوفہ میں انتقال کیا، اور حضرت حسن رض نے ان کا جنازہ پڑھایا۔

رمعہ البلدان صفحہ ۲۹۳ ذکر حضرت موت

کو ایک مکتوب دیکر یمن کے عمال کے پاس بھیجا، اس میں آپ نے تاکید فرمائی، کہ اسود کو قتل کر دیا جائے، چنانچہ مسلمانوں نے اس کے قتل کے لئے تدبیریں شروع کر دیں، ابھی مسلمان تدبیروں ہی میں لگے ہوئے تھے، کہ اسود نے ایک بڑی فوج سے صنعاء پر حملہ کیا، پیادہ فوج کے سوا صرف سات سو سوار تھے، اس کی فوج کے اعلیٰ افسر یہ تھے، قیس بن عبد یغوث، معاویہ بن قیس، یزید بن محرم یزید بن حصین یزید بن انکل، اس لڑائی میں شہر شہید ہو گئے، اور اسود نے ان کی بیوی آزاد سے زبردستی شادی کر لی، اور یمن کا کل علاقہ اس کے ماتحت آ گیا، حتیٰ کہ بحرین تک اس کا قبضہ ہو گیا۔ اسود کی فوجوں کے سپہ سالار اعظم قیس بن عبد یغوث تھے، فیروز اور داؤد یہ اس کے حکام میں سے تھے، اسود نے ان تینوں کو معزول کر دیا، ایک روز قیس غم میں بیٹھے

۱۔ بحرین بصرہ اور عمان کے درمیان پھر ہند کے ساحل پر واقع ہے، رسول اللہ ﷺ نے ۳ھ میں حضرت علام بن الحضرمی کو اپنا سفیر بنا کر بحرین کے بادشاہ کے پاس بھیجا (دیکھو عروج اسلام حصہ اول باب بادشاہوں کو دعوت اسلام) حضرت علام کے پہنچنے سے بعض لوگ مسلمان ہو گئے، اور بعض بدستور اپنے مذہب پر قائم رہے، ان پر جزیہ مقرر کیا گیا، حضرت علام نے جزیہ کی کل رقم جمع کر کے جسکی تعداد اسی ہزار تشریفیاں تک پہنچتی ہے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجی، بحرین کا باقی حال حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں دیکھو، حضرت علام نے ۳۲ھ میں انتقال فرمایا: (معجم البلدان)

ہوئے تھے، فیروز کہتے ہیں، کہ میں اور داؤد یہ ان کے پاس گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوب سے ان کو مطلع کیا، قیس نے کہا: "اسود کے قتل میں میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ ہوں" اتنے میں اسود کا ایک ملازم آیا، اور قیس سے کہا: "آپ کو بادشاہ طلب کرتے ہیں" قیس گئے، اسود نے ان سے کہا: "مجھ کو معلوم ہوا ہے، کہ تم میرے قتل کے درپے ہو، میں نے تم کو اعلیٰ عہدوں پر پہنچایا، تمہاری عزت بڑھائی، اور تم ہو، کہ میرے قتل کی تدبیریں کر رہے ہو" قیس نے جواب دیا: "یہ غلط ہے، میرے دل میں آپ کی بڑی وقعت ہے، اور میں آپ کی اطاعت اپنے لئے باعث فخر سمجھتا ہوں" قیس کے جواب سے اسود مطمئن ہو گیا، اس کے بعد ہم اس کی بیوی آزاد کے پاس گئے، اور ان سے کہا: "اسود نے آپ کے ساتھ نہایت غیر منصفانہ سلوک کیا ہے، آپ کے شوہر (شہر) کو قتل کیا، آپ کے خاندان کے سربراہ اور وہ اشخاص کو تہ تیغ کیا، اور پاک دامن عورتوں کی عصمت دری کی، آپ اس کے خلاف کچھ کوشش نہیں کریں گی؟ کیا آپ ہم کو اس کے قتل کرنے میں امداد پہنچائیں گی؟"

آزو نے جواب دیا: "میں اس سے بہت تنگ آگئی ہوں اور مجھ کو اس سے سخت نفرت ہے، میں اس کے قتل میں آپ کو ہر صرح کی امداد دوں گی"

ایک روز ہم (فیروز، قیس اور داؤد) اس کے محل کے باہر بیٹھے ہوئے تھے، کہ اسود فوج کے ساتھ اندر سے نکلا، ہم تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے، بکریاں اور اونٹ ذبح کرنے کے لئے لائے گئے، اس نے ایک لکیر کھینچی، لکیر کے اس طرف جانور کھڑے کئے گئے، اور خود اس طرف کھڑا ہو گیا، جانور ذبح ہونے لگے، حربہ (ایک ہتھیار کا نام ہے) اس کے ہاتھ میں تھا، میری طرف (فیروز) متوجہ ہوا، حربہ ہلا کر مجھ سے کہا۔

”میں تجھ کو اس حربہ سے ذبح کر کے ذبح شدہ جانوروں میں ڈال دوں۔“

میں نے کہا: ”آپ مجھ سے بے فائدہ بدظن ہوتے ہیں، میں تو آپ کا با وفادار غلام ہوں، میرے متعلق جتنی بھی خبریں آپ تک پہنچائی گئی ہیں، سب غلط ہیں۔“

اسود نے کہا: ”فیروز جانوروں کا گوشت تقسیم کر دو۔“

میں گوشت تقسیم کرنے میں مصروف ہو گیا، اور اپنے محل میں گھس گیا،

اس کے بعد میں اس کی بیوی کے پاس آیا، میں نے اس سے کہا: ”ہم اس کو کس طرح قتل کر سکتے ہیں؟“ انہوں نے جواب دیا: ”وہ محل کے اندر ہوتا ہے، تین طرف سے سپاہی پرہ دیتے ہیں، صرف ایک طرف یہ مکان واقع ہے آپ اس مکان کی پچھلی دیوار سے شام کے وقت نقب لگائیں جب آپ اندر گھسیں گے، تو آپ کو روشنی دکھلائی دے گی،“

اور اس کے پاس ہتھیار رکھے ہوئے ہوں گے۔“
یہ سن کر میں محل سے باہر نکلا ہی تھا، کہ اسود بل گیا،
اُس نے مجھ کو زور سے ایک گھونسا رسید کیا، میں گردن کے
بل پیچھے جا پڑا، اُس نے کہا: تم کیوں میرے محل میں آئے؟
پیچھے سے اُس کی بیوی چلاتی ہوئی آئی: کیوں مارتے ہو؟
میرے بھائی ہیں، مجھ سے ملنے آئے تھے؟ یہ سنتے ہی اُس
نے مجھ کو چھوڑ دیا، میں باہر آگیا، اور اپنے ساتھیوں کو
پورا واقعہ سنایا، ہم باتیں کر رہے تھے، کہ آزاد نے کہل
بھیجا، کل شب کو اپنی کارروائی شروع کر دو، دوسری
شب کو ہم نے مکان میں نقب لگائی، ہم نے قیس سے
کہا: تم بہادر ہو، اندر جاؤ۔“

قیس نے جواب دیا: مجھ میں یہ بڑا عیب ہے، کہ قتل
کرتے وقت مجھ پر کپچی طاری ہو جاتی ہے، مجھ کو اندیشہ ہے
کہ اسود پر میرا وار خالی جائے گا، فیروز! تم اندر جاؤ، تم
ہم سے زیادہ قوی ہو، اور نوجوان بھی ہو۔“

فیروز کہتے ہیں۔ میں نے تلوار اپنے ساتھیوں کے پاس
رکھی، اور بلا کھٹکے اندر چلا گیا، لپ جمل رہا تھا۔ اور
وہ بسترے پر لیٹا پڑا تھا، مجھ کو یہ معلوم نہیں ہوا، کہ اس
کاسرکس طرف ہے، آزاد اس کے پاس بیٹھی ہوئی اس کو
انار کھلا رہی تھی، میں چپکا کھڑا رہا، حتیٰ کہ اُس کی آنکھ
لگ گئی، میں نے آزاد کو اشارہ کیا، اس کا سرکس طرف ہے؟

اُس نے مجھ کو اشارہ سے بتلایا، میں اس کے سر پر جا کر کھڑا ہوا، اُس کی آنکھ کھُل گئی، اور اُس نے مجھ کو دیکھا۔ میں نے دل میں کہا۔ اگر میں تلوار لینے جاتا ہوں۔ تو موقع ہاتھ سے نکل جائے گا۔ میں نے ایک ہاتھ سے اُس کی واڑھی پکڑی، اور اس کی پیٹھ پر اپنا گھٹنہ ٹیک کر دوسرے ہاتھ سے زور سے اس کی گردن مروڑ دی، میں بھاگ کر اپنے ساتھیوں کے پاس آنے لگا، اس کی بیوی نے میرا دامن پکڑ لیا۔ مجھ کو کہاں چھوڑ چلے؟ میں نے کہا۔ تم بے فکر رہو۔ میں نے اس کو جان سے مار دیا ہے، میں اپنے ساتھیوں کو خبر کرنے جاتا ہوں۔ میرے ساتھیوں نے کہا۔ اس کی گردن لانی چاہئے، چنانچہ ہم تینوں (میں، قیس اور داؤد) اندر گئے، میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ تم دونوں اس کے سینہ پر چڑھ بیٹھو، آزاد نے اس کے بال پکڑ لئے، اور میں نے اُس کی گردن پر چھری پھیر دی،

جس وقت بکرا ذبح کرتے ہیں، تو اُس گردن سے خون نکلتا ہے، اور زور زور سے ایک طرح کی آواز نکلتی ہے، ٹھیک اسی طرح گردن کٹتے وقت اس سے آواز نکلی، پھرے دار دروازے کی طرف دوڑے، انہوں نے کہا۔ کیا بات ہے؟ آزاد نے جواب دیا۔ وحی اُتر رہی ہے۔ یہ سُن کر سپاہی واپس چلے گئے۔

الغرض ہم تینوں اسی کی گردن لے کر باہر نکلے، صبح کی وقت

ہم نے اُس کی فوج کے درمیان اُس کا سر ڈال دیا، اور کہا۔
 ”تمہارا نبی جھوٹا تھا۔“ اس کے بعد اس کی فوج میں کھلبلی
 پڑ گئی، اور مدینہ کے بازاروں کو انہوں نے بوٹنا شروع
 کیا، اور مسلمانوں کے تئیں بچے اٹھائے، ہم نے مسلمانوں سے
 کہا: تم دشمن کی فوج کے جتنے سپاہی گرفتار کر سکتے ہو
 کرو۔“

شہر سے باہر نکل کر دشمن نے اپنے سپاہیوں کو گنت
 شروع کیا، ستر سپاہی کم نکلے، ان کے افسر ہمارے
 پاس دوڑتے ہوئے آئے، ہمارے سپاہی واپس کر دو۔
 ہم نے کہا: تم ہمارے بچے واپس کر دو۔ انہوں نے ہمارے
 بچے واپس کئے، ہم نے ان کے سپاہی واپس کر دیئے۔
 (تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۲۱۳)

ذی قعدہ پر حضرت عائشہ کا حکمہ
 اسود اور مسیلمہ کی طرح ظلیحہ نے بھی رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض و وفات
 میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا، اسد، غطفان اور ظلیحہ کے قبیلے
 اس کے جھنڈے تلے آگئے، اسد نے اپنی فوجیں سمیر اور مکہ
 معظمہ کی سرک پر واقع ہے) میں اور غطفان نے اپنی فوجیں مدینہ
 طیبہ کے جنوب میں جمع کیں، ظلیحہ کی فوجیں دو محاذ پر تقسیم
 کی گئیں، ذی قعدہ (مدینہ سے ۲۴ میل پر واقع ہے) اور ابرق
 (مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے) میں، ذی قعدہ کی فوجیں
 حبال کے ماتحت تھیں، اور ابرق کی فوجوں کا سپہ سالار عوف

تھا :

مرتدین کے نمائندے حضرت خلیفہ کے دربار میں | مرتدین نے اپنے نمائندے حضرت

صدیق رضی کی خدمت میں ارسال کئے ، انہوں نے آپ سے مطالبہ کیا ، ”ہمارا مطالبہ یہ ہے ، کہ ہم سے زکوٰۃ معاف کر دی جائے۔“

حضرت صدیق رضی نے یہ مطالبہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا : ”اگر ان مرتدین کی زکوٰۃ سے ایک عقال روہ رسی جس سے اونٹ کے گھٹنے باندھتے ہیں ، بھی نکلے ، اور یہ دینے سے انکار کریں گے ، تو میں ان پر فوج کشی کروں گا۔“

مرتدین کے نمائندے واپس چلے گئے ، اور اپنی فوجوں کو مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے ورغلا یا۔ مدینہ کے باشندے قلیل التعداد ہیں ، ہم ان پر کامیاب ہو سکتے ہیں۔“

مرتدین کے نمائندوں کی واپسی کے بعد حضرت صدیق رضی نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر فرمایا ۔

”ملک کے تمام قبائل مُرتد ہو گئے ہیں ، مرتدین کے وفد کا خیال ہے ، کہ ہم قلیل التعداد ہیں ، مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر دشمن کی فوجیں پڑاؤ ڈالے پڑی ہیں ، وہ بہت جلد ہم پر حملہ کرنا چاہتے ہیں ، ممکن ہے ، کہ اسی شب کو وہ ہم پر حملہ کر دیں ، ان کی مدافعت کے لئے ہمیں طیار رہنا چاہئے۔“

یہ فرما کر آپ نے مدینہ کو اسلامی فوج سے محفوظ کر لیا، اور مدینہ کے کل دروازے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ جیسے بہادر افسروں سے مضبوط کر دیئے،

دشمن نے تیسرے روز شب کے وقت مدینہ پر حملہ کر دیا،

دشمن نے اپنی فوج کا ایک حصہ بطور امداد کے مقامِ حسی میں چھپا دیا،

دشمن نے مدینہ کے دروازوں سے گھسنا چاہا، دروازوں پر اسلامی فوج متعین تھی، دشمن سامنے سے ہٹ کر واپس چلا، حضرت صدیق رضی اللہ عنہ فوج لے کر ان کے تعاقب میں نکلے،

دشمن نے حسی میں اسلامی فوج کو شکست دینے کے لئے ایک نئی ترکیب نکالی تھی، بڑی بڑی مشکوں کو بچھلا کر رسیاں ان سے باندی تھیں، جب اسلامی فوج یہاں پہنچی، تو دشمن نے ان رسیوں سے مشکوں کو ہلا یا اسلامی فوج اونٹوں پر سوار تھی، مسلمانوں کے اونٹ

مشکوں کو ہلتا دیکھ کر بے تحاشہ مدینہ کی طرف بھاگے اسلامی فوج صحیح و سالم مدینہ واپس آگئی، اور ایک سپاہی کا نقصان نہیں ہوا،

مسلمانوں کی سپاہی سے دشمن نے خیال کیا، کہ

اسلامی فوج مرعوب ہو گئی ہے، اُس نے ذی قصد میں
 خبر پہنچائی، اور دشمن کثیر تعداد میں مدینہ پر حملہ آور ہوا،
 حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے مدینہ گھستتے ہی فوج مُرتب کر لی
 تھی، میمنہ (فوج کا داہنا حصہ) پر حضرت نعمان بن مقرن،
 میسرہ (فوج کا بائیں حصہ) پر عبداللہ بن مقرن اور ساقہ
 (فوج کا پچھلا حصہ) پر سوید بن مقرن کو مقرر فرمایا، اسلامی
 فوج میں اونٹنی سوار فوج بھی تھی، صبح صادق ہوتے
 ہی دشمن کی فوجیں آپہنچیں، مسلمانوں نے اچانک اُن
 پر حملہ کر دیا، اور بُری طرح سے اُن کا قتل عام کیا، سورج
 طلوع ہونے سے قبل دشمن کو شکست فاش نصیب ہوئی
 اور وہ سامنے سے فرار ہو گیا، حضرت صدیق رضی اللہ عنہ
 تک اُن کا تعاقب کیا، مسلمانوں کو یہ پہلی فتح نصیب
 ہوئی،

خلیفہ اول کا جوش انتقام | اس شکست کا بدلہ دشمن نے
 اس طرح لیا، کہ قبیلہ بنو ذبیان

اور عبس میں جو مسلمان مضبوطی سے اپنے ایمان پر قائم
 تھے، اور انہوں نے مُرتد ہو بنے سے انکار کر دیا تھا، دشمن
 نے ان کو قتل کر ڈالا، مدینہ کے مسلمانوں کو اس واقعہ
 سے سخت رنج پہنچا،

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا -

خدا کی قسم میں دشمن سے اس کا انتقام بُری طرح لوں گا،

اور جن جن قبیلہ کے لوگوں نے مسلمانوں کے قتل عام میں حصہ لیا ہے، اس قبیلہ کو تہ تیغ کر ڈالوں گا۔

پہلی فتح کے مفید نتائج | مسلمانوں کی اس فتح سے دشمنوں میں کھلبلی پڑ گئی، دوسرے قبائل

اسلامی فوجوں سے مرعوب ہو گئے اور اپنی اپنی زکولوں کو مدینہ منورہ بھیجنا شروع کیا، چنانچہ پہلی شب کو تین قبیلوں کی زکواتیں پہنچ گئیں، شب کے اوس حصہ میں صفوان، اوسھی رات کو زہر ثمان اور آخر رات میں عدی زکواتیں لے کر مدینہ میں داخل ہوئے،

پانچویں کی سرکوبی کے لئے فوجوں کی روانگی | اتنے میں حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے

فاریج ہو کر مدینہ پہنچ گئے، آپ نے ان کو مدینہ میں اپنا جائزہ مقرر فرمایا، اور فوج لے کر پھر ذی قعدہ کی طرف روانہ ہو گئے،

مسلمانوں نے حضرت صدیقِ اکبر سے عرض کیا، "مدینہ میں آپ کا رہنا ضروری ہے، خدا نخواستہ اگر آپ شہید ہو گئے، تو سلطنت کا تمام نظام درہم برہم

ہو جائے گا۔ آپ نے فرمایا،

"نہیں میں تمہارا سے مشورہ کو ہرگز قبول نہ کروں گا۔" پھر آپ فوج لے کر روانہ ہو گئے، اور فوج کی

پہلی ترتیب بدستور رہنے دی ، یعنی حضرت نعمان بن مقرن
 میمنہ پر ، حضرت عبداللہ بن مقرن میسرہ پر اور حضرت سوید
 بن مقرن ساقہ پر مقرر کئے گئے ، جس وقت آپ کی فوج
 بڈہ (مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے) پہنچی ہے ،
 تو قبیلہ بنو عبس قبیلہ ذبیان وغیرہما کی فوجیں سامنے آئیں ،
 ان کو شکست دیتے ہوئے ذی قصہ پہنچے ، یہاں پہنچ کر
 آپ نے باغیوں کی سرکوبی کے لئے گیارہ فوجیں تقسیم کیں
 اور مندرجہ ذیل فوجی افسروں کے ماتحت مختلف صوبجات
 کی طرف ان کو روانہ فرمایا ،

فوج کے سپہ سالار کا نام کس صوبہ یا کس قبیلہ کی سرکوبی کیلئے بھیجے گئے

طلیہ ، طلہیہ کو شکست دینے کے بعد مالک
 بن نویرہ کی سرکوبی کی جائے ،
 مسیلمہ کی سرکوبی کے لئے نجد کے علاقہ
 یمامہ میں
 تم کو حضرت عکرمہ رضی کی اعانت کے لئے
 یمامہ بھیجا جاتا ہے ، جب تم یمامہ کی سرکوبی
 سے فارغ ہو جاؤ ، تو قبیلہ قضاعہ کی
 سرکوبی کے لئے روانہ ہو جاؤ ، اور جب
 اس قبیلہ کی بھی سرکوبی سے فارغ
 ہو جاؤ ، تو پھر گندہ کی سرکوبی کے لئے

۱ حضرت خالد بن ولید رضی

۲ حضرت عکرمہ رضی (ابو جہل کے لڑکے)

۳ حضرت شریک بن حسنہ

(۴) خالد بن سعید

حضرت کا رخ کرو،
مشارفِ شام کے لئے (مشارفِ
شام کے قریب چند گاؤں کا مجموعہ
ہے، جہاں کی مشرفی تلوار مشہور ہے)
قبائل قضاعہ، ودیعتہ اور حارث
کی سرکوبی کے لئے،
باشندگان دبا کی سرکوبی کے لئے

(۵) عمرو بن عاص

(۶) حذیفہ بن محسن

ابو دبا علاقہ عُمان میں مشہور شہر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات میں باشندگانِ دبا مسلمان ہو چکے تھے، اور انہوں نے ایک وفد آپ کی خدمت میں بھیجا تھا، آپ نے حضرت حذیفہ بن محسن رضی اللہ عنہ کو ان کا افسرِ اعلیٰ بنا کر بھیجا، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہر سال باشندگانِ دبا سے زکوٰۃ وصول کر کے دبا کے غریب مسلمانوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے، آپ کی وفات کے بعد یہ لوگ مرتد ہو گئے، نہ صرف زکوٰۃ دینے سے انکار کیا، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے سب حالات حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ (میں کے راستہ میں واقع ہے، مکہ سے ۵۲ فرسخ (ایک فرسخ تین میل) کا فاصلہ ہے) حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی ہدایت کے مطابق حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی امداد کے لئے روانہ ہو گئے، چنانچہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی فوجوں نے ان پر حملہ کیا، مرتدین کی فوج کے سپہ سالار لقیط بن مالک تھے، قصہ مختصر دشمن کو شکست ہوئی، اور وہ شہر (دبا) میں محصور ہو گیا، مسلمانوں نے نہایت سختی سے ایک ماہ تک ان کا محاصرہ قائم رکھا، دشمن محاصرہ سے تنگ آ گیا، اور حضرت

(۷) حضرت عرفجہ بن ہرثمہ

باشندگانِ نہرہ (حضرت کے قریب واقع ہے) کی سرکوبی کے لئے ،

(۸) حضرت ظریفہ بن حاجز

قبائل بنی سلیم اور ہوازن کی سرکوبی کے لئے ،

(۹) حضرت سوید بن مقرن

بہمن کے لئے ،

(۱۰) حضرت علاء بن حضرمی

باشندگانِ بکریں کی سرکوبی کے لئے ، (بکرہ ہند کے ساحل پر بصرہ اور عمان کے درمیان جو شہر واقع ہیں ، ان کا نام بکریں ہے) ،

(۱۱) حضرت مہاجر بن ابی امیہ

اسود کی سرکوبی کے لئے ،

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴ - حذیفہ رضی کی خدمت میں صلح کی درخواست پیش کی ، حضرت حذیفہ رضی نے فرمایا "صلح یہی ہے ، کہ وہ قلعہ سے باہر نکل کر میرے سامنے ہتیار ڈالیں ، میں جو چاہوں گا ، اسوقت ان کے حق میں فیصلہ صادر کروں گا" دشمن ہتیار ڈالنے پر مجبور ہو گیا ، اور قلعہ سے باہر آ گیا ، حضرت حذیفہ رضی نے فیصلہ صادر فرمایا "دشمن کی فوج کے بڑے بڑے افسر تہ تیغ کر دئے جائیں ، چنانچہ تنو افسر تہ تیغ کر دئے گئے ، اور باقی فوج کو گرفتار کر کے مدینہ منورہ بھیج دیا ، حضرت صدیق رضی نے ان کو قتل کرنا چاہا حضرت عمر رضی نے منع کر دیا ، اور فرمایا "یہ لوگ مسلمان ہیں ، صرف زکوٰۃ دینے سے انکار کیا ہے ، الغرض حضرت صدیق رضی کی حیات تک وہ قید میں رہے ، حضرت عمر رضی نے اپنے عہد خلافت میں ان کو قید سے رہا کر دیا" (فتوح البلدان ذکر دبا)

ان میں سے ہر سہ سالار کو آپ نے دو دو مکتوب دیئے
ایک مکتوب خود سہ سالار کے لئے جس میں اس کے لئے
ضروری ہدایات مندرج تھیں ، دوسرا مکتوب مرتدین
(باغیوں) کے نام تھا ،

مُرتدین کے نام آپ کا فرمان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خلیفہ (راڈل) ابو بکر کی طرف سے فلاں مرتد قبیلہ کے نام

میں پہلے خدا کی حمد و ثنا کرتا ہوں ، خدا وحدہ لا شریک
لہ ہے ، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں ، جو
کچھ انہوں نے ہمارے سامنے پیش کیا ، ہم اس پر ایمان
لائے ہیں ، اور جس نے انکار کیا ، اور آپ کے پیش
کردہ اسلامی احکام کو مُسترد کیا ، ہم اس سے جہاد کریں
گے ،

مجھ کو معلوم ہوا ہے ، کہ تمہارے قبیلہ سے کچھ لوگ اسلام
قبول کرنے کے بعد مُرتد ہو گئے ہیں ،
میں فلاں سہ سالار کو تمہاری سرکوبی کے لئے بھیج
رہا ہوں ،

میں نے اس کو ہدایت کر دی ہے ، کہ لڑائی سے پہلے وہ
تم کو اسلامی احکام سے مطلع کرے ، جو قبیلہ ان احکام
کے سامنے سر تسلیم خم کر دے ، اس کو چھوڑ دیا جائے ، اور

جو قبیلہ یہ اسلامی احکام تسلیم کرنے سے انکار کر دے ،
اس کو تہ تیغ کر دیا جائے ، اور اس قبیلہ میں سے کوئی
فرد زندہ نہ چھوڑا جائے ، ان کا قتل عام کر دیا جائے ،
ان کو جلتی آگ میں ڈلوادیا جائے ، اور ان کے سب بچے
اور عورتیں قید کر لی جائیں ،

میں نے حامل مکتوب ہذا کو ہدایت کر دی ہے ، کہ
وہ تمہارے سامنے کھلے مجمع میں میرا یہ صادر کلام
فرمان پڑھ کر سنا دے :

پیلا کو ہدایت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خلیفہ (اول) ابو بکر کی طرف سے فلاں پیلا کے نام
میں تم کو ان لوگوں پر فوج کشی کے لئے بھیجتا ہوں ،
جو اسلام سے مُرتد ہو گئے ہیں ، پہلے تم ان کو اسلامی احکام
سے مطلع کرو ، اگر وہ اسلامی احکام قبول کر لیں ، تو تلوار
میان میں ڈال دو ، اور یک لخت لڑائی بند کر دو ، اور
اگر وہ اسلامی احکام قبول کرنے سے انکار کر دیں ، تو
ان پر فوج کشی شروع کر دو ، شب خون مارو ، اور سخت
حملے کرو ، اور ان کو ایک لمحہ کے لئے بھی نہ چھوڑو ، ان کا
قتل عام کر دو ، اور آگ سے ان کو جلا دو ، اور جب تم کو
فتح نصیب ہو جائے ، تو پانچواں حصہ نکال کر غنیمت کو

سپاہیوں میں تقسیم کر دو، فوج میں دنگا اور فساد نہ ہونے
 دو، فوج کی بھرتی بڑھی احتیاط سے کرو، ایسا نہ ہو،
 کہ دشمن کے جاسوس تمہاری فوج میں شامل ہو جائیں،
 سپاہیوں سے نرمی سے پیش آؤ، ان سے اخلاق حمیدہ
 سے پیش آؤ، جنگوں کو طے کرنے میں رفتار درمیانی
 رکھو، تیز رفتار سے مت چلو، ان کے ہر کام کی نگہداشت
 رکھو۔

یاغیوں کی سرکوبی کیلئے فوجی کارروائیوں کا آغاز

طلیحہ کی شکست فاش

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں طلیحہ نے نبوت
 کا دعویٰ کیا تھا، آپ نے حضرت ضرار بن ازور رض کے
 ذریعہ سے اپنے عمّال (گورنروں اور ڈپٹی کمشنروں) کو اس کی
 سرکوبی کے لئے ہدایات بھیجیں، اسلامی عمّال نے فوجیں
 جمع کر کے طلیحہ کو دڑایا وہمکا یا، اسلامی فوج واردات
 دسمیرا سے بائیں طرف واقع ہے) اور طلیحہ کی فوجیں سمیرا
 رگہ کی سرک پر واقع ہے) میں خیمہ زن ہوئیں، مسلمانوں
 کو کامیابی شروع ہو گئی تھی، کہ دفعۃً رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی خبر آئی، عرب مُرتد ہونے
 لگے، اور طلیحہ کی فوج میں یوما فیوماً اضافہ ہوتا رہا، بنو
 اسد اور غطفان کے درمیان ایک مدت سے تنازع

چلا آ رہا تھا، اپنی حدود پر دونوں قبیلے لڑ رہے تھے،
 غطفان سے ایک شخص عینیہ بن حصن کھڑا ہوا، اور
 اس نے دو قبیلوں (بنی اسد اور غطفان) کی باہمی رنجش دور
 کر دی، اور اس کھنکے سے دونوں قبیلے متحد ہو گئے،
 عینیہ نے کہا: غیر قوم کے بنی کی متابعت کرنے کی
 بجائے ہمیں اپنے حلیف (بنی اسد طلیحہ بنی اسد میں سے تھا)،
 کے بنی کی متابعت کرنی چاہئے، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قریش
 سے تھا، اور وہ مر گیا، طلیحہ زندہ ہیں، ہم ان کی اقتدا
 کریں گے۔“

غطفان نے اس کی رائے سے اتفاق کیا، غطفان اور
 بنو اسد کے اتحاد کو دیکھ کر حضرت ضرار بن ازور رضی مدینہ منورہ
 تشریف لے گئے، اور حضرت صدیق رضی کو کل حالات سے
 مطلع کیا،

حضرت صدیق رضی نے طلیحہ کی سرکوبی کے لئے حضرت
 خالد رضی کو بھیجا، حضرت ثابت بن قیس رضی کو انصار کی فوج
 کا افسر بنا کر حضرت خالد رضی کے ماتحت کر دیا،

حضرت صدیق رضی نے حضرت خالد رضی کو ہدایت کی، کہ
 اکناف رنید کے سامنے واقع ہے، اور رنید مکہ کی سڑک پر ہے، کی
 سڑک سے فوج لیتے ہوئے بُراخہ رنید کے علاقہ میں واقع ہے،
 کا رخ کریں، اور قبیلہ طمی سے حملہ کا آغاز کریں،
 حضرت عدی رضی حضرت خالد رضی کی فوج میں شامل تھے،

وہ فوج روانہ ہونے سے قبل اپنی قوم کے پاس گئے، حضرت خالد رضی نے حضرت ثابت رضی سے فرمایا: تم بڑا خد کی طرف چلو، میں خیبر کے راستے سے تمہارے ساتھ آملوں گا، میں خیبر کی طرف اس لئے جاتا ہوں، کہ دشمن ہماری فوجوں کی آمد سے غافل رہے، وہ یہ سمجھے گا، کہ میں خیبر کی طرف جا رہا ہوں۔“

حضرت عدی رضی نے اپنی قوم کو کس طرح بچایا؟ | حضرت عدی رضی اپنی قوم (طی)،

کے پاس آئے، اور ان کو سمجھایا، قوم نے جواب دیا: ہم (حضرت) ابو بکر کی بیعت سرگز نہیں کریں گے۔“
حضرت عدی رضی نے فرمایا: اگر تم نے اسلامی احکام سے سر مو انحراف کیا، تو تم تباہ کر دیئے جاؤ گے، تمہاری گوشمالی کے لئے ایک ایسی جرّار فوج آرہی ہے، جو تم کو قتل کر کے تمہارے بچوں اور عورتوں کو قیدی بنا لے گی،“
قوم نے جواب دیا: ہماری فوج بڑا خد (نجد کے علاقہ میں طلیحہ کی فوجوں کا مرکز ہے) میں ہے، تم کچھ دنوں کے لئے حضرت خالد رضی کی فوج کو روک رکھو، ہم اپنی فوج بڑا خد سے واپس بلا لیں، ہمیں اندیشہ ہے، کہ اگر ہم نے حضرت خالد رضی کی اطاعت کر لی، تو طلیحہ بڑا خد میں ہمارے سپاہیوں کو تہ تیغ کر دے گا۔“

حضرت خالد رضی کی فوج سنح رقبیلہ طی کے پاس واقع ہے

پہنچ گئی تھی، کہ حضرت عدی رضہ حضرت خالد رضہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کہا۔

”صرف تین روز تک اپنی فوج کشی ملتوی فرما دیجئے، میری قوم کے پانچ سو بہادر آپ کی فوج میں شامل ہونے والے ہیں۔“

حضرت خالد رضہ نے تین روز تک فوجی کارروائیوں کو ملتوی کر دیا، قوم طئی کی فوج بڑا خد سے واپس آگئی، اور مسلمانوں سے مل گئی،

طئی کے ہتھیار ڈالنے کے بعد حضرت خالد رضہ نے قبیلہ جدیدہ پر حملہ کرنے کے لئے فوج کو انسہر رطئی کے ایک گاؤں کا نام ہے) کی طرف کوچ کا حکم دیا، حضرت عدی رضہ نے فرمایا۔

”قبیلہ جدیدہ قوم طئی کی ایک شاخ ہے، جس طرح خدا نے قبیلہ غوث کو ہمارے ساتھ ملا دیا ہے، ممکن ہے، کہ قبیلہ جدیدہ بھی اسی طرح ہم سے مل جائے، آپ تھوڑے دنوں کے لئے اپنی فوج کشی ملتوی کیجئے، اور مجھ کو وہاں جانے کی اجازت مرحمت فرمائیے۔“

حضرت خالد رضہ نے مان لیا، حضرت عدی رضہ جدیدہ کے پاس گئے، اور ان کو سمجھایا۔ انہوں نے حضرت عدی رضہ کا مشورہ قبول کیا، اور جدیدہ کے ایک ہزار اونٹنی سوار حضرت خالد رضہ کی فوج میں شامل ہو گئے،

طلیحہ کا فرار اور عینہ کی گرفتاری | قبیلہ طیحی کے ملنے سے حضرت

بڑھ گئی، حضرت خالد رض نے طلیحہ کی فوجوں پر حملہ کرنے کے لئے فوجی کارروائیوں کا حکم صادر فرمایا۔ حضرت عکاشہ بن محسن اور ثابت بن قیس بطورِ طلیحہ (فوج کا ایک نہایت حقوڑا سا حصہ جو میدان کارزار کو منتخب کرنے کے لئے آگے جاتا ہے) بھیجا، طلیحہ کی فوج نے ان کو آگھیرا، اس کے بھائی سلمہ نے حضرت ثابتؓ کو شہید کر دیا، حضرت عکاشہ رض بھی شہید کر دیئے گئے، ان دونوں کی شہادت سے اسلامی فوج کو بہت غصہ آیا، اور دشمن سے انتقام لینے کے لئے سختی کارروائیاں شروع کر دی گئیں، اسلامی فوجوں نے سختی سے حملے شروع کر دیئے، عینہ قبیلہ فزارہ کے سات سو بہادروں کو لے کر آگے بڑھا،

جب اُس کو شکست کے آثار نظر آنے لگے، تو وہ طلیحہ کے پاس آیا، اور کہا۔

”آپ دیکھ رہے ہیں، خالد کی فوجیں کس سختی سے ہم پر حملے کر رہی ہیں، لڑائی زوروں پر ہے، حضرت جبرئیلؑ ہمارے متعلق آپ کے پاس کوئی وحی لائے ہیں؟“

طلیحہ نے جواب دیا۔ ”ابھی نہیں۔“

عینہ فوج میں واپس گیا، اور مسلمانوں پر حملہ کیا،

لیکن کوئی کامیابی نظر نہیں آئی ، پھر طلیحہ کے پاس آیا ،
اور کہا ۔

دیکھئے ! ہمارا کیا حال ہو رہا ہے ، حضرت جبرئیل آئے؟
طلیحہ نے جواب دیا ۔ ”ہاں“

عینیہ ”کیا وحی لائے؟“

طلیحہ ۔ یہ وحی آئی ہے ، کہ ابھی تھوڑی دیر میں ایک

زبردست واقعہ پیش آنے والا ہے ۔“

عینیہ نے فوج سے مخاطب ہو کر کہا ۔

”خبیث جھوٹا ہے۔“

یہ سنتے ہی طلیحہ کی فوج نے ہتھیار ڈال دیئے ،

اُس نے پہلے ہی سے اپنے لئے ایک تیز رفتار گھوڑا

اور اپنی بیوی (نوٹار) کے لئے ایک تیز رفتار اونٹنی طیار

کر رکھی تھی ، اپنی بیوی کو اونٹنی پر چڑھایا ، اور خود

گھوڑے پر سوار ہو کر شام کی طرف بھاگ گیا ہے ، عینیہ

گرفتار ہو گیا ، اور مدینہ بھیج دیا گیا ، مدینہ منورہ میں اُس

کی یہ صورت تھی ، کہ پیروں میں بیڑیاں پڑی ہوئی ہیں ،

اور گردن سے ہاتھ بندھے ہوئے ، اور مدینہ کے چھوٹے

چھوٹے بچے اس کو ٹہنیوں سے مار رہے ہیں ، اور یہ کہ

رہے ہیں ۔

”خبیث تو اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گیا“

وہ جواب دینا میں شروع سے مسلمان ہی نہیں ہوا تھا“

حضرت صدیق رضی نے اس پر رحم کھا کر چھوڑ دیا۔

اسلامی فوجوں نے طلیحہ کو شام سے گرفتار کر کے

مدینہ بھیج دیا، وہاں وہ تائب ہو کر مسلمان ہو گیا، اور

عراق کی فوج میں شامل کر لیا گیا،

علقمہ بن علاثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری

وسلم کی زندگی میں مسلمان ہو چکا تھا

آپ ہی کے سامنے مرتد ہو گیا، اور شام کے علاقہ میں

بھاگ کر چلا گیا،

آپ کی وفات کے بعد بنی کعب میں آیا، اور ان کو

مسلمانوں سے لڑنے کے لئے ابھارا، حضرت صدیق رضی

نے اُس کی سرکوبی کے لئے حضرت قعقاع بن عمرو رضی

کو لکھا۔

”قعقاع! فوج کا ایک دستہ لے کر علقمہ بن علاثہ

پر حملہ کرو، اس کو وہیں قتل کر دو، یا گرفتار کر کے

میرے پاس بھیج دو۔“

قعقاع! تلوار

چلانے میں انسان

تلوار چلانے میں انسان کی نجات ہے

کی نجات ہے۔“

حضرت قعقاع رضی نے حسب ارشاد فوج کے ایک دستہ سے

اس کے علاقہ پر حملہ کیا، وہ بھاگ گیا، کچھ دنوں بعد بال

بجلیاں سرپیت مدینہ منورہ میں حاضر ہوا، اور از مسیر نبوی اسلام

قبول کیا ،

بنو عامر کی توبہ | طلیحہ کی شکست کے بعد بنو عامر حضرت
خالد رض کی خدمت میں حاضر ہوئے ، اور

اطاعت کا حلف اٹھایا ، حضرت صدیق رض نے حضرت خالد رض کو لکھا ،
”مرتدین میں سے جن لوگوں نے مسلمانوں کو قتل کیا ہے
تم ان کو فوراً قتل کر ڈالو“

طلیحہ کی شکست کے بعد حضرت خالد رض ایک ماہ تک
بزانہ میں خیمہ زن رہے ،

مندرجہ ذیل قبائل کے سرداروں نے حضرت خالد رض
کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے ،

اسد ، غطفان ، ہوازن ، سلیم ، طی ،

حضرت خالد رض نے ان قبائل کے سرداروں سے
فرمایا ،

”جب تک تم میں سے ہر قبیلہ ان لوگوں کو میرے سامنے
پیش نہیں کرے گا ، جنہوں نے مسلمانوں کو قتل کیا ،
ان کو آگ میں جلایا ، اور ان کی نعشوں کی قطع
و برید کی ، میں تم کو ہرگز نہیں چھوڑوں گا“

چنانچہ سب قبائل نے اس حکم کی تعمیل کی ، اور ایسے
مجرموں کو آپ کے سامنے پیش کر دیا ، حضرت خالد رض
نے ان مجرموں کو سخت سزائیں دیں ، کسی کو قتل کیا ،
کسی کو پتھروں سے مروایا ، کسی کو پہاڑوں کی چوٹیوں

سے نیچے دھکیل دیا، کسی کو تیروں سے مروایا، کسی کے ہاتھ پیر بندھوا کر جلتی آگ میں ڈلوادیا،
 الغرض نہایت عبرت انگیز سزائیں دیں، قرہ بن ہبیرہ اور بہت سے قیدیوں کو مدینہ منورہ بھجوادیا،
 ایک عورت کا سر مدینہ میں لٹکایا گیا | ایک شخص مالک بن حذیفہ کی

بیوی ام قرفہ نے بارہ لڑکے جنے، اور ایک لڑکی جنی، جس کا نام سلمیٰ تھا، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک لڑائی میں گرفتار ہو کر آئی تھی، جب غنیمت کا مال تقسیم ہونے لگا، تو یہ سلمیٰ حضرت عائشہؓ کے حصہ میں آئی، حضرت عائشہ رض نے اس کو آزاد کر دیا، ایک دن یہ حضرت عائشہ رض کے گھر میں بیٹھی ہوئی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں آئے، اور اس کو دیکھ کر فرمایا۔

”تم میں سے ایک عورت کسی وقت حوآب کے کتبہ جمع کرے گی۔“

کچھ عرصہ کے بعد مدینہ سے اپنے گھر چلی آئی، غطفان، ہوازن، تسلیم، آسد اور طح کے شہریر لوگ جو اسلامی فوجوں سے چھوٹ کر بھاگ آئے تھے، سلمیٰ کے پاس جمع ہوئے، اور اس نے فوجیں جمع کرنے کے لئے حوآب اور جوار (یہ دونوں مقام نجد کے علاقہ میں واقع ہیں)

کا چکر لگایا، اور اسلامی فوجوں سے لڑنے کے لئے شہر
لوگوں کو بھڑکایا، قبائل اس کے بہکاتے میں آگئے، اس
طرح سلمی نے ایک بڑی فوج جمع کر لی،
حضرت خالد رض نے اس کی سرکوبی کے لئے فوج بھیجی،
بڑی سخت لڑائی ہوئی، سلمی اپنی ماں ام قرفہ کے اونٹ پر
سوار تھی، اعلان کیا گیا،

”جو شخص سلمی کو قتل کر دے گا، اس کو نسا اونٹ
انعام میں دیئے جائیں گے۔“

اسلامی فوجوں کے سواروں نے اس کو گھیر لیا، اور
سختی سے اس پر حملہ کیا، سلمی کی حفاظت کرنے والوں میں
سے سو سپاہی تہ تیغ کئے گئے، اور سلمی کا سر کاٹ کر
مدینہ بھیج دیا گیا، اور وہاں اس کا سر دوسروں کو عبرت
دلانے کے لئے سر بازار لٹکا دیا گیا،

فجاریہ کی شرارت اور اسکا دردناک حشر | بنو سلیم میں سے ایک
شخص ایاس عبداللہ

جو فجاریہ کے لقب سے مشہور تھا، حضرت صدیق رضی کی خدمت
میں حاضر ہوا، اور آپ سے عرض کیا،

”میں مسلمان ہوں، مجھ کو مرتدین سے جہاد کرنے کا بڑا
شوق ہے، آپ مجھ کو ہتھیاروں کی ایک تعداد عنایت
کیجئے۔ میں مرتدین سے جہاد کروں گا۔“

حضرت صدیق رض نے اس کو ہتھیار دے دیئے، اور اس

خبیث نے تسلیم ، ہوازن اور بنو عامر کے مسلمانوں کو تہ تیغ کرنا شروع کر دیا ، اور ایک شخص نخبہ بن ابی المیثام کو ورغلا کر مسلمانوں کو قتل کرانا شروع کیا ،

حضرت صدیقِ رضی اللہ عنہ نے اس کی سرکوبی کے لئے حضرت طریفہ بن حجاز کو مامور فرمایا ۔ اور ان کی امداد کے لئے حضرت عبداللہ بن قیس کو کسی قدر فوج دے کر روانہ کیا ، دونوں نے مل کر فجارۃ اور نخبہ کو جوار میں گھیر لیا ، نخبہ تو صرف ایک تیر سے مرگیا ، لیکن فجارۃ بھاگ گیا ، حضرت طریفہؓ اس کے تعاقب میں نکلے ، اور اس کو گرفتار کر کے مدینہ منورہ بھیج دیا ، حضرت صدیق نے خوب جلتی آگ میں ڈالنے کا حکم صادر فرمایا ، بقیع میں خوب آگ روشن کی گئی ، اور فجارۃ کو رسیوں سے باندھ کر اُس میں ڈال دیا ،

سجاح کی فوجوں کی شکست فاش | جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے انتقال فرمایا ، بنو تمیم کے مندرجہ ذیل قبائل پر آپ کی طرف سے یہ عمال مقرر تھے ،

نامِ عامل	بنو تمیم کے کس قبیلہ پر حکمران تھے
زبرقان بن بدر عوف ، ابنار اور قیس بن عامر	رباب مقاعس اور اس کی چھوٹی چھوٹی شاخوں پر ،

صفوان بن صفوان

بنو عمرو (بنو عمرو کے دو قبیلے ہیں، پہلی
 رصفوان اسپر حکمران تھے) خصم (سبہ
 اسپر حکمران تھے)
 بنو مالک
 حنظلہ

دکین بن مالک

مالک بن نویرہ

حضرت صفوان اور زبرقان نے اپنے ماتحت لوگوں کی
 زکوٰتیں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا دیں، قیس
 بن عاصم نے حضرت زبرقان کو زکوٰۃ جمع کرنے سے روکا،
 اور مسلمانوں سے مخالف ہو گیا، بنو تمیم کے قبائل میں اختلاف
 پڑا گیا، بعض قبیلے بدستور مسلمان رہے، بعض مرتد
 ہو گئے،

مسلم قبائل نے مرتدین کی سرکوبی کرنی شروع کی، آپس
 میں ابھی یہ قصے ہو رہے تھے، کہ دفعتاً سجاح نامی ایک
 عورت فوجیں لے کر آگئی۔ جزیرہ ریامہ کے علاقہ میں واقع
 ہے، کی رہنے والی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 انتقال کی خبر ملتے ہی نبوت کا دعویٰ کر بیٹھی، مستدرجہ ذیل قبائل اس
 کی فوج میں شامل ہو گئے،

(۱) بنو تغلب (اس کے سردار کا نام ہذیل بن عمران ہے)

(۲) نمر (" " عقبہ بن ہلال ")

(۳) ایاد (" " زیاد بن فلان ")

(۴) شیبان (" " سلیل بن قیس ")

سجاح مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لئے جزیرہ سے اپنی فوجیں لے کر چلی ، جس وقت اس کی فوجیں جُرف (مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے) پہنچی ہیں ، تو مالک بن نویرہ اس کے ساتھ ہو گیا ، اور اس کو بنو تمیم کے قبائل پر حملہ کرنے کے لئے ورغلا یا ، اس نے کہا ۔

بنو تمیم کے قبائل آپس میں لڑ رہے ہیں ، اس وقت ان پر حملہ کرنے سے کامیابی ہو سکتی ہے ۔“

دکیع بن مالک بھی سجاح کی اعانت میں فوج لیکر پہنچ گیا ، قبیلہ رباب اور ضب نے ملکر سجاح کی فوجوں پر سختی سے حملہ کیا ، سجاح کی فوجوں کو شکست ہو گئی ، اور مسلمانوں نے اس کی فوجوں سے بہت سے قیدی گرفتار کئے ،

اس ہزیمت کے بعد پھر سجاح کی نیت پلٹی ، اور اس نے مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لئے حکم صادر کیا ، جس وقت اس کی فوجیں مقام نباح (بصرہ سے یمن کی طرف آنے والی سڑک پر واقع ہے) پہنچی ہیں ، تو بنو عمرو کی فوج نے اس پر حملہ کر دیا ، ہذیل اور عقیقہ گرفتار ہو گئے ، سجاح نے ان دونوں کو چھڑانے کی کوشش کی ،

بنو عمرو نے جواب دیا ۔ ہم اس شرط سے ان کو چھڑا دیں ، کہ تم ہمارے قیدیوں کو چھوڑ دو ، ہمارے عا (وہم) واپس پلٹ جاؤ ، پلٹ کر کبھی ادھر کا رخ نہ کرو ،

حضرت خالدؓ کو معزول کرنے کیلئے حضرت عمرؓ کا اصرار | حضرت خالدؓ نے بزاخہ

سے فوجوں کو آگے چلنے کا حکم دیا، انصار کے افسروں نے اس حکم کی خلاف ورزی کی انہوں نے بیان دیا۔
خلیفہ اول نے ہم کو حکم دیا تھا، کہ بزاخہ پہنچ کر ٹھہر جائیں، اور میرے دوسرے حکم کا انتظار کریں۔“
حضرت خالد رض نے فرمایا۔

”میں تمہارا افسرِ اعلیٰ ہوں، تم لوگوں کو میرا حکم ماننا چاہئے، میں فوجوں کو آگے بڑھنے کا حکم دیتا ہوں، دشمن کو ہر مقام پر شکست ہو رہی ہے، اور کسی جگہ اُس کے پیر نہیں ٹھہرتے، دشمن کو گھیر لینے کا یہ بہترین موقع ہے، اگر تمہارے پاس حضرت خلیفہ اول کا کوئی حکم موجود ہے، تو مجھ سے پیچھے رہ جاؤ، میں اپنی فوجیں لے کر آگے بڑھتا ہوں۔“

حضرت خالد رض کی فوجیں مقام بُطاح کی طرف بڑھیں، بعد میں انصار کو ندامت ہوئی، اور انہوں نے باہم ایک فوجی اجتماع میں طے کیا، کہ ہمیں حضرت خالد رض کی فوجوں سے پیچھے نہیں رہنا چاہئے۔“

انصار نے اپنے سپاہی حضرت خالد رض کو مطلع کرنے کے لئے دوڑا دیئے، کہ آپ ٹھہر جائیں، ہم بھی آپ کے پیچھے آ رہے ہیں، حضرت خالد رض نے اپنی فوجوں کو ٹھہرایا

حتیٰ کہ انصار کی فوج آ ملی ،
 سجاح کی شکست فاش کے بعد مالک بن نویرہ کو
 ندامت ہوئی ، اور اس نے احساس کیا ، کہ مجھ
 سے یہ کیا غلطی ہو گئی ، کہ میں نے حضرت صدیق رض کے
 صادر کردہ احکام سے اعراض کیا ،
 چنانچہ اس نے اپنی فوج کو منتشر ہونے کا حکم دے
 دیا ،

جس وقت حضرت خالد رض کی فوجیں بطاح پر پہنچی
 ہیں ، تو وہاں دشمن کا ایک سپاہی بھی نہیں تھا ، حضرت
 خالد رض نے آس پاس کے علاقوں سے مرتدین کی گرفتاری
 کے لئے فوج کے چھوٹے چھوٹے دستے روانہ کئے ، مالک
 بن نویرہ دوسرے قیدیوں کے ساتھ گرفتار ہو گیا ،
 جس وقت اسلامی دستہ اس کو گرفتار کرنے کے لئے
 پہنچا ہے ، تو مالک دوسرے قیدیوں کے ساتھ نماز میں
 مصروف تھے ، گرفتار کرنے والوں میں حضرت ابوقتادہ رض
 بھی تھے ، انہوں نے اپنے کانوں سے ان کی آذان سنی ،
 خلاصہ کلام رات کے وقت اسلامی دستہ ان کے
 پاس پہنچا ، دشمن نے ہتھیار سنبھال لئے ، مسلم سپاہیوں
 نے کہا "تم کون ہو؟"

انہوں نے جواب دیا۔ ہم مسلمان ہیں۔
 اسلامی سپاہیوں نے کہا "تو پھر تم نے ہتھیار کیوں

سنہالے ہ فوراً ہتھیار ڈال دو“
 یہ حکم سنتے ہی دشمن نے ہتھیار ڈال دیئے ، اور حضرت
 ضرار بن الازور رض ان قیدیوں کے محافظ تھے ، سردی کے
 ایام تھے ، اس شب کو بڑی سخت سردی پڑ رہی تھی ،
 قیدی ٹھٹھڑ رہے تھے ، حضرت خالد رض نے ایک سپاہی
 کے ذریعہ سے کہلا بھیجا ، ادفنوا اسراکم قیدیوں کو گرمی
 پہنچاؤ ،

حضرت ضرار قبیلہ کنانہ سے تھے ، اور کنانہ کی زبان
 میں دفا کے معنی قتل کرنے کے ہیں ، وہ سمجھے ، کہ حضرت
 خالد رض نے قیدیوں کو قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے ۔
 انہوں نے اسی وقت قیدیوں کو قتل کرادیا ، اور مالک
 کو خود اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا ،

حضرت خالد رض اپنے خیمہ میں تھے ، قیدیوں کے رونے
 کی آواز آپ کے کانوں تک پہنچی ، آپ خیمہ سے باہر نکلے
 اس وقت تک تمام قیدی قتل ہو چکے تھے ، آپ کو بڑا صدمہ
 ہوا ، حضرت ابوقتادہ رض حضرت خالد رض پر خفا ہونے لگے ،
 ”یہ تمہارے سپاہیوں کے کرتوت ہیں“

حضرت خالد رض نے ان کو ڈانٹا ، حضرت ابوقتادہ رض
 ناراض ہو کر مدینہ واپس چلے گئے ، اور حضرت صدیق رض کو
 یہ درد انگیز واقعہ سنایا آپ حضرت خالد رض پر
 بڑے ناراض ہوئے ، اور ان کو مدینہ منورہ میں طلب کیا ۔

حضرت خالد رض نے مالک کی بیوہ سے شادی کر لی تھی ، اور وہ عدت کے لئے اپنے میکے چلی گئی ، حضرت عمر رض کو بڑا غصہ آیا انہوں نے حضرت صدیق رض سے مطالبہ کیا ، کہ خالد رض کو سپہ سالاری کے عہدہ سے معزول کر دیجئے ،

حضرت صدیق رض نے فرمایا : ان سے خطا ہو گئی ، عمداً انہوں نے قتل کرنے کا حکم نہیں دیا ، تمہارا یہ مطالبہ کہ ان کو معزول کر دوں ، ایسا نہیں ہو سکتا ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فوجی خدمات کے معاوضہ میں سیف اللہ (اللہ کی تلوار) کا جلیل القدر خطاب عطا فرمایا ہے ، میں خدا کی تلوار کو جو کافروں کی گردن کاٹنے کے لئے سوتی گئی ہے ، کس طرح میان میں ڈال سکتا ہوں۔“

جس وقت حضرت خالد رض مدینہ میں داخل ہوئے ہیں ، تو آپ سر سے پیر تک ہتھیاروں سے سجے ہوئے تھے ، حضرت صدیق رض کی خدمت میں حاضر ہوئے ، حضرت خالد رض نے اپنا بیان دیا ، حضرت صدیق رض ان کے بیان سے راضی ہو گئے ، اور ان کی خطا معاف کر دی ،

مسیلمہ کذاب کی فوجوں کا دردناک قتل

مسیلمہ کذاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
مجاہد کی گرفتاری | کی زندگی میں یمامہ نجد کے علاقہ میں

نبوت کا دعویٰ کیا تھا ، حضرت صدیق رض نے اس کی سرکوبی

کے لئے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا، اور ان کی امداد کے لئے ان کے پیچھے حضرت شرجیل رضی اللہ عنہ کو فوج دے کر روانہ کیا، حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت شرجیل رضی اللہ عنہ کا انتظار کئے بغیر مسیلمہ کذاب کی فوجوں پر حملہ کر دیا، مسیلمہ کی فوجیں بہت زیادہ تھیں، حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو شکست ہو گئی، آپ نے اپنی ہزیمت کے حالات سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو مطلع کیا، حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حکم صادر فرمایا، کہ تم اپنی شکست خوردہ فوج کو مدینہ منورہ مت لاؤ، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عرفجہ رضی اللہ عنہ کی امداد کے لئے روانہ ہو جاؤ، حضرت شرجیل رضی اللہ عنہ کو جس وقت حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی شکست کی خبر ملی، آپ راستہ میں ٹھہر گئے، اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے حکم کا انتظار کیا، حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے انکو لکھا۔

”تم جہاں ہو، وہیں ٹھہرے رہو، میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو فوج دے کر مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لئے بھیجتا ہوں، ان کی فوج کے ساتھ شامل ہو جانا۔“

ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں، کہ بطاح میں حضرت ضرار بن الازور کی غلطی سے مسلمان قیدیوں کا قتل عام ہو گیا تھا، حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اس کے متعلق حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے جواب طلب کرنے کے لئے ان کو مدینہ منورہ طلب کیا، حضرت خالد رضی اللہ عنہ بطاح میں اسلامی فوجیں چھوڑ کر مدینہ منورہ روانہ ہو گئے، اور آپ کے بیان سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ مطمئن ہو گئے، اور مزید

فوج دے کر آپ کو مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے فوج لے کر اپنی سابقہ فوج کے پاس بطاح آئے، اور ان تمام جزائر فوجوں کو لے کر یمامہ (نجد کے علاقہ میں ہے) کا رخ کیا،

حضرت خالد بن ولیدؓ کے روانہ ہونے کے بعد حضرت عبدیق بن زید نے حضرت سلیم بن عبدالرحمنؓ کی سیادت میں مزید فوج اس لئے روانہ کی، کہ عقب سے حضرت خالد بن ولیدؓ کی فوجوں پر دشمن حملہ آور نہ ہو،

خلاصہ کلام حضرت خالد بن ولیدؓ نے فوج کو کوچ کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ اور یمامہ کے قریب عقبہ، ہذیل اور زیادہ کو گرفتار کرنے کے لئے سواروں کا ایک دستہ روانہ کیا، مسیلمہ کذاب کا ایک افسر جس کا نام مجاعہ تھا، بنو عامر اور بنو تمیم سے انتقام لینے کے لئے ساتھ سپاہی لے کر آ رہا تھا، بنو عامر سے ان کی دشمنی اس لئے تھی، کہ انہوں نے خولہ نامی ایک لڑکی کو روک لیا تھا، اور بنو تمیم نے باشندگان یمامہ کا ایک جانور پکڑ لیا تھا مجاعہ بنو عامر سے خولہ کو چھڑا کر لارہا تھا، کہ راستہ میں حضرت خالد بن ولیدؓ کی فوج نے اس کو گرفتار کر لیا،

یمامہ سے بنو عامر میں ایک برات آئی تھی، بنو عامر نے دُلعن کو جس کا نام خولہ تھا دینے سے انکار کیا مجاعہ فوج لے کر چڑھ دوڑا، اور خولہ کو چھڑا لایا، راستہ ہی میں خولہ

دولہا کو دی گئی ، اور بیاہ کی خوشیاں ہونے لگیں ، مجاہد کے سپاہی جس میں ۲۳ سوار تھے ، سوئے پڑے تھے ، گھوڑوں کی لگامیں ان کے رخساروں کے نیچے تھیں ، حضرت خالد رض کی فوج نے ان کو جگا یا " تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ " انہوں نے جواب دیا " ہم مسیلہ کی فوج ہیں ، اور ہمارا افسر مجاہد بن مرارہ ہے۔ "

اسلامی فوجوں نے اسی وقت ان کی مشکلیں باندھ لیں ، اور دوسری صبح کو سب کے سب حضرت خالد رض کے سامنے پیش کئے گئے ، آپ نے ان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔
تمہارا کیا عقیدہ ہے؟

مجاہد اور اس کے ایک ایک سپاہی نے جواب دیا۔
" ہم مسیلہ کو خدا کا نبی مانتے ہیں ، "

حضرت خالد رض نے یہ سن کر ان کو قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ قیدیوں میں سے ایک شخص ساریہ نامی نے کہا،
" اگر آپ یمامہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں ، تو مجاہد کو اپنے ساتھ رکھئے۔ "

حضرت خالد رض نے یہ منظور کیا ، اور اس کے سوا سب قتل کر دیئے گئے۔

دشمن کی فوجوں کی تعداد | جس وقت مسیلہ کذاب کو معلوم ہوا ، کہ اسلامی فوجیں یمامہ

کے قریب ہو گئی ہیں ، تو اس نے عقربا ربصرہ سے یمامہ کی طرف

جانے والی سڑک پر واقع ہے) میں اپنی فوجوں کو جمع کرنے
کا حکم دیا۔ اس کی فوجوں کی تعداد چالیس ہزار تھی،
یمامہ کے باغ میں دشمن کا قتل عام | مجاہد کے پیروں
میں بڑیاں ڈال دی

گئیں، اور حضرت خالد رضی نے اپنے خیمہ میں اس کو اپنی بیوی
حضرت ام تمیم کے حوالہ کر کے فرمایا۔
”تم اس کی حفاظت کرنا“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یمامہ سے
رجال بن عنفویہ نامی ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر
ہو کر مشرف بہ اسلام ہوا، قرآن شریف پڑھا، اور دینی تعلیم
حاصل کی، آپ نے اس کو باشندگانِ یمامہ کے لئے مبلغِ
اسلام بنا کر بھیجا،

حضرت ابو ہریرہ رضی فرماتے ہیں: کہ ایک روز ہم کئی
آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے
تھے، اس مجمع میں رجال بن عنفویہ بھی تھا، رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔

”تمہارے درمیان ایک شخص بیٹھا ہے، قیامت کے روز
دوزخ میں اس کی ڈاڑھ اُحد پہاڑ سے بھی بڑی ہوگی“
رجال یمامہ پہنچ کر مرتد ہو گیا، اور مسیئہ کذاب کا
دستِ بازو بنا، مسیئہ سے مسلمانوں کو اتنا نقصان نہیں
پہنچا، جتنا اس شخص سے پہنچا تھا، یمامہ کے کل علاقہ میں

اسی کی وجہ سے مسلمانوں کی نبوت پھیلی تھی ،
 طرفین کی فوجیں میدان جنگ میں پہنچ گئیں ، اور سخت
 خونریز جنگ ہوئی ، شروع میں دشمن کو کسی قدر کامیابی ہوئی
 دشمن نے مسلمانوں کو پسپا کر دیا ، اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے
 خیمہ کو گھیر لیا ، دشمن کے سپاہی خیمہ میں گھسے ، اور حضرت ام
 تمیم کو قتل کرنا چاہا ، مجاہد نے ان کو یہ کہہ کر روکا ، یہ
 بڑی اچھی ماں ہیں ، اور دشمن کے قیدیوں سے اچھا سلوک کرتی ہیں ،
 مسلمانوں نے سخت حملہ کیا ، اسلامی افسروں نے اپنے
 ماتحت سپاہیوں کو دشمن پر کاری حملہ کرنے کے لئے خوب
 بھڑکایا ، اور پر جوش تقریریں کیں ،

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بھائی کے کارنامے | حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ
 (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بھائی)

نے مسلمانوں کو خوب جوش دلایا۔ آپ نے کہا ،
 آگے بڑھے چلو ، اور دشمن کی گردنیں مارو۔
 یہ کہہ کر اپنے ماتحت سپاہیوں کو آگے بڑھایا ، ان
 کے سپاہیوں نے دشمن پر خوب حملے کئے ، اور اپنی مقررہ
 شدہ حد سے بہت آگے بڑھ گئے ،

حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پھر لٹکار کر فرمایا ۔
 ”سپاہیو! جس طرح میں دشمن میں گھستا ہوں ، تم بھی
 اسی طرح دشمن کی صفوں میں گھس جاؤ ، میں اب پلٹ
 کر بات نہیں کروں گا ، حتیٰ کہ میں شہید ہو جاؤں ، یا دشمن

کو شکست دے کر فاتحانہ پلٹوں،
یہ فرما کر دشمن پر ٹوٹ پڑے، اور ان کے ماتحت
سپاہی بھی دشمن کی صفوں کو چیرتے ہوئے آگے نکل
گئے،

حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہما بن عتفویہ کو قتل
کر کے شہید ہو گئے،

اسلامی افسروں کے کارنامے | حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے
فرمایا،

”قرآن مجید پر عمل کرنے والو، آج قرآن مجید پر
پورا عمل کر کے دکھا دو“

یہ کہہ کر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما دشمن کی صفوں میں گھس
گئے، اور شہید ہو گئے۔

فوج کا جھنڈا حضرت عبداللہ بن حفص رضی اللہ عنہما کے ہاتھ
میں تھا، وہ شہید ہو گئے، ان کے بعد جھنڈا حضرت سالم
بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو دیا گیا، آپ نے جھنڈے کو لیکر
فرمایا۔

”مجھ کو معلوم نہیں، کہ آپ صاحبان نے مجھ کو کیا
سمجھ کر جھنڈا دیا ہے؟“

خود ہی فرمایا ”تم یہ کہتے ہو، کہ ہم نے ایک ایسے
شخص کو جھنڈا دیا ہے، جس کو قرآن مجید پر عمل کرنے کا
خوب شوق ہے، اور میدان جنگ میں اسی طرح ثابت

قدم رہے گا، جس طرح اس سے پہلے حضرت عبداللہ بن
 حفص رضی اللہ عنہ ثابت قدم رہے، حتیٰ کہ وہ شہید ہو گئے،
 سپاہیوں نے کہا۔

بے شک ہم نے یہی سمجھ کر آپ کو جھنڈا دیا ہے،
 اب دیکھنا یہ ہے، کہ آپ کیا کرتے ہیں؟
 حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا۔

”اگر میں ثابت قدم نہ رہا، تو مجھ سے بڑھ کر کوئی بُرا
 شخص نہیں۔“

حضرت عمرؓ اپنے لڑکے پر خفا ہوئے | اس لڑائی میں حضرت
 عمر رضی اللہ عنہ کے نوجوان لڑکے

حضرت عبداللہ بھی شریک تھے، جس وقت یہ لڑائی سے
 واپس ہو کر مدینے گئے ہیں، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان پر بہت
 خفے ہوئے،

”حضرت زیدؓ شہید ہو گئے، اور تم واپس چلے آئے،
 کیوں نہیں تم ان سے پہلے شہید ہو گئے؟ تم کو میرے سامنے
 آتے ہوئے شرم نہیں آتی؟“

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جواباً عرض کیا،
 ”میں نے شہید ہونے کی بہت کوشش کی، لیکن
 یہ میری بد نصیبی ہے، کہ مجھ کو شہادت جیسی اعلیٰ چیز حاصل
 نہیں ہوئی، اور چچا عروشؓ شہادت سے ہم کنار ہو گئے،
 حکم بن طفیل مسیلمہ کے بڑے افسروں میں سے تھا،

اس نے فوج سے مخاطب ہو کر کہا ۔
 ”مسلمانوں کو خوب قتل کرو، اگر تم نے ان سے شکست
 کھائی، تو یہ تمہاری شریف عورتوں کو اپنے نکاح میں
 لے آئیں گے۔“

اس وقت لڑائی بڑے زوروں پر تھی، مسلمانوں نے
 پاروں طرف سے دشمن کو دھکیل دیا تھا، مدبرین بیان
 کرتے ہیں، کہ سرزمین عرب میں آج تک ایسی خوشریز
 جنگ نہیں ہوئی،

دشمن کی ہزیمت کے آثار نظر آنے لگے، محکم نے
 ان کو جرأت دلائی، اس نے فوج سے للکار کر کہا ۔
 ”باغ میں گھس جاؤ، میں تمہاری مدافعت کے لئے
 اپنی جان لڑاتا ہوں۔“

یہ کہہ کر اسلامی صفوں میں گھس گیا، ایک گھنٹہ تک
 لڑتا رہا، حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت
 عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے ایک تیرکانشانہ ایسا لگایا، کہ ٹھیک
 اس کے سینہ پر جا کر لگا، اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا،
 اس کا گرنا تھا، کہ اسلامی فوجوں نے دشمن کو باغ
 میں دھکیل دیا، باغ میں بھی دشمن نے پیرجمائے، اور
 اور استقلال سے لڑنے لگا،
 حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا ۔

”جب تک مسیلمہ کذاب کو قتل نہ کیا جائے گا، اُس کی

فوجیں اسی طرح لڑتی رہیں گی۔“
 یہ کہہ کر صفوں کے سامنے کھڑے ہو کر مسیلمہ کو مقابلہ
 کے لئے بلایا، مہلا اس بُزدل کو اس شیر کے سامنے آنے
 کی کب جرات ہو سکتی ہے؟ منہ پھیر کر پیچھے ہٹ گیا،
 حضرت خالد رض نے فوجوں کو آگے بڑھنے کا حکم دیا،
 لڑائی بہت زوروں پر تھی، دشمن کی فوجوں کو پے در
 پے شکستیں ہو رہی تھیں، دشمن کے سپاہیوں کا برا حال
 تھا، اس کے افسروں نے کہا۔
 ”تم تو ہم کو فتح کی بشارت سُناتے تھے، اب وہ فتح
 کہاں ہے؟“

مسیلمہ نے جواب دیا۔ ”لڑے جاؤ۔“
 مسیلمہ غصہ کی حالت میں دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا
 تھا، وحشی قاتل امیر حمزہ رض نے اس پر اپنا جریبا
 (ایک ہتھیار کا نام ہے) پھینکا، مسیلمہ وہیں ڈھیر ہو گیا،
 وحشی کہتے تھے۔
 میں نے بہترین شخص (حضرت امیر حمزہ رض) کو شہید
 کیا، اور بدترین شخص کو قتل کیا۔“
 حضرت انس بن مالک رض کے بھائی حضرت برابر رض لڑائی
 کے وقت کپکپانے لگتے ہیں، اور آپ پر لرزہ طاری ہو
 جاتا ہے، جب کوئی شخص اس وقت ان پر چڑھ بیٹھتا ہے
 تو وہ لرزہ تو چلا جاتا ہے، لیکن پاجامہ میں آپ کا

پیشاب نکل جاتا ہے ، پیشاب کے بعد پھر آپ و فعتہ اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں ، اس روز بھی آپ کو ایسا ہی ہوا ، جب دشمن باغ میں پناہ گزین ہوا ، تو اس نے دروازے بند کر لئے ، حضرت ہریر رضی نے فرمایا ۔

”مجھ کو دیوار پر چڑھا کر دشمن کی طرف دھکیل دو“

چنانچہ آپ کے حکم کی تعمیل کی گئی ، آپ نے باغ میں اترتے ہی دروازے کے پاس دشمن پر خوب وار چلائے اور دروازہ کھولنے پر قادر ہو گئے ، دروازہ کھلتے ہی اسلامی فوجیں اندر گھس گئیں ، پھر تو مسلمانوں نے دشمن کو اپنے نیزوں پر رکھ لیا ، اور آنا فنا میں دشمن کو کاٹ کر رکھ دیا ، صرف باغ کے اندر دشمن کے دس ہزار سپاہی قتل ہوئے ، اور باغ کے باہر چودہ ہزار دشمن تہ تیغ کئے گئے ، سات ہزار عقرباہر کے کھلے میدان میں اور سات ہزار بھاگنے کی حالت میں ، اور مسلمان صرف بارہ سو شہید ہوئے ،

مجاہد کی شرارت | دشمن کی کامل ہزیمت کے بعد حضرت خالد رضی نے مجاہد سے ”تمہاری فوجیں

تباہ ہو چکی ہیں ، اور تمہارا مسیلمہ کذاب بھی قتل ہو چکا ہے ، تم میرے ساتھ چلو ، میں تم کو اس کی نعش دکھاؤں“
مجاہد کے پیروں میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں ، اسی حالت میں وہ مقتولین کی نعشیں دیکھنے کے لئے لایا گیا ، مسیلمہ

کذاب کی نقش دیکھ کر اس نے کہا -

”جلد باز فوجیں آپ سے برسریں پیکار ہوئی ہیں، اصل فوجیں ابھی قلعہ میں موجود ہیں، ابھی ان سے آپ کو واسطہ نہیں پڑا، میں اپنی قوم کی طرف سے آپ کے ساتھ صلح کرنے کو طیار ہوں۔“

حضرت خالد رضی نے فرمایا -

”قلعہ کے اندر جتنے لوگ ہیں، ان کے متعلق صلح ہو سکتی ہے، قلعہ کے باہر کسی قیدی کے متعلق صلح نہیں ہو سکتی، اور صلح اس شرط سے ہو سکتی ہے، کہ مندرجہ ذیل کل اشیاء ہمارے حوالہ کر دی جائیں،

کُل سونا، کُل چاندی، کُل ہتھیار، کُل گھوڑے، آدھے قیدی، ہر گاؤں سے ایک باغ، اور مزدور زمین، جاؤ، ان شرائط سے اپنی فوجوں کو مطلع کرو۔“

مجاہد قلعہ کے اندر گیا، قلعہ میں کوئی نوجوان سپاہی نہیں تھا، صرف عورتیں، بچے اور ضعیف العمر بڈھے تھے، مجاہد نے عورتوں کو ہتھیار پھینا دیئے، اور ان کو قلعہ کی تفصیل پر کھڑا کر دیا، اور خود حضرت خالد رضی کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا -

”میری فوجیں آپ کی مقرر کردہ شرائط پر صلح کرنے کو طیار نہیں ہیں، انہوں نے آپ کی پیش کردہ شرائط کو مسترد کر دیا ہے، اور وہ لڑنے کو طیار ہیں، یہ دیکھتے قلعہ

کی فہمیل پر ہتیار بند کھڑے ہیں،

حضرت خالد رض نے فرمایا۔

”صرف میری پیش کردہ شرائط پر صلح ہو سکتی ہے، تم کو تین دن کی مہلت دی جاتی ہے، اگر تم نے تین دن کے اندر ان شرائط کو منظور کر لیا، تو خیر، ورنہ میں سب کو قتل کر دوں گا۔“

مجامعہ پھر واپس قلعہ کے اندر گیا، سلمہ بن عمیر نامی ایک افسر نے فوج سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہم یہ شرائط ماننے کے لئے طیار نہیں ہیں، یمامہ کے اطراف سے مزید فوجوں کو جمع کر کے دشمن سے مقابلہ کریں گے، ہمارے قلعے سر بفلک اور مضبوط رنابقابلِ تسخیر ہیں، جاڑے کے دن قریب آگئے ہیں، اور غلہ ہمارے پاس بہت ہے، اب ہم کو کس بات کا اندیشہ ہے؟“

مجامعہ نے کہا۔

”سلمہ منحوس ہے، یہ قوم کو تباہ کرنے کی فکر میں ہے میں نے خالد کو دھوکہ دے کر صلح پر راضی کیا ہے، اگر میں درمیان میں نہ پڑتا، تو خالد سب کو تہ تیغ کر دیتے، اور تمام عورتیں قید کر لی جاتیں، جو شرائط میں نے کر آیا ہوں، ان کو تسلیم کر لیا جائے۔“

مجامعہ کی پیش کردہ تجویز کو سب نے منظور کیا، اور قوم کے سات سر کردہ نمائندے عہد نامہ پر دستخط کرنے

کے لئے حضرت خالد رضی کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور
 حضرت خالد رضی کی پیش کردہ شرائط کو تسلیم کر کے صلحنامہ
 پر دستخط کر دیئے،

قلعہ کا دروازہ کھول دیا گیا، تو اس میں سے صرف
 بچے، عورتیں، ضعیف العمر بوڑھے نکلے، حضرت خالد رضی
 کو بڑا غصہ آیا، اور مجاہد سے کہا۔
 ”تو نے مجھ کو بڑا دھوکا دیا۔“
 مجاہد نے جواب دیا۔

”میں نے اپنی قوم کی یہ ناچیز خدمت سرانجام دی ہے،
 اور اخیر وقت میں ان کو تباہی سے بچا لیا ہے۔“
 مسلمان معاہدوں کے بڑے پابند ہوتے ہیں | صلحنامہ پر دستخط
 ہونے کے بعد

حضرت سلمہ بن سلامہ رضی حضرت صدیق رضی کا یہ فرمان لے
 کر آئے،

”خالد! فتح حاصل ہونے کے بعد مسلمانوں کو کذاب کے تمام
 باغ سپاہیوں کو قتل کر دینا۔“

کسی قوم سے معاہدہ کرنے کے بعد اس کی خلاف
 ورزی کرنا مسلمانوں کا شیوہ نہیں ہے، حضرت خالد رضی
 نے اسلامی احکام کے مطابق صلحنامہ کو برقرار رکھا،
 اور حضرت صدیق رضی کے صادر کردہ فرمان پر عمل نہیں
 کیا گیا، صلح کے بعد کل فوج مسلمان ہو گئی، (طبری جلد ۳ ص ۴۰۴)

قبیلہ عبدالقیس کا انتقال | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایک شخص

مسیٰ جا رو د بن مُعلیٰ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مُشرف بہ اسلام ہو گئے ، مدینہ طیبہ میں رہ کر آپ سے دینی تعلیم حاصل کی ، تعلیم سے فراغت پا کر اپنے وطن (بحرین) واپس آئے ، اپنے قبیلہ عبدالقیس کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی ، تمام قبیلہ مسلمان ہو گیا ، ابھی تھوڑے دن ہوئے تھے ، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی خبر آگئی ، قبیلہ عبدالقیس نے کہا -
 ”اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نبی ہوتے ، تو کبھی نہ مرتے۔“

یہ کہہ کر سب کے سب مُرتد ہو گئے ، حضرت جا رو رض کو خبر پہنچی ، آپ نے ان کو جمع کر کے اسلام کے متعلق درد انگیز تقریر ارشاد فرمائی ، دورانِ تقریر میں آپ نے ان سے پوچھا -

”میں تم لوگوں سے چند سوالات کرتا ہوں ، اگر تم کو ان کے جوابات معلوم ہوں ، تو لب کشائی کرنا ورنہ چپکے رہنا“

عبدالقیس - ”بہت اچھا ارشاد فرمائیے۔“

حضرت جا رو رض ”تم کو اچھی طرح معلوم ہے ، کہ پہلے زمانہ میں خدا کی طرف سے بہت سے نبی آئے تھے۔“

عبد القیس - جی ہاں آئے تھے۔

حضرت جبارود رضی - تو مجھ کو یہ بتلاؤ، کہ تم تک صرف ان کے نام پہنچے ہیں، یا تم ان کو دیکھ بھی رہے ہو۔

عبد القیس - صرف ان کے نام ہم تک پہنچے ہیں، ہم نے اپنی آنکھوں سے ان کو نہیں دیکھا،

حضرت جبارود رضی - تو پھر وہ کہاں ہیں؟

عبد القیس - سب انتقال کر گئے۔

حضرت جبارود رضی - تو جس طرح پہلے نبی انتقال فرما گئے

ہیں، اسی طرح ہمارے رسول محمد صلی اللہ علیہ

وسلم بھی وفات پا گئے ہیں، میں بفضلہ تعالیٰ

مسلمان ہوں، اور تمہارے سامنے کلمہ شہادت

پڑھتا ہوں، اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمداً

عبد اور رسولہ۔

عبد القیس - آپ صحیح فرماتے ہیں، ہم بھی کلمہ پڑھتے ہیں،

اور آج سے از سر نو پھر مسلمان ہوتے ہیں، آپ

ہمارے سردار ہیں، اور ہم سے بہت افضل

ہیں، ہم ہر بات میں آپ کی اطاعت کریں گے۔

مرنے کے وقت شاہِ بکرین کی حالت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ

میں بکرین (بصرہ اور عمان کے درمیان بحر ہند کے ساحل پر جتنے

شہر واقع ہیں، ان کو بکرین کہتے ہیں) کا بادشاہ منذر بن ساوی

تھا، آپ نے حضرت علاء بن حضرمی رض کو اپنا سفیر بنا کر ان کے پاس بھیجا، حضرت علاء رض نے آپ کا فرمان ان کے حوالہ کیا، منذر فرمان دیکھتے ہی مسلمان ہو گئے، جس مہینہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری شروع ہوئی تھی، اسی مہینہ میں یہ بھی بستر مرگ پر پڑ گئے، حضرت عمرو بن عاص رض عثمان سے واپسی کے وقت بکربین میں اترے، اُس وقت منذر کی حالت بہت نازک تھی، حضرت عمرو بن عاص رض ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، منذر نے ان سے کہا۔

”ایک مسلمان جس وقت مرنے لگتا ہے، تو اُس کے وارث اس کے مال کے حقدار ہو جاتے ہیں، تو کیا مسلمان مرتے وقت اپنے مال میں سے کسی حصہ کا بھی مالک نہیں ہوتا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں کیا حکم صادر فرمایا ہے؟“

حضرت عمرو بن عاص رض کیوں نہیں، اپنے مال کے تیسرے حصہ کا وہ مختار کل ہوتا ہے، اس تیسرے حصہ کو وہ اپنے وارثوں کے علاوہ جہاں چاہے، خرچ کر سکتا ہے۔“

مُنذر۔ تو میں اپنے اس تیسرے حصہ کو کہاں صرف کروں؟
حضرت عمرو بن عاص رض۔ آپ اس بارے میں مختار کل ہیں، خواہ اس کو اپنے ہی رشتہ داروں میں تقسیم کر دیجئے،

یا رشتہ داروں کے سوا عام غرباء میں صدقہ دیکھے۔“
 مُنذرہ میں اپنے مُثلث کو رشتہ داروں میں تقسیم کرنا نہیں
 چاہتا، عام غرباء میں تقسیم کر دیتا ہوں، میں اس
 بارے میں تم کو ایک وصیت نامہ لکھ دیتا ہوں،
 میرے مرنے کے بعد تم اس کو نافذ کر دینا۔“

باشندگانِ بحرین کی سرکوبی | دوسرے قبائل کی طرح
 بحرین کے قبائل بھی مُرتد

ہو گئے، عبدالقیس بھی مُرتد ہو گئے تھے، لیکن حضرت
 جارود رضی کی درد بھری تقریر سن کر تائب ہو گئے،
 حضرت صدیق رضی نے باشندگانِ بحرین کی سرکوبی
 کے لئے حضرت علامہ بن حضری رضی کو مامور فرمایا۔ جس
 وقت حضرت علامہ رضی کی فوج یمامہ کے پاس پہنچی ہے،
 تو حضرت ثمامہ بن اثال معہ اپنی فوج کے ان کے ساتھ
 شامل ہو گئے،

ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں، کہ قیس بن عاصم رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے عالموں میں سے تھے، آپ کی وفات
 کے بعد یہ مُرتد ہو گئے تھے، اور حضرت صدیق رضی کو
 اپنی ماتحت رعایا کی زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا،
 لیکن بعد میں ان کو ندامت ہوئی، اور تائب ہو کر زکوٰۃ
 جمع کر کے حضرت علامہ رضی کے سامنے پیش کر دی، اور اپنی
 فوج کو ساتھ لے کر بحرین کے مُرتدین سے جہاد کرنے

کے لئے آپ کے ساتھ شامل ہو گئے۔
 سپہ سالار کی کرامت | ایک سپاہی جن کا نام ابو سہم ہے، حضرت
 علامہ رضی کی فوج میں تھے، وہ بیان

فرماتے ہیں، جب وقت ہماری فوجیں دہشتناک رہبرہ کی سرک پر واقع ہے،
 پہنچی ہیں، تو رات کا وقت ہو گیا تھا، ہم نے یہاں پڑاؤ
 ڈالا، خدا کی شان رات کو ہمارے سب اونٹ بھاگ
 گئے، ان پر ہمارا سب سامان لدا ہوا تھا، ہم بڑے
 پریشان ہوئے، اسی غم میں بیٹھے ہوئے تھے، کہ ایک
 سپاہی نے منادی دی۔

”سب سپاہی سپہ سالار کے پاس جمع ہو جائیں۔“
 ہم اسی وقت جمع ہو گئے، حضرت علامہ رضی نے فرمایا،
 ”ہم کو کسی طرح کا فکر نہیں کرنا چاہئے، ہم خدا کی راہ میں
 اپنی گردنیں کٹوانے کے لئے نکلے ہیں، بفضلہ تعالیٰ ہم
 سچے مسلمان ہیں، اور خدا ہمارا معاون و مددگار ہے، وہ
 ایک لمحہ کے لئے بھی ہم کو اپنی عنایتوں سے محروم نہیں
 کر سکتا، صبح صادق ہو گئی ہے، آؤ سب بل کر فجر
 کی نماز ادا کریں۔“

ہم سب نے حضرت علامہ رضی کے پیچھے صبح کی نماز ادا کی،
 سلام پھیرتے ہی آپ دوزانو ہو کر بیٹھ گئے، ہم سب بھی
 دوزانو ہو گئے، انہوں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے،

ہم نے بھی دُعا کے لئے ہاتھ اٹھائے ،
 دُعا مانگتے مانگتے سورج نکل آیا ، دھوپ میں سراب
 رگرمیوں میں شور زمین دور سے پانی نظر آتی ہے (نظر آ یا ، آپ
 نے رائد جو گھوڑوں کے لئے گھاس اور پانی مہیا کرتا ہے) سے
 مخاطب ہو کر فرمایا ۔

”دیکھو کیا ہے ؟“

وہ دوڑا ہوا آیا ،

”جناب سراب ہے۔“

پھر ہاتھ اٹھائے ، ایک دوسرا سراب نظر آ یا ،
 رائد کو بھیجا ، اس نے کہا یہ بھی سراب ہے ،
 پھر تیسری دفعہ ہاتھ اٹھائے ، اس دفعہ ایک اور سراب
 نظر آ یا ،

رائد کو بھیجا ، اُس نے کہا یہ پانی ہے۔“

یہ سنتے ہی حضرت علامہ رضی اللہ عنہ نے سب کو اس طرف چلنے
 کا حکم صادر فرمایا ۔ ہم پانی پر پہنچے ، پانی پیا ، اور غسل
 کئے ، تھوڑی دیر کے بعد دیکھتے کیا ہیں ، کہ ہمارے سب
 اونٹ دوڑے ہوئے چلے آ رہے ہیں ، ہر سپاہی نے اپنا
 اپنا اونٹ پکڑ لیا ، اور ان کو خوب پانی پلایا ، اور آگے
 چل پڑے ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہمارے ساتھ تھے ، انہوں نے
 مجھ سے فرمایا : ”ابو سہم ! آؤ ہم اور تم دو بارہ اس چشمہ پر چلیں۔“

ہم وہاں پہنچے ، تو پانی کا نام نشان بھی نہیں تھا ،
حتیٰ کہ کیچڑ بھی نہیں تھا ، میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی
سے عرض کیا ۔

”یہ وہ جگہ نہیں ہے ، جہاں سے ہم نے پانی پیا ،
اور اپنے اونٹنوں کو پانی پلایا تھا“
حضرت ابو ہریرہ رضی نے فرمایا ۔

”یہ وہی جگہ ہے“

میں نے عرض کیا ۔

”یہاں تو اس وقت پانی کا نام و نشان بھی نہیں“
حضرت ابو ہریرہ رضی نے فرمایا ۔

”میں اسی واسطے تم کو دوبارہ یہاں لایا ہوں ، دراصل
یہاں پانی نہیں تھا ، اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے
لئے پانی کا چشمہ نکالا ، یہ خدا کی طرف سے ہم پر احسان
ہے۔“

جو اٹالیوں مسلمانوں کا سخت محاصرہ | مرتدین میں سے ایک
شخص حطم بن ضبیہ

نے بکرہ وغیرہ کے قبائل کو جمع کر کے قطیف اور ہجر
رجرین میں دو شہر ہیں ، پر قبضہ کر لیا ، دارین رجرین میں ایک
بڑی خلیج ہے ، ساحل سے ایک رات اور دن کا بحری مسافت کا
فاصلہ ہے ، پر فوج بھیجی ، اور عبدالقیس کو جو مسلمان
ہو چکا تھا ، دارین اور قطیف کے درمیان گھیر لیا ، غرور

بن سوید کو جوثا (عبدالقیس کے مضبوط قلعہ کا نام ہے) کا محاصرہ کرنے کے لئے بھیجا، غرور کی فوج نے جوثا کا سخت محاصرہ کر لیا، اور مسلمان محاصرہ سے سخت تنگ آ گئے، غلہ ختم ہو چکا تھا، بہوکوں مرنے لگے، محصور مسلمانوں میں ایک صالح مسلمان حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، انہوں نے اس شدید محاصرہ کا مندرجہ ذیل شعروں میں نقشہ کھینچا ہے،

<p>حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے کل مسلمانوں کو ہمارا یہ پیغام پہنچا دو، تم کو کچھ اُس شریف قوم کی بھی خبر ہے، جو جوثا میں محصور بیٹھے ہیں، گھلی سڑکوں پر انکے خون بہ رہے ہیں، خون دیکھنے کیلئے جلتی دھوپ میں تماشا شایبوں کا بہجوم ہے، ہم حنن (خدا کا نام ہے) پر بھروسہ کئے بیٹھے ہیں اسلئے کہ (معیت میں) صبر کرنا خدا پر بھروسہ کر نیوالے (مسلمانوں کا شعار ہے)</p>	<p>الابلیغ ابا بکر سوکالا وفتیان المدینۃ اجمعینا فهل لکم الی قوم کرام تعودنی جوثا محصرینا کان دمارھم فی کل فج شعاع الشمس لغیثی الناظرینا توکلنا علی الرحمن انا وجدنا الصبر المتوکلینا</p>
---	---

بالآخر ہم ہجر (حجرین کا مشہور شہر ہے) پہنچ گئے،
باشندگان دارین اور عبدالقیس کے سوا کل حجرین کے
باشندے مرتد ہو گئے تھے، اور حطم کے ساتھ بڑی فوجیں
ہو گئی تھیں،

اسلامی فوجوں نے مدافعت کے لئے خندق کھودی، ایک
ماہ تک مقابلہ ہوتا رہا، دشمن خندق تک آتا، اور مقابلہ

کر کے چلا جاتا ،

ایک رات کا ذکر ہے ، دشمن کی فوجوں میں شور سنائی دیا ، حضرت علامہ رضی نے حضرت عبداللہ رضی کو جاسوس بنا کر بھیجا ، ان کی والدہ عجل قبیلہ سے تھیں ، یہ دشمن کی فوج میں گھسے ہی تھے ، کہ گرفتار ہو گئے ، پوچھا گیا ، تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا ۔

”میں قبیلہ عجل سے تعلق رکھتا ہوں“۔ یہ کہہ کر ابجر دوڑیوا ابجر دوڑیو“ کی ڈہائی دینی شروع کی ، اتنے میں ابجر بن بجر آ گیا ، یہ قبیلہ عجل سے تھا ، اس نے حضرت عبداللہ رضی کو چھڑا دیا ، ابجر نے کہا ۔

”اس اندھیری رات میں تم کہاں؟“

حضرت عبداللہ رضی نے جواب دیا ۔

”میں فلاں گاؤں میں جا رہا ہوں ، تم مجھ کو فوج سے باہر چھوڑ کر آؤ“۔

ابجر نے ان کو فوج سے باہر چھوڑ دیا ، یہ اسلامی لشکر میں دوڑے آئے ، اور حضرت علامہ رضی سے فرمایا ، ”دشمن شراب میں مست ہے“۔

حضرت علامہ رضی نے فوراً فوج کو ان پر حملہ کرنے کا حکم صادر فرمایا ، مسلمان

سپاہی دشمن پر جا پڑے ، اور اس کو تہ تیغ کر دیا ، اکثر سپاہی وہیں ڈھیر ہو گئے ، باقی فرار ہو گئے ، اسلامی فوج

ان کے تعاقب میں نکلی، حطم مسلمانوں کی شمشیر بازی دیکھ کر ہکا بکا رہ گیا، اپنے گھوڑے پر چڑھنا چاہتا تھا، کہ زین کا تسمہ ٹوٹ گیا، اپنے سپاہیوں کو تسمہ باندھنے کے لئے بلایا، سب کو اپنی جان بچانے کی فکر تھی، کون آتا، ایک مسلمان سپاہی ابو ضبیعہ نے اس کو تار لیا، اور اس سے کہا: لاؤ اپنی ٹانگ میری طرف کرو، میں تسمہ باندھ دوں۔“

اس نے ٹانگ اس طرف کر دی، ابو ضبیعہ نے تلوار مار کر ران کی جڑ سے ٹانگ کاٹ کر پھینک دی، حطم بلبلا اٹھا، پاس نے کہا،
خدارا میری گردن پر تلوار مار کر میرا فیصلہ کر دو، میں اس درد سے تو نجات حاصل کروں،
ابو ضبیعہ نے کہا۔

میں تجھ کو کچا کھاؤں گا، میں چاہتا ہوں، تو اسی طرح بلبلا کر مر جائے۔“

جس مسلمان سپاہی کا اس کے پاس سے گزر ہوتا، وہ اس سے عاجزانہ التماس کرتا،
”کیا تم دشمن کے بڑے سردار حطم کو قتل کرنا چاہتے ہو؟“

کوئی سپاہی اس کا کہنا نہ مانتا تھا، حتیٰ کہ قیس بن عامر ہاں سے گزرے، اس نے ان سے بھی یہی کہا، انہوں نے

ٹھکانا کر اس کی گردن اڑادی، جب اُس کی کٹی ہوئی
 ٹانگ پر اُن کی نظر پڑی، تو ان کو اس کے قتل کرنے
 کا بڑا افسوس ہوا،

”کاش مجھ کو پہلے سے معلوم ہوتا، تو میں اس کو ہاتھ
 بھی نہ لگاتا“

مسلم سپاہی برابر دشمن کے تعاقب میں تھے، قیس
 بن عاصم نے حطم کو قتل کرنے کے بعد ابجر (دشمن کے بڑے
 افسروں میں سے تھا) کا تعاقب کیا، ابجر کا گھوڑا ان کے
 گھوڑے سے تیز رفتار تھا،

انہوں نے اس خیال سے کہ ابجر کا گھوڑا ان کی زد
 سے نہ نکل جائے، اس کی گھونچیں کاٹ ڈالیں، اور
 ابجر نیچے آ پڑا،

عقیف بن منذر نے غرور بن سوید کو گرفتار کیا، قبیلہ
 رباب اس کے رشتہ داروں میں سے تھے، رباب کی
 فوج نے حضرت علامہ رضی سے درخواست کی، کہ اس کا
 خون معاف کر دیا جائے،

حضرت علامہ رضی نے اس کا خون معاف کر دیا، پوچھا یہ
 کون ہے؟ انہوں نے کہا، یہ غرور ہے، (غرور عربی لفظ ہے، اس
 کے معنی دھوکہ دینے والے ہیں، حضرت علامہ رضی نے فرمایا، تو نے ان
 لوگوں کو دھوکا دیا، اس نے عرض کیا، میں غرور نہیں ہوں، بلکہ مغرور
 (مغرور کے معنی ہیں، دھوکہ دیا گیا) ہوں،

مسلمانوں کی انتہائی قوتِ ایمانی

پُل کے بغیر دریا کو عبور کر لیا

دشمن کی ہزیمت خوردہ فوجیں دارین میں جمع ہو گئیں، حضرت علامہ رضی نے ان پر حملہ آور ہونے کے لئے فوجوں کا جوش بڑھایا، آپ نے فرمایا -

”دشمن کی شکست خوردہ فوجیں دارین میں جمع ہو گئی ہیں، تم خدا کی قدرت کا ایک نظارہ خشکی میں دیکھ چکے ہو، اس کی قدرت کا دوسرا نظارہ دریا میں بھی دیکھ لو، دریا کو عبور کر کے بے خبری میں دشمن کو جا لو۔“

سب سپاہیوں نے کہا، ہم طیار ہیں، ہم کسی چیز سے بھی خوف زدہ ہونے والے نہیں،

یہ کہہ کر تمام فوجیں ساحل کی طرف روانہ ہو گئیں، ساحل پر پہنچتے ہی سب فوج دریا میں گھس گئی، تمام گھوڑے، خچر، اونٹ، بیل وغیرہ سب دریا میں دھکیں دئے گئے، سوار اپنے گھوڑوں پر سوار اور پیادہ فوجیں پیدل چل پڑیں، حضرت علامہ رضی اور تمام سپاہیوں نے اس دعا کو پڑھ کر دریا کو عبور کر لیا، ایک سپاہی بھی نہیں ڈوبا، صحیح و سالم دریا کے پار پہنچ گئے،

یا ارحم الراحمین یا کریم یا حلیم یا احد یا صمد
یا حی یا قیوم لا اله الا انت

یا ربنا -

(اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے، اے کریم، اے بُردبار، اے اکیلے، اے بڑے سردار، اے زندہ رہنے والے، مُردوں کو زندہ کرنے والے، اے ہمیشہ زندہ رہنے والے، اے ہمیشہ قائم رہنے والے، تیرے سوا اور کوئی خدا نہیں ہے، اے ہمارے رب)

اسلامی فوجوں نے دشمن کو بے خبری میں جالیا، سخت خوشریز جنگ ہونے کے بعد مسلمانوں کو کامل فتح حاصل ہوئی اور غنیمت کا مال بے شمار ملا، حتیٰ کہ ہر سوار کے حصہ میں چھ چھ ہزار اشرفیاں اور ہر پیدل سپاہی کے حصہ میں دو دو ہزار اشرفیاں آئیں، اور حضرت علاء رضی اللہ عنہ تمام فوجوں کو واپس لے آئے، اور غنیمت کا پانچواں حصہ (خمس) مدینہ منورہ بھجوا دیا، (طبری - جلد سوم صفحہ ۲۶۰)

ہم عروجِ اسلام کے حصّہ اول
باشندگانِ عمان کی سرکوبی

(دیکھو باب بادشاہوں کو دعوتِ اسلام)

میں ذکر کر چکے ہیں، کہ عمان کے حکمران دو بھائی جیفر اور عبد
فرزندانِ جلدی تھے، ان کے باپ جلدی سے ایک شخص
لقیط بن مالک برسرِ پیکار رہتا تھا،

جلدی کے مرنے کے بعد لقیط نے جیفر کو شکست دیکر
عمان پر قبضہ کر لیا، اور نبوت کا دعویدار بنا،
جیفر نے کل حالات حضرت صدیقِ رضی اللہ عنہ کو لکھے، اور
امدادی فوج کی درخواست کی، آپ نے حضرت حذیفہ

بن محسنؓ اور حضرت عرفجہ رض کو حکم دیا ، کہ تم دونوں فوجیں لے کر عثمان پہنچو ،

یہ بھی اوپر بیان ہو چکا ہے ، کہ حضرت صدیق رض نے حضرت عکرمہ رض (ابو جہل کے لڑکے) کو مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لئے بھیجا تھا ، اور تاکید کر دی تھی ، کہ تمہارے پیچھے حضرت شرجیل رض کو فوج دے کر بھیجوں گا ، ان کے ساتھ بل کر مسیلمہ کی فوجوں پر حملہ کرنا ،

لیکن حضرت عکرمہ رض نے جلدی کی ، اور حضرت شرجیل رض کے پہنچنے سے پہلے ہی حملہ کر دیا ، آپ کو شکست ہو گئی ، اپنی ہزیمت کا حال حضرت صدیق رض کو لکھا ، آپ نے ان کو جواب میں لکھا ،

”بڑے افسوس کی بات ہے ، تم نے میرے حکم کی تعمیل نہیں کی ، اور جلدی کر بیٹھے ، میرا یہ حکم دیکھتے ہی عثمان کا رخ کرو ، اور حضرت حذیفہ رض اور حضرت عرفجہ رض کے ساتھ بل کر مُرتدین عثمان سے جہاد کرو ، ان کی سرکوبی سے فارغ ہو کر مہرہ جاؤ ، وہاں سے یمن کا رخ کر کے حضرت مہاجر بن ابی امیہ کی فوج کے شامل ہو کر حضرموت ، عثمان اور یمن کے درمیان جتنے باغی ملیں ، سب کی سرکوبی کرو ، دیکھو خوب محنت سے کام کرنا ، سستی نہ کرنا“

یہ حکم ملتے ہی حضرت عکرمہ رض عثمان کے قریب پہنچ

گئے ، اور رجام (مٹان میں ایک بہت بڑے سُرخ پہاڑ کا نام ہے) کے پاس حضرت حذیفہ رضی اور عرفجہ رضی کے ساتھ مل کر فوجیں اتار دیں ،

تینوں سپہ سالاروں نے اپنی آمد سے جیفر کو مطلع کیا ، جیفر نے اپنی فوج صحار (ساحل کے قریب پہاڑ کے پاس ایک مشہور شہر ہے) میں جمع کی ، اور تینوں سپہ سالاروں کو لکھا کہ اپنی فوجیں صحار میں لے آئیں ، لقیط نے اپنی فوجیں دبا (دیکھو صفحہ ۹۳) میں جمع کیں ،

جیفر نے لڑائی سے پہلے لقیط کی فوجوں کو توڑنا چاہا ، چنانچہ اس کی ایک بڑی فوج جو بنی حدید کے قبیلہ سے تھی ، جیفر سے آئی ،

لقیط نے فوجوں کے پیچھے سپاہیوں کے چھوٹے چھوٹے بچے اور ان کی بیویاں کھڑی کر دی تھیں ، تاکہ سپاہی اسلامی فوجوں سے ہزیمت کھا کر پیچھے نہ ہٹ سکیں ،

فدا صہ کلام بڑے زور سے لڑائی شروع ہوئی ، لقیط کو کامیابی ہو چکی تھی ، کہ دفعتاً خدا نے غیب سے مسلمانوں کے لئے املاوی فوجیں بھیج دیں ،

حرثیت بن راشد بنی ناجیہ کی فوج اور سبحان بن صوحان عبدالقیس کی فوجیں سے لڑ کر پہنچ گئے ، یہ تازہ دم فوجیں آگے بڑھیں ، اور دشمن کی فوجیں جو تھک کر چور ہو چکی تھیں ، شکست کھا گئیں ، مسلمانوں کو فتح عظیم حاصل ہوئی ،

دشمن کے دس ہزار سپاہی مارے گئے ، اور بہت سا غنیمت کا مال حاصل ہوا ، اور کئی ہزار قیدی گرفتار ہوئے ، غنیمت سے پانچواں حصہ حضرت صدیق رضی کی خدمت میں بھیج دیا گیا ،

حضرت عکرمہ رضی نے یہی مناسب سمجھا ، کہ جب تک چاروں طرف سے بغاوت دب نہ جائے ، حضرت حذیفہ عثمان میں ٹھہریں ، اور حضرت عرفجہ رضی غنیمت کا پانچواں حصہ (خمس) لے کر مدینہ جائیں ، اور خود باشندگان مہرہ کی سرکوبی کے لئے روانہ ہو گئے ،

مہرہ میں مسلمانوں کی فتح عظیم حضرت عکرمہ رضی مندرجہ ذیل فوجیں لے کر

مہرہ پہنچے ،

ناجیہ ، اژد ، عبدالقیس ، راسب ، سعد بنی تیم سے ،

مہرہ میں دو رئیس آپس میں برسریکا رہتے ، دونوں میں سے ہر رئیس دوسرے کو مغلوب کرنے کا متمنی تھا ،

ایک کا نام شخریت دوسرے کا نام مصبح تھا ،

شخریت کے پاس فوج کم تھی ، اس لئے وہ تو حضرت عکرمہ رضی کی اطاعت میں آ گیا ، رہ گیا مصبح ، اس کو اپنی فوج پر بڑا گھمنڈ تھا ،

حضرت عکرمہ رضی نے شخریت کو ساتھ لے کر اُس پر ایسا سخت حملہ کیا ، کہ پہلے ہی حملے میں اُس کی فوج کے پیر

اُکھڑ گئے ، اور مصبح جان سے مارا گیا ، اس کی فوج سے دو ہزار سپاہی میدانِ جنگ میں مارے گئے ، باقی قید ہو گئے ،

اسلامی فوجوں نے بہت سی غنیمت حاصل کی ، حضرت عکرمہ رضی نے پانچواں حصہ (خمس) شخریت کو دے کر مدینہ بھجوا دیا ، اس فتحِ عظیم کے بعد مہرہ کے کل باشندے مسلمان ہو گئے ،

الحمد لله رب العالمین کے آخر تک ارتداد کا وہ زور

شور جو مفتوحہ علاقوں سے اٹھا تھا ، حضرت صدیقِ رضی کے بے نظیر تدبیر اور سیاسی حکمتِ عملی سے فرو ہو گیا ، باغیوں کو عبرت انگیز سزائیں دی گئیں اور چند مہینوں میں چاروں طرف امن و امان قائم ہو گیا ،

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال | اسی سال رمضان المبارک کی تیسری تاریخ سہ شنبہ

کی رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انتقال فرمایا ، حضرت عباس رضی نے نمازِ جنازہ پڑھائی ، حضرت عباس رضی نے حضرت علی رضی آپ کے شوہر اور فضل بن عباس رضی نے آپ کی نعش مبارک کو قبر میں اتارا ،

حضرت صدیقِ رضی کے صاحبزادے کا انتقال | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ

کے ساتھ حضرت عبداللہ حضرت صدیق کے صاحبزادے
طائف تشریف لے گئے تھے، ابو مجن نے حضرت عبداللہ
کو ایک تیر مارا تھا، اب تک اُس کا زخم مندمل نہیں
ہوا تھا، بالآخر اسی سال شوال کے مہینہ میں اسی زخم
کے باعث انتقال فرمایا ۛ

۱۲

فتوحاتِ عراق کا آغاز

۱۲ھ کے اختتام تک حضرت صدیق رض عرب کے
کل مُرتدین قبائل کی سرکوبی سے فارغ ہو چکے تھے، ابھی
حضرت خالد رض یمامہ میں ہی تھے، کہ ماہِ محرم الحرام میں
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تازہ حکم پہنچا،
”اللہ تبارک و تعالیٰ نے تم کو یمامہ میں فتحِ عظیم
عنایت کی ہے، اب تم مع اپنی فوجوں کے عراق کی فتوحات
کے لئے روانہ ہو جاؤ“

حضرت مثنیٰ بن حارثہ رض ایرانی سلطنت کی سرحد کے
قریب رہتے تھے، انہوں نے حضرت صدیق رض سے درخواست
کی، کہ مجھ کو اپنی قوم کا سردار بنا دیجئے، میں ایرانی قوموں
سے لڑوں گا، حضرت صدیق رض نے ان کی درخواست

منظور کی ، اور مشنی اپنی فوج سے کسکر (عراق میں ایک ضلع کا نام ہے) اور دریائے فرات کے قریب دشمن پر چھاپے مارتے تھے ، ان کی فوج کی تعداد آٹھ ہزار تھی ، مسلمان مدعور ، اور حرمہ ان کی فوج میں شامل تھے ، حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ کل دس ہزار فوج تھی ، آپ نے مشنی کو لکھ بھیجا ، کہ تم اپنی فوج کو لے کر مقام حفییر (بصرہ سے مکہ مکرمہ کی طرف جانے والی سڑک کی پہلی منزل) جمع ہو جاؤ ، مشنی یہ حکم ملتے ہی اپنی آٹھ ہزار فوج لے کر فوراً چلے آئے ، اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اٹھارہ ہزار فوج سے اپنی نقل و حرکت شروع کی ۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عراقی سرحد میں گھسنے سے پہلے سلطنتِ ایران کے مختلف حکام کے

اعلانِ جنگ

نام مندرجہ ذیل فرمان صادر فرمایا ۔
 ”سب تعریف اُس خدا کے لئے ہے ، جس نے تمہاری فوجوں کو منتشر کر دیا ، تمہارے ملکوں کو چھین لیا ، اور تمہارے فوجی و قذر کو خاک میں ملا دیا ، میں تمہارے سامنے اسلامی دعوت پیش کرتا ہوں ، اگر تم نے اسلام قبول کر لیا ، تو تمہاری سلطنت بحال رہے گی ، اور ہمارے تمہارے درمیان کوئی فرق نہ ہوگا ، اگر تم اسلام قبول کرنے سے انکار کرتے ہو ، تو ہمارے سامنے ہتھیار ڈال دو ، اور ہم کو جزیہ دو ، اور اگر اس سے بھی

انکار ہے ، تو میں تمہاری سرکوبی کے لئے ایسی جرّار فوج بھیجوں گا ، جو میدانِ جنگ میں شہید ہونے کو ایسا ہی پسند کرتے ہیں ، جس طرح تم شراب پینے کو پسند کرتے ہو۔ سن رکھو ، جس وقت میرا یہ فرمان تمہارے پاس پہنچے ، اسی وقت میرے پاس اپنی ضمانتیں لے آؤ ، ورنہ میں تمہاری سرکوبی کے لئے فوراً فوج بھیج دوں گا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہما عراقی سرحد بانقیا اور باروسما پر قبضہ میں لگے ہی تھی ، کہ بانقیا (کوفہ کے

قریب ہے) اور باروسما (بغداد کے علاقہ میں ہے) کے حاکم جاپان صلح کی درخواست لے کر حاضر ہوا ، آپ نے اس کی درخواست منظور کی ، اور سالانہ دس ہزار اشرفیاں جز یہ مقرر ہوا ،

آگے بڑھ کر اسلامی فوجوں نے الیس آنبار کا ایک قصبہ ہے ، اور انبار ایک شہر کا نام

ہے ، جو بغداد کے مغرب میں واقع ہے ، الیس سے بغداد تک تیس میل کا فاصلہ ہے) پر بھی قبضہ کر لیا ،

ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں ، کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عراقی سرحد میں پہنچنے سے قبل ایرانی سلطنت

کے مختلف حکام کے نام ایک فرمان صادر فرمایا تھا ، جس وقت یہ فرمان ہرمز کے پاس پہنچا ہے ، تو اُس نے اور شیر شاہ ایران کو فرمان کے مضمون سے مطلع کیا ، اور خود فوجیں جمع

کر کے حفیر کے میدان میں آ پہنچا ، اس کے سواروں نے آگے
بڑھ کر میدانِ کارزار کے لئے ایسی جگہ کو پسند کیا ، جہاں
پانی تھا ، اور حضرت خالد رض کی فوجیں جہاں تھیں ، وہاں
پانی کا نام و نشان بھی نہیں تھا ،

حضرت خالد رض نے فوجوں کا دل بڑھایا ،
”ہم کو کچھ اندیشہ نہیں کرنا چاہئے ، فریقین کی فوجوں
میں سے جو ثابت قدم رہے گا ، پانی کے ذخیرہ پر اس کا
قبضہ ہو جائے گا۔“

تھوڑی دیر میں خدا نے بادل بھیج دیئے ، اور اسلامی
فوجوں کے پیچھے خوب پانی برسنا ، زمین تر ہو گئی ، اور مسلمان
خوب لڑنے لگے ۔

ہرمز سے اپنی فوجوں کے کل سپاہیوں کے پیروں میں
موٹی موٹی لہنجیریں باندھ دی تھیں ، تاکہ وہ میدانِ جنگ
سے دبھاگ سکیں اور میسرہ پر شاہ
ایران کے فریبی سسشتہ دار قباذ اور انوشیران کو مقرر کیا ،
حضرت خالد رض کی فوج کی شرح آگے بڑھے ، اور مقابلہ کے
سے ہرمز کو لاکارا ، ہرمز نے اپنے محافظ دستہ سے کہا ،
”میں خالد رض سے لڑنے جاتا ہوں ، جس وقت میں اُس
سے دست و گریبان ہو جاؤں ، تم آگے بڑھ کر اس کو
قتل کر دینا۔“

ہرمز اگرتا ہوا پیدل حضرت خالد رض کے سامنے آیا ،

حضرت خالد رض نے اس کو اپنے دو بازو میں دبا لیا، ہرمز کے محافظ سپاہی اس کو بچانے کے لئے آگے بڑھے، لیکن حضرت خالد رض نے تلوار مار کر ہرمز کو قتل کر دیا، حضرت قعقاع نے ہرمز کے محافظ سپاہیوں پر سختی سے حملہ کیا، ہرمز کے مرتے ہی دشمن کے پیر اکھڑ گئے، اور وہ میدان جنگ سے بری طرح بھاگے، اسلامی فوج ان کے تعاقب میں نکلی،

ہرمز کا تاج نہایت بیش قیمت تھا، اعلیٰ درجہ کے موتی اس میں جڑے ہوئے تھے، ایک لاکھ اشرفیاں اس کی قیمت تھی،

یہ قاعدہ ہے، میدان جنگ میں جو مسلمان کسی افسر وغیرہ کو قتل کرتا ہے، تو اس کی تمام وردی اور ہتھیار حملہ آور مسلمان سپاہی کو ملتے ہیں،

حضرت صدیق رض نے ہرمز کا تاج حضرت خالد رض کو عنایت فرما دیا، اس لڑائی میں بہت سا مال غنیمت حاصل ہوا،

حضرت خالد رض نے پانچواں حصہ (خمس) مدینہ منورہ بھجوا دیا اور باقی چار حصے وہیں میدان جنگ میں سپاہیوں کو تقسیم کر دیئے،

کئی ہزار من زنجیریں ملیں، صرف ایک اونٹ پر جتنی زنجیر آسکتی تھیں، اس کا وزن ایک ہزار رطل (عربی پیمانہ کا

نام ہے) ہوتا تھا ،

اس لڑائی میں ہر مسلمان سوار کو ایک ہزار روپے اور پیدل سپاہی کو تین سو پچیس روپے ملے تھے ۔

ہاتھی بھی غنیمت میں حاصل ہوئے تھے ، جس وقت یہ ہاتھی سامان سے لدھے ہوئے مدینہ منورہ پہنچے ہیں ، تو ان کو مدینہ منورہ کی گلی کوچوں میں پھیرا یا گیا ، مسلمان بڑھیا عورتیں ان کو دیکھ کر بہت متعجب ہوتی تھیں ، (کیونکہ عرب میں ہاتھی پایا نہیں جاتا)

حضرت خالد رض نے ہرمز کی شکست خوردہ فوجوں کے تعاقب میں مثنیٰ کو بھیجا۔ انہوں

نہر مرآة پر قبضہ

نے نہر المرآة (بصرہ کی مشہور نہر) پر قبضہ کر لیا ،

اس علاقہ کی حکمران ایک عورت مسماة طہا بیج تھی ، اس نے مثنیٰ کی خدمت میں صلح کی درخواست پیش کی ، مثنیٰ نے اس کی درخواست قبول کرتے ہوئے اس کے علاقہ پر سالانہ جزیہ دس ہزار روپے مقرر فرمائے

رمحکم البیدان

شاہ ایران نے ہرمز کی امداد کے لئے ایرانی فوجوں کے سپہ سالار

مذکر کی خونریز جنگ

عظیم قارن کو فوجیں دے کر بھیجا ، جس وقت یہ فوجیں ہذا سر (بصرہ کے قریب واقع ہے) کے پاس پہنچی ہیں ، تو ہرمز کی شکست خوردہ فوجیں ان کو نہیں ، انوشیروان

اور قباذ جو ہرمز کی فوج سے بھاگ کر آئے تھے ، وہ بھی ان کے ساتھ تھے ، قارن نے ان کے دل بڑھائے ، اور دوبارہ لڑنے کے لئے ان کو ورغلا یا ،

”اگر تم اس وقت اسلامی فوجوں کے سامنے سے فرار ہوئے ، تو پھر آئندہ کسی جگہ بھی جم کر ان کا مقابلہ نہیں کر سکو گے ، میرے ساتھ بادشاہ کی امدادی فوجیں ہیں ممکن ہے ، کہ اس لڑائی میں ہم دشمن پر فتح پا جائیں ، اور گذشتہ نقصان کی تلافی ہو جائے۔“

ہزیمت خوردہ فوجیں لڑنے پر طیار ہو گئیں ، عذار میدانِ جنگ بنایا گیا ، انوشجان اور قباذ میمنہ اور میسرہ پر مقرر کئے گئے ،

مسلمانوں نے نہایت سختی سے حملہ کیا ، بڑی خونریز جنگ ہوئی ، ایرانی فوجوں سے آج تک اتنی خونریز جنگ نہیں ہوئی تھی ، ایک مسلمان سپاہی معقل نے قارن کو قتل کر دیا ، عاصم نے انوشجان کو اور حضرت عدی رض نے قباذ کو فی النّار والسقر کر دیا ،

دشمن کے پورے تیس ہزار سپاہی تہ تیغ کئے گئے ، اکثر فوجیں بھاگتی ہوئیں نہر (جو بصرہ کے قریب ہے) میں ڈوب گئیں ، بے شمار غنیمت کا مال مسلمانوں کو ملا ،

حضرت خالد رض نے قارن ، انوشجان اور قباذ کے قاتلوں کو ان کے اسلاب (مقتول افسروں کے تاج اور وردی وغیرہ)

تقسیم کئے خمس نکال کر باقی غنیمت کا مال فوجوں میں
تقسیم کر دیا، ہزار ہا قیدی گرفتار کئے گئے،

ولجہ کا خونریز معرکہ | شاہ ایران کو قارن کے منتوال
ہونے کی خبر پہنچی، تو اُس نے

اندازِ عمر کو زبردست فوجیں دے کر بھیجا، اندازِ عمر خراسان
کے صوبہ سرحدی میں متعین تھا، اس کے پیچھے بہمن
جاذویہ کو بے شمار فوجیں دے کر بھیجا،

اندازِ عمر نے اپنی فوجیں ولجہ رِعراق کے مشہور ضلع کسکر
میں واقع ہے، میں جمع کیں،

حضرت خالد رضہ اسلامی فوجوں کے صدر مرکز (ہیڈ کوارٹر)
میں سویڈن مقرر کر کے دلجہ کی طرف فوجیں
لے کر روانہ ہو گئے، آپ نے سویڈ کو بہت محتاط رہنے
کی ہدایت کی، فرمایا۔

”ہر وقت چوکے رہو، ایسا نہ ہو، کہ دشمن کسی طرف
سے دھوکہ دے کر تم پر حملہ کر دے“

حضرت خالد رضہ نے دلجہ میں بسربن ابی وائل اور
سعید بن مرہ کی ماتحتی میں دو فوجیں کینگاہ میں چھپا دیں،
جس وقت میدانِ جنگ گرم ہو گیا، فریقین کے آدمی کٹ
کٹ کر مرنے لگے، اور فوجیں لڑتے لڑتے تھک گئیں،
تو حضرت خالد رضہ نے دونوں فوجوں کو کینگاہ سے نکلنے کا
حکم دیا، دشمن کے سامنے حضرت خالد رضہ کی فوجیں تھیں،

پچھلے سے بسرا اور سعید کی فوجوں نے دشمن پر سخت حملہ کیا، دشمن دونوں فوجوں کے درمیان گر گیا، اور اس کے سپاہیوں کے بڑے بڑے ڈھیر لگ گئے،

اس لڑائی میں دشمن کے بڑے بہادر سپاہی شامل تھے، دشمن کا ایک ایک سپاہی ہزار سپاہیوں کے برابر تھا، لڑائی کے بعد حضرت خالد رض نے ان لوگوں کو گرفتار کیا، جنہوں نے دشمن کو کسی طرح سے مدد پہنچائی تھی، یہ لڑائی پہلی لڑائی سے زیادہ سخت تھی، اندازاً غر میدان جنگ سے جنگل بھاگ گیا، اور وہیں پیاسا مر گیا،

ایسیس میں دشمن کے نوے ہزار سپاہیوں کا قتل | عراق میں کچھ عربی قبائل

عیسائی ہو گئے تھے، چونکہ یہ لوگ بھی مسلمانوں کے خلاف دشمنوں کے معاون و مددگار تھے،

حضرت خالد رض نے ان میں سے جابر اور ابن اسود کو گرفتار کر لیا، عیسائی قبائل ان کی گرفتاری سے بھڑک اُٹھے، اور اسلامی فوجوں سے انتقام لینے کے لئے ایسیس پر فوجیں جمع کیں، شاہ ایران نے ان کی مدد کے لئے بہمن جاذویہ کو فوجیں دے کر بھیجا، جس وقت بہمن کی فوجیں ایسیس پہنچی ہیں، تو جاپان بھی اپنی فوجیں لے کر آ موجود ہوا، بہمن نے جاپان سے کہا میں ملکِ معظم

کے پاس فوجی مشورہ کے لئے جاتا ہوں ، میرے آنے تک کوئی فوجی کارروائی نہ کرنا ، ہاں اگر اسلامی فوجیں تم پر حملہ کر دیں ، تو بیشک مدافعت کے لئے کھڑے ہو جانا، بہمن جاپان کو یہ ہدایت دے کر دارالسلطنت روانہ ہو گیا ،

حضرت خالد رض کو الیسیس پر عربی عیسائی فوجوں کے جمع ہونے کی اطلاع پہنچی ، ابھی آپ تک اس یہ خبر نہیں پہنچی تھی ، کہ جاپان بھی میدان جنگ میں فوجیں لئے پڑا ہے ،

ایرانی فوجیں صبح کا کھانا کھانے کے لئے دسترخوان پر بیٹھ چکی تھی ، کہ دفعۃً اسلامی فوجوں نے ان کو آ لیا ، فوجوں نے اپنے سپہ سالار جاپان سے کہا ۔

”ہم کھانے سے فارغ ہو کر لڑیں ، یا بھوکے ہی میدان کا رزار کو گرم کر دیں“ ، جاپان نے کہا ۔

”دشمن سر پر آ پہنچا ہے ، کھانا کھانے سے فوجی کارروائیوں میں فصل پڑے گا ، مناسب یہی ہے ، کہ ان کو شکست دے کر کھانا تناول کیا جائے“

فوجوں نے کہا ۔

”نہیں ہم کھانا کھا کر لڑیں گے“

حضرت خالد رض صف بندی سے فارغ ہو کر سامنے

آئے ، اور دشمن کو لکارا ،
 ”ابجبر عبدالاسود راس کے نوجوان لڑکے کو حضرت خالد رضی نے
 گرفتار کر رکھا تھا اور مالک ابن قیس یہ سب کہاں ہیں؟
 اگر بہادر ہیں ، تو میرے سامنے آئیں ، اور مجھ سے دودھ
 ہاتھ ملائیں“

ابجبر اور عبدالاسود کو سامنے آنے کی جرأت نہیں
 ہوئی ، مالک آگے بڑھا ، حضرت خالد رضی نے فرمایا -
 ”خبیث تجھ کو میرے سامنے آنے کی کس طرح
 جرأت ہوئی؟“

یہ فرما کر وہیں ٹھنڈا کر دیا ، عام لڑائی شروع
 ہو گئی ، اور ایرانی سپاہی خوف زدہ ہو گئے ، مسلمانوں
 کے پے درپے حملوں سے ان کی پامردی میں فرق
 آ گیا ، شکست کے آثار ظاہر ہونے لگے ،
 جاپان نے کہا -

”میں نے تم سے کہا نہ تھا ، کہ اگر ذرا بھی تم نے
 توقف کیا ، تو دشمن دفعۃً حملہ کر بیٹھے گا - لیکن
 تم نے میرا کہنا نہ مانا ، جس کا نتیجہ یہ ہوا ، کہ ہزیمت
 کے آثار ظاہر ہو گئے ہیں ، اور چند منٹوں میں ہماری
 گرفتاری عمل میں آ جائے گی -“

جاپان نے ابجبر اور عبدالاسود کو میمنہ اور میسرہ
 پر مقرر کیا تھا ، حضرت خالد رضی نے مسلمان فوجوں کو سختی

سے حمد کرنے کا حکم دیا ، اور خدا سے یہ دُعا مانگی ۔

”اے خدا! اگر تو نے مجھ کو ایرانی فوجیں گرفتار کرنے کا موقع دیا ، تو میں ان میں سے ایک سپاہی کو زندہ نہ چھوڑوں گا ، اور ان کے خون سے ندیاں بہاؤں گا۔“

خدا نے حضرت خالد رض کی دُعا قبول کر لی ، ایرانی فوجیں ہتھیار ڈالنے لگیں ، اور حضرت خالد رض نے زندہ فوجوں کو گرفتار کرنے کا حکم دیا ، میدانِ جنگ کے قریب ایک نہر بہتی تھی ،

حضرت خالد رض نے حکم دیا ۔ دشمن کی جتنی فوجیں گرفتار ہوتی جائیں ، سب کو قتل کر کے اس نہر میں ڈالتے جاؤ ، چنانچہ کامل ایک رات اور ایک دن تک ایرانی فوجوں کا قتل عام کیا گیا ،

نوے ہزار سپاہی قتل کر کے نہر میں ڈال دیئے گئے ، نہر کا پانی خونا خون ہو گیا ، حضرت خالد رض نے جندل نامی ایک افسر کو غنیمت کا خمس دے کر مدینہ منورہ روانہ کیا ،

جندل نے مدینہ منورہ پہنچ کر حضرت صدیق رض کو اس لڑائی کی پوری کیفیت سنائی ، آپ سُن کر بہت خوش ہوئے ،

پوچھا ”تمہارا کیا نام ہے؟“

اُس نے کہا "میرا نام جُنْدَل ہے۔"

آپ نے جُنْدَل کو انعام میں ایک بونڈی عنایت کی، اس سے ان کا ایک لڑکا پیدا ہوا،
 کیا حضرت خالدؓ جیسا افسر دنیا میں پیدا ہوگا؟ | عراق میں اُس وقت امغیشا

ایک مشہور شہر تھا، ایس میں لڑنے والی فوجوں میں زیادہ تر سپاہی امغیشا ہی کے رہنے والے تھے،

حضرت خالد رض نے ایس کی لڑائی ختم کرتے ہی اس پر دھاوا بول دیا، اور امغیشا کی فوجوں کو دفعۃً جا لیا، فوجوں کو گرفتار کر لیا، اور وہاں کے باشندوں کو جلا وطن کر دیا،

یہاں سے بے شمار غنیمت کا مال مسلمانوں کو ملا، دو ہزار پانسو اشرفیاں ایک ایک سوار کے حصہ میں آئیں، جس وقت فتح امغیشا کی خبر حضرت صدیق رض کو ملی ہے، تو آپ نے قریش سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

"حضرت خالد رض تمہارے شیر ہیں، انہوں نے دشمن کے شیروں کو مغلوب کر لیا، حضرت خالد رض جیسا شیر دنیا کی عورتیں پیدا کرنے سے قاصر ہیں۔"

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے امغیشا شہر کو بالکل

برباد کر دیا۔

فتح حیرہ | بیع الاول میں حضرت خالد رض نے اسلامی
 فوجوں کو آگے بڑھنے کا حکم دیا،
 آزادبہ حیرہ کا حاکم اعلیٰ (گورنر) تھا، اُس کا تاج پچاس
 ہزار اشرفیوں کا تھا، نہر کو عبور کرنے کے لئے اسلامی
 فوجیں جہازوں میں بیٹھ گئیں، آزادبہ نے اپنے لڑکے
 کو دریائے فرات کا دہانہ بند کرنے کے لئے بھیجا،
 اسلامی فوجیں نہر کو عبور کر رہی تھیں، کہ دفعۃً جہاز
 ٹھہر گئے، اور نہر کا پانی کم ہو گیا، ملاحوں نے کہا۔ دریائے
 فرات کا دہانہ بند کر دیا گیا ہے، جب تک وہ نہ کھول
 جائے گا، جہاز اسی طرح کھڑے رہیں گے،
 حضرت خالد رض نے سواروں کا ایک دستہ دریائے
 فرات کے دہانہ کی طرف روانہ کیا، آزادبہ کے لڑکے
 کی فوج بے خبری میں بیٹھی تھی، کہ دفعۃً مسلمان
 سواروں نے ان کو تہ تیغ کر دیا، آزادبہ کا لڑکا بھی مارا
 گیا، سواروں نے دریا کا دہانہ کھول دیا، سوار واپس
 آئے، نہر میں پانی بھر گیا، اور جہاز چلنے لگے
 جس وقت خورنق اور نجفت (کربلائے جہاں حضرت
 علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبر ہے) کے درمیان پہنچے
 ہیں،
 تو آزادبہ مع فوج کے فرار ہو گیا، اُس نے
 اپنی فوجوں کا صلہ سارکین زینبی ہمیڈ کو اشرار

غریبان (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس دو بلند منارے تھے) اور قصر ابیض

لہ غریبان کے دو بلند منارے مصر کے ایک بادشاہ منذر نے بنائے تھے، یہ بادشاہ مذہباً عیسائی تھا، اور اس پر سپاہی متعین کر دیئے تھے، حکم تھا، کہ جو شخص یہاں سے گزرے، اور ان مناروں کی طرف رخ کر کے (عیسائی طریقہ پر) نماز نہ پڑھے، تو اس کو قتل کر دیا جائے، قتل کرنے سے پہلے اس کو دو خواہشیں پوری کرنے کی اجازت دی جائے، منذر نے اپنی بادشاہت کے زمانہ میں اس پر سختی سے عمل کیا، حتیٰ کہ اگر کوئی پرندہ بھی ان مناروں پر سے اڑ کر جاتا، تو اس کو گرا کر اس کا خون ان مناروں پر گرایا جاتا، الغرض اسی طرح بے شمار آدمیوں کا خون ان پر چھڑکا گیا، منذر تو مر گیا، اس کے بعد اس کا لڑکا جانشین ہوا، آخر پہاڑ تلے کبھی اونٹ آ جا یا ابھی کرتا ہے، اس کے زمانہ میں بیچارہ ایک غریب دھوبی ان مناروں کے پاس سے گزرا، اس کے ساتھ اس کا ایک گدھا اور کپڑا دھونے کا پٹا تھا، افریقہ سے آیا تھا، اسکو کیا معلوم تھا، کہ ہر شخص کو ان مناروں کے سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھنی چاہیے، بیچارہ پکڑا گیا، سپاہیوں نے بادشاہ کے سامنے پیش کر دیا، بادشاہ نے کہا، تم نے ان مناروں کے سامنے کھڑے ہو کر نماز کیوں نہ پڑھی؟ اس نے جواب دیا، مجھے معلوم نہیں تھا۔ میں مسافر ہوں، اور افریقہ سے آپ کے کپڑے دھونے آیا ہوں، اگر مجھ کو پہلے سے معلوم ہوتا، تو ایک نماز چھوڑ میں ایک ہزار نمازیں پڑھتا۔ بادشاہ نے کہا، اب تو تم جان سے مارے جاؤ گے، دھوبی نے کہا، میں غریب آدمی ہوں، میرا قصور معاف کر دیجئے، میں بال

رحیرہ میں ایک مشہور محل ہے) کے درمیان بنایا تھا، حضرت خالد رض

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۱۔ نیچے دار ہوں، یہ کہہ کر اس کے پیروں میں پڑ گیا، بادشاہ نے کہا، کچھ بھی کرو، اب تمہاری جان بخشی نہیں ہو سکتی، مارے جانے سے پہلے تم اپنی دو خواہشیں پیش کر سکتے ہو، بتاؤ تمہاری کیا خواہشیں ہیں؟ دھوبی جب بالکل مایوس ہو گیا، تو اس نے کہا، پہلی تو میری یہ خواہش ہے، کہ مجھ کو دس ہزار روپے اور ایک سرکاری آدمی دیا جائے، بادشاہ نے کہا، منظور! بادشاہ نے اسی وقت خزانہ سے دس ہزار روپے منگوا کر اور ایک سرکاری آدمی اس کو سپرد کیا، دھوبی نے اس سرکاری آدمی کو روپوں کی تھیلیاں دیکر سمجھایا، کہ افریقہ کے فلاں مقام پر جا کر پوچھنا، کہ فلاں دھوبی کہاں رہتا ہے؟ جب تم کو میرا گھر معلوم ہو جائے، تو میرے گھر میں یہ تھیلیاں دیدینا بادشاہ نے کہا، دوسری خواہش کیا ہے؟ دھوبی نے کہا، دوسری خواہش یہ ہے، مجھ کو اجازت دی جائے، کہ میں آپ سمیت یہاں جتنے آدمی ہیں، سب کو تین تین دفعہ کیڑے دھونے کا تختہ ماروں، ایک ضرب بہت سخت ہوگی دوسری درمیانی، تیسری بالکل ہلکی، بادشاہ یہ سن کر سناٹے میں چلا گیا، بہت دیر کے بعد اس نے اپنے درباریوں سے کہا، تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے جواب دیا، بزرگوں کی رسم کو پورا کرنا چاہئے۔ بادشاہ راضی ہو گیا، دھوبی سے پوچھا گیا، پہلے کسکو مارو گے؟ اس نے کہا، جس بادشاہ نے یہ طریقہ جاری کیا ہے، اس کے لڑکے کو، بادشاہ تخت سے اتر آ، اور اپنی گردن نیچے کر دی، دھوبی نے اس کی گڈی پر زور سے تختہ مارا، بادشاہ اوندھے منہ جا پڑا، اور چلا یا ہائے میں مرا، اس نے کہا، جب پہلی ضرب میں میرا

نے اسی مقام کو اپنی فوجوں کے لئے صدر مرکز (سٹیڈ گواٹر) بنایا، حیرہ میں فوجوں کو گھسنے اور مندرجہ ذیل افسروں کو حیرہ کے عالی شان محلوں کے محاصرے کے لئے مامور فرمایا۔

نام افسر	کس محل کا محاصرہ کیا	اس محل کا افسر علی کون تھا؟
ضرار بن ازور	قصر ابیض	ایاس بن قبیصہ
ضرار بن خطاب	قصر العدسین	عدی بن عدی
ضرار بن مقرن	قصر بنی مانن	ابن الکالی
مثنیٰ	قصر ابن بقیلہ	عمر بن عبد المسیح

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۱ - یہ حال ہے، تو دوسری اور تیسری ضرب میں تو میں بالکل مرجاؤں گا، جو سپاہی دھوبی کو پکڑ کر لائے تھے، اُن سے مخاطب ہو کر کہا، "حرامزادو! تم کہتے ہو، کہ اس نے نماز نہیں پڑھی، میں نے خود اسکو نماز پڑھنے دیکھا ہے، اسکو چھوڑ دو، اور دونوں مینار گرادو، یہ سُن کر دھوبی اتنا ہنسا اتنا ہنسا کہ اس کے پیٹ میں لپٹ گئے، ہاں ہم یہ ذکر کرنا بھول گئے، کہ مندر نے یہ منار کیوں بنائے تھے؟ مندر کے دو دوست تھے، ایک کا نام خالد بن نضد اور دوسرے کا نام عمر بن مسعود تھا، دونوں شراب میں مست ہو کر ایک رات کو اس کے پاس گئے، وہ بھی شراب میں چور تھا، اُسی مستی کی حالت میں اس نے ان کو کوفہ کے پاس زندہ دفن کرنے کا حکم دیا، اسی وقت سپاہیوں نے ان دونوں کو ایک گڑھا کھود کر زندہ دفن کر دیا علی الصباح مندر نے ان کو یاد کیا، سپاہیوں نے عرض کیا، "رات کو آپ نے ان کو زندہ درگور کر دینے کا حکم صادر فرمایا تھا۔ ہم نے اُسی وقت آپ کے

حکم کی تعمیل کر دی یہ سن کر مندر کو بڑا رنج ہوا، اُنکی یادگار میں یہ دو منار بنائے، اور یہ منار کا حکم جاری کیا، درج المجلد ان جلد ۶ صفحہ ۲۸۲

حضرت خالد رض نے اسلامی افسروں کو ہدایت کر دی تھی، کہ محاصرہ کرنے سے قبل ان کو اسلام کی دعوت دی جائے اگر وہ مسلم ہونے سے انکار کریں، تو ان سے جزیہ کا مطالبہ کیا جائے، اور وہ اس سے بھی انکار کریں، تو ان سے اعلان جنگ کر دیا جائے،

حضرت ضرار بن ال زور رض نے ایسا ہی کیا، قصر ابیض کی فوجوں نے جواب دیا۔ ہم تم سے جنگ کریں گے، حضرت ضرار نے منظور کیا، دشمن کی فوج نے اوپر سے مسلمانوں پر پتھر برسائے شروع کئے، حضرت ضرار نے اپنے سپاہیوں کو پیچھے ہٹا کر قصر ابیض پر تیر برسائے کا حکم دیا، اور زور سے حملہ کر کے اس کا دروازہ کھول ڈالا، اندر گھس کر دشمنوں کا خوب قتل عام کیا، دشمن کے افسر اور پادری چلا اٹھے۔

”مسلمانو! جنگ بند کر دو، ہم نے تمہاری اطاعت منظور کی“

قصر ابیض کی طرح دوسرے محلوں کا بھی اسی طرح سختی سے محاصرہ کیا گیا، اور سب نے ہتھیار ڈال دیئے، دشمن کے تمام افسر حضرت خالد رض کی خدمت میں بھیج دیئے گئے، آپ نے ایک ایک سے مل کر گفتگوئے صلح کی، عدی بن عدی سے فرمایا: تم کس طرح کے عرب ہو؟ میدان جنگ میں تم ثابت قدمی سے مقابلہ نہیں کر سکتے۔“

عدی نے جواب دیا: "اصل عرب آپ ہیں، ہم نقلی عرب ہیں، صرف عربی زبان جانتے ہیں، ورنہ عربوں جیسی شجاعت ہم میں مفقود ہے۔"

حضرت خالد رض نے فرمایا: "کیا چاہتے ہو؟"
عدی نے کہا: "ہم آپ کے سامنے ہتھیار ڈالتے ہیں، اور جزیہ دینے کے لئے طیار ہیں۔"

حضرت خالد نے فرمایا: "میں تم پر ایک لاکھ اور نوّے ہزار اشرفیاں جزیہ مقرر کرتا ہوں، ہر سال کے اختتام پر تم لوگوں کو یہ رقم ادا کرنی ہوگی، ہم تم کو اپنی حفاظت میں لیتے ہیں، تم پر کسی طرح کی دست اندازی نہیں کی جائے گی، بشرطیکہ تم لوگ بھی نیک چلن رہو، اور معاہدہ ہذا کی کسی شرط کو نہ توڑو، خلاف ورزی کرنے پر تم کو دشمن سمجھا جائے گا۔"

حضرت ابو بکر صدیق رض کے انتقال کے بعد یہ لوگ جزیہ دینے سے انکاری ہو گئے، اور معاہدہ ہذا کو پھاڑ ڈالا، مشنی نے اُن پر دوبارہ فوج کشی کر کے حیرہ کے محلوں کو از سر نو فتح کیا، مشنی کے معاہدہ کو بھی انہوں نے ضائع کر دیا، اور پھر بغاوت کر بیٹھے، حضرت عمر رض نے سعد کو ان کی سرکوبی کے لئے بھیجا، انہوں نے حیرہ کو فتح کر کے سخت احکام جاری کئے، اور چار لاکھ اشرفیاں سالانہ اُن پر

مقرر کیں ، خزر رات (ایران کے بادشاہ ہر سال اپنے تاج میں ایک ایک موتی بڑھاتے تھے ، جتنے سال وہ حکومت کرتا ، اتنے ہی موتی اس کے تاج میں جڑے جاتے تھے) اس جزیہ سے مستثنیٰ تھے ، خزر رات علیحدہ دینے پڑتے تھے ۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کی انتہائی قوتِ ایمانی | جس وقت عمرو بن عبدالمسیح قصر ابن بقیلہ سے اُترا

تھا ، اس وقت اس کے ایک ملازم کی کمر میں ایک بٹوہ لٹک رہا تھا ، حضرت خالد رض نے وہ بٹوہ اس سے لے لیا ، اور جو کچھ اس میں تھا ، اپنی ہتھیلی پر رکھ لیا ، آپ نے ابن عبدالمسیح سے پوچھا ، یہ کیا ہے ؟ اس نے جواب دیا ۔ یہ قومی امانت ہے ، آپ کے لئے زہر قاتل ہے ۔ یہ زہر ایک منٹ میں انسان کو ٹھنڈا کر دیتا ہے ، آپ کو کھلانے کے لئے مہیا کیا گیا ہے ، میں نے کہا ۔ مرتے وقت تو میں قوم کی کوئی خدمت کر سکوں ۔“

حضرت خالد رض نے فرمایا : تم کو معلوم نہیں ، کہ ہر شخص اپنی موت سے پہلے نہیں مر سکتا ۔“

یہ کہہ کر آپ زہر کھا گئے ، ہر چند اسلامی افسروں نے آپ کے ہاتھ کو روکا ، مگر نہیں رُکے ، اور صاف نکل گئے ، زہر کھانے سے پہلے آپ نے یہ دُعا پڑھی ،

بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرًا لَا سَمَّاءَ اَرْضٍ وَرَبِّ السَّمَاءِ الَّذِي لَيْسَ يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ دَاعِ الرَّحْمٰنِ

الرحیلمہ

تھوڑی دیر تک آپ کو سخت بخار آیا، اور پھر دفعتاً
اُٹھ کھڑے ہوئے، ابن عبد المسیح نے کہا۔

”مسلمانو! جب تک تمہاری فوجوں میں اس طرح
کے متوکل لوگ ہوں گے، ہر جگہ تمہاری فتح ہوگی،
اور اپنے ہر مقصد میں کامیاب رہو گے۔“

امور سلطنت میں جہاد سب سے مقدم ہے | حضرت جریر بن
عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی قوم

عرب کے مختلف حصّوں میں پھیلی ہوئی تھی، رسول اللہ ﷺ
کی زندگی میں جریر رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا تھا، کہ میری قوم
کو یکجا جمع کر دیا جائے، آپ نے وعدہ فرمایا، اور ایک
عہد نامہ بھی لکھ کر حضرت جریر رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا تھا،

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد سلطنت میں حضرت جریر رضی
اللہ عنہ خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کی فوج کے ساتھ شام میں گئے
ہوئے تھے، انہوں نے حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ سے کچھ
دنوں کے لئے چھٹی مانگی، حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے منظور
کر لی، اور انہوں نے پینہ آ کر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار نامہ پیش کر دیا، اور اس کو
نافذ العمل کرنے کے لئے درخواست پیش کی،
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو بڑا غصہ آیا، اور فرمایا۔

”تم دیکھ رہے ہو، کہ ہماری فوجیں دنیا کی دو زبردست

سلطنتوں (شاہِ قسطنطنیہ اور شاہِ ایران) سے برسہا برس پیکار ہیں، اور تم کو اپنی قوم کا فکر لگا ہوا ہے، روم اور فارس کو شکست دینے کے بعد دیکھا جائے گا، تم بھی میدانِ جنگ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملکر غیر مسلموں سے جہاد کرو۔

مسلمانوں نے انبار کو کس طرح فتح کیا؟ | حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حیرہ سے انبار (دریائے

فرات پر ایک شہر کا نام ہے، بغداد کے مغربی حصہ میں واقع ہے، انبار اور بغداد کے درمیان تیس میل کا فاصلہ ہے) کی طرف فوجوں کو کوچ کرنے کا حکم دیا، سا باط (مدائن کا مشہور مقام) کا حاکم شیراز ایرانی فوجوں کا سپہ سالار تھا، دشمن قلعہ میں محصور ہو گیا، اور قلعہ کے سامنے بڑی گہری خندق کھود لی، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کمزور اونٹنوں کو ذبح کر کے خندق کو بھر دیا اسلامی فوجیں خندق سے گزر کر قلعہ کے پاس پہنچ گئیں، حضرت خالد رضی اللہ عنہ میدانِ جنگ میں آ کر بہت بے صبرے ہو جاتے ہیں، چاہتے ہیں، کہ ایک منٹ میں دشمن کا صفایا ہو جائے، دشمن کی فوجیں قلعہ میں گھس گئیں، قلعہ کو مسخر ہونے میں کچھ دیر لگی، آپ نے فرمایا۔

”دشمن فنونِ جنگ سے ناواقف ہے، تیر برسوں والی فوج ٹھیک ان کی آنکھوں کو نشانہ بنا کر تیر برسائیں، اسی وقت حکم کی تعمیل کی گئی، اور تیر برسوں والی

فوج نے ٹھیک دشمن کی آنکھوں پر تیر ہر سائے دشمن کے ایک ہزار سپاہی اندھے ہو گئے، اُس وقت سے اس لڑائی کا نام ہی ”آنکھوں والی لڑائی“ پڑ گیا، شیراز نے صلح کی درخواست پیش کی، آپ نے درخواست مسترد کر دی، اُس نے عرض کیا۔

”جس شرائط سے آپ صلح کرنا چاہتے ہیں، میں ان کے قبول کرنے کو طیار ہوں۔“
حضرت خالد رض نے فرمایا۔

”صلح کی صورت صرف یہ ہے، کہ تم سواروں کے ایک چھوٹے سے دستہ کے ساتھ اپنے محفوظ مقام تک جا سکتے ہو، مگر چند ہتھیاروں کے سوا اور کوئی چیز ساتھ نہیں لے جا سکتے۔“

شیراز نے منظور کیا۔ اور بہمن جاذو یہ سے جا ملا، بہمن نے اس کو الزام دیا، کہ تو نے لڑے بغیر دشمن کے سامنے ہتھیار ڈال دئے، اس نے کہا۔ میرے ساتھ فوج ہی ایسی کمزور تھی، کہ دشمن کی آمد سنتے ہی قلعہ میں محصور ہو گئے، خالد کی فوج نے تیر ہر سائے سپاہی اندھے کر دیئے میں نے اُس وقت اپنی جان بچانا ہی غنیمت سمجھا،

حضرت خالد رض زبرقان
عین التمر میں ایرانی فوجوں کا قتل عام | بن بدر کو انبار کا جانشین

مقرر کر کے عین التمر (کوفہ کے مغربی حصہ میں واقع ہے، یہاں کھجور بہت

ہوتی ہیں، تم عربی میں کھجور کو کہتے ہیں، کی طرف بڑھے، بہرام بے
شمار فوجیں لئے پڑا تھا، اس کے ساتھ عربی فوجیں بھی
تھیں، عقدہ عربی فوجوں کا سپہ سالار تھا، اس نے بہرام
سے کہا۔

”ہم عرب ہیں، عربوں سے ہمارا مقابلہ ہے، عرب
ہی عربوں کو شکست دے سکتے ہیں، آپ ایرانی فوجوں
کو الگ کر لیجئے، ہم اکیلے خالد کی فوجوں کو کافی ہیں“
بہرام نے کہا۔

بہت خوب میں ایرانی فوجیں علیحدہ کر لیتا ہوں، تم اپنے
بھائیوں سے لڑو، اگر ضرورت پڑھے، تو مجھ سے مزید
امدادی فوج طلب کر لینا“ یہ کہہ کر بہرام ایرانی فوجوں کو
لے کر قلعہ میں چلا گیا،

عقدہ فوجیں لے کر آگے بڑھا، حضرت خالد رض بھی اپنی
فوجوں کی صف بندی میں مصروف ہو گئے، عقدہ اپنی فوجوں
کو درست کر رہا تھا، کہ دفعۃً حضرت خالد رض نے تنہا بھاگ
کر اس کو پیچھے سے اپنی گود میں اٹھا لیا، اور اس کو زندہ
گرفتار کر لائے، اس کا گرفتار ہونا تھا، کہ عربی فوجوں نے
ہتیار رکھنے شروع کر دیئے، کچھ فوجیں بھاگ کر قلعہ میں
محصور ہو گئیں،

بہرام یہ سن کر ایرانی فوجوں سمیت فرار ہو گیا، عربی
فوجیں گرفتار کر لی گئیں، حضرت خالد رض عقدہ کو ساتھ لے

کر قلعہ کے سامنے گئے ، قلعہ کی فوجوں نے صلح کی درخواست
پیش کی ، آپ نے انکار کیا ، عتقہ کو ان کے سامنے ذبح
کر دیا ،

قلعہ کا دروازہ کھولا گیا ، اور قلعہ کی کل عربی فوجیں
قتل کر دی گئیں ، اسلامی فوجوں نے بے شمار سامان
حرب اور غنیمت کا مال حاصل کیا ،

عیسائی طلباء کی گرفتاری | عین التمر کے ایک گرجا میں
عیسائی طلباء انجیل پڑھ رہے

تھے ، حضرت خالد نے ان سب کو گرفتار کر کے اسلامی
افسروں میں تقسیم کر دیئے ،

دومتہ الجندل کی لڑائی | حضرت عیاض رضہ دومتہ الجندل
میں عربی عیسائی فوجوں سے

برسر پیکار تھے ، ان کے مقابلہ میں دشمن کی فوجیں کئی
گنی زیادہ تھی ، حضرت خالد رضہ سے امداد طلب کی ، خود
حضرت خالد رضہ عین التمر پر عدیم بن کاہل کو مقرر فرما کر
بہت سی نفیس فوج لے کر دومتہ الجندل پہنچے ،

دومتہ الجندل کی ریاست کے مالک دو شخص تھے ،
اکیدر بن عبد الملک اور جودی بن ربیعہ ، اکیدر نے جودی
سے کہا ۔

آج تک خالد رضہ کی فوجوں سے کوئی محفوظ نہیں رہا ،
ان کے مقابلہ میں ہر چھوٹی بڑی فوج شکست کھا جاتی

ہے، میرا کتنا مانو، اور صلح کر لو۔
 جو وہی نے اکیدر کا مشورہ قبول کرنے سے انکار کر دیا
 اکیدر اپنی فوج لے کر عہدہ ہو گیا، اور دومتہ الجندل
 سے نکل گیا،

حضرت خالد رضہ کو معلوم کیا، آپ نے اس کی گرفتاری
 کے لئے عاصم بن عمرو کو بھیجا۔ انہوں نے اس کو راستہ میں
 گرفتار کر لیا، اس نے کہا: ”میں حضرت خالد رضہ کی خدمت میں پیش ہونے کے
 لئے جا رہا ہوں“

جس وقت عاصم نے اس کو حضرت خالد رضہ کے سامنے
 پیش کیا ہے، تو آپ نے اس کی گردن مارنے کا حکم
 صادر فرمایا، اور اس کے ساتھ جو مال و متاع تھا، وہ
 اسلامی فوجوں میں تقسیم کر دیا گیا۔

یہ وہی اکیدر ہے، جس کو گرفتار کرنے کے لئے رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد رضہ کو بھیجا تھا،
 دیکھو عروج اسلام حصہ دوم، حضرت خالد رضہ نے اس کو
 گرفتار کر کے آپ کے سامنے پیش کر دیا، اس وقت
 مسلمان ہو گیا تھا، لیکن آپ کے انتقال فرماتے ہی مُرتد
 ہو گیا، زکوٰۃ دینے سے انکار کیا، اور شام کے علاقہ سے
 بھاگ کر اپنے ننھیال حیرہ میں پلا آیا، یہاں پھر حضرت
 خالد رضہ کے سامنے پیش کیا گیا،

جودی نے حضرت عیاض کے مقابلہ میں ابن اور ابن کو فوج دے کر بھیجا، اور خود حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں نکلا، جودی دو اسلامی فوجوں کے درمیان گھر گیا، اور فوجوں سمیت گرفتار ہو گیا، کچھ فوجیں بھاگ کر قلعہ میں محصور ہو گئیں،

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جودی اور دوسرے قیدیوں کو قلعہ کے سامنے قتل کر دیا، گرفتار ہونے والوں میں قبیلہ کلب کی فوج بھی تھی، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس کو بھی قتل کرنا چاہا، لیکن عاصم اور اقرع نے سفارش کر کے ان کو چھڑا لیا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

”ابھی تک تم لوگوں میں جاہلیت اور عصبیت اپنے رشتہ داروں کی طرفداری کرنا موجود ہے، تم لوگ عصبیت کے مقابلہ میں اسلامی احکام کا کچھ خیال نہیں کرتے“

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ہر چند قلعہ کے دروازے کو کھولنا چاہا، لیکن کامیاب نہ ہو سکے، مجبور ہو کر دروازے کو تڑوا کر قلعہ میں گھسے، سپاہیوں کا قتل عام کر دیا، اور نابالغ بچوں کو قیدی بنا لیا۔

اللہ کا اختتام

حضرت خالد رضی اللہ عنہ دومہ میں تھے، کہ ازہر اور روزبہ بغداد سے فوج لے کر نکلے، زبرقان انبار کے حاکم تھے، اور قعقاع

حیرہ کے ، زبرقان نے قعقاع کو زرمہر کی فوجی نقل و حرکت سے مطلع کیا ، قعقاع نے اعبد بن مذکی کو حُصید کی طرف اور عروہ بن جعد کو خنافس کی طرف بھیجا ، زرمہر ربیعہ کی امداد ہی فوجوں کا منتظر رہا ،

حضرت خالد رضہ دومتہ الجندل کے بعد ایران کے دارالسلطنت مدائن پر حملہ کرنے کا ارادہ کر رہے تھے ، دشمن کی فوجی نقل و حرکت سن کر حیرہ واپس آگئے ،

جس وقت حضرت خالد رضہ حیرہ پہنچے ہیں ، تو قعقاع بن عمرو اور ابو یعلیٰ بن فد کی از مہرہ کی سرکوبی کے لئے حُصید روانہ ہو چکے تھے ،

امرؤ القیس نے حضرت خالد رضہ کو مطلع کیا ، کہ ہذیل کی فوج مضجیح میں ربیعہ کی فوجیں نشنی (شہرہ کے قریب ایک نہر کا نام ہے) اور بشر (دریائے فرات کے پاس معدنیات کے پہاڑوں کا نام ہے) میں جمع ہو رہی ہیں ، یہ فوجیں از مہرہ کی امداد کے لئے روانہ ہونے والی ہیں ،

حضرت خالد رضہ عیاض بن غنم کو حیرہ کا فوجی حاکم مقرر کر کے اُس راستہ پر فوج لے کر چلے ، جس پر آپ نے پہلے حضرت قعقاع اور ابو یعلیٰ روانہ ہو چکے تھے ، آپ نے عین التمر میں دونوں فوجوں (حضرت قعقاع اور ابو یعلیٰ کی فوجوں) کو جالیا ، حضرت قعقاع رضہ کو حُصید کی طرف اور حضرت ابو یعلیٰ کو خنافس کی طرف بھیجا ، دونوں

کو ہدایت کر دی ، کہ ازہر کو لڑنے پر مجبور کریں ،
حصید کا معرکہ | حضرت قعقاع رضی نے دیکھا ، کہ ازہر
 اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتا ، آپ اس

کی طرف (حصید) چلے ، روز بہ کو معلوم ہوا ، کہ قعقاع
 چند لمحوں میں اس پر حملہ کرنا چاہتے ہیں ، اُس نے ازہر
 سے امداد طلب کی ، ازہر اپنی فوج پر مہبودان کو افسر
 مقرر کر کے خود روز بہ کی امداد کے لئے روانہ ہوا ، لڑائی
 شروع ہو گئی ، دشمن کے کثیر التعداد سپاہی مارے گئے ،
 حضرت قعقاع رضی نے ازہر کو اور ایک سپاہی عصمہ بن
 عبداللہ نے روز بہ کو قتل کر دیا ، حصید میں اسلامی
 فوج کو بے شمار غنیمت کا مال حاصل ہوا ۔

مخاض خناس | حصید کی ہزیمت خوردہ فوج مہبودان کے
 ساتھ مل گئی تھیں ، اور مہبودان خناس

میں تھا ، حضرت ابو یعلیٰ اس کی سرکوبی کے لئے آ رہے
 تھے ، حصید کی شکست کی خبر سن کر مہبودان خناس
 سے بھاگ کر مضیح میں ہذیل کی فوج سے جا ملا ، حضرت
 ابو یعلیٰ نے خناس کو دشمن سے خالی پایا ،

مرقوس کا عبرت انگیز واقعہ | جس وقت حضرت خالد رضی کو
 حصید کی خبریں ملی ہیں ،

تو آپ نے حضرت قعقاع اور ابو یعلیٰ کو مقام مضیح (جو
 بشر کے پاس واقع ہے) میں جمع ہونے کے لئے کرا بھیجا ،

اور خود بھی اس طرف روانہ ہو گئے ، ہذیل کی فوجیں
سوئی پڑی تھیں ، حضرت خالد رض ، حضرت قعقاع اور
حضرت ابویعلیٰ نے تین طرف سے اچانک ان پر شبنون
مارا ، تھوڑی دیر میں دشمن کی نعشوں سے ڈھیر لگ
گئے ، ہذیل تھوڑے سپاہیوں کے ساتھ بھاگ گیا ،

سونے سے پہلے ایک شخص جس کا نام مرقوس بن نعمان
تھا ، ان کو مسلمانوں سے جنگ کرنے سے روکا تھا ، لیکن
انہوں نے اس کی نصیحت پر کان نہ دھرا ، اور خود اپنی
معتوقہ اُمیہ کو لے کر وہاں سے چل پڑا ،

حضرت عدی بن حاتم رض فرماتے ہیں ، کہ جس وقت
ہم مُضَجِّج کی فوجوں کو قتل کر کے فارغ ہوئے ہیں ، تو
دیکھتے کیا ہیں ، کہ مرقوس اپنی بیوی اور لڑکوں کے
درمیان بیٹھا ہوا ہے ، اور سامنے ایک لگن شراب سے
پُر ہے ، لڑکے آپس میں کہہ رہے ہیں ،
”آج یہ شراب کون پئے گا ؟“
مرقوس نے کہا ۔

آج خوب پیٹ بھر کر شراب پی لو ، اس کے بعد پھر
کبھی بھی شراب پینے کا موقع نہیں ملے گا ۔“
اس کے بعد اس نے یہ اشعار پڑھے ۔

الایاسقیانی قبل جلیش ابی بکر - لعل منایا قریب ولا ندری
بوبری فوج آئے سے پئے جھکو خوب شراب پلاؤ ، موتیں سڑیں پر منڈنا رہی ہیں ، اسلامی فوجیں

اس طرح آپہنچینگے ، کہ ہم کو خبر بھی نہ ہوگی ،

الایا اسقیانی بالزجاج وکوسا ۱ - علینا کیت اللون صافیۃ تجری
مجھ کو شیشے کے گلاسوں میں خوب شراب بھری پلاؤ ، دوبارہ صاف ستھری سرخ رنگ کی شراب پلاؤ
الافاشربوا من قبل قاصمنا الظهر - بعید انتفاخ القوم بالعسوالدثر
عزیزو ایسی تلواریں چکنے سے پہلے جو پیٹھ کی ہڈیوں کو توڑ کر رکھ دینگے ، اور جبکہ شکست خوردہ

فوج کا دوبارہ حملہ کرنے سے دم پھول جائے گا ، خوب شراب پی لو ،
وقبل منلیانا المصیبة بالقدس - لحین لعمری کایزید وکالیجری
ہماری تقدیروں میں مرنا ہی لکھا ہے ، خدا کی قسم وہ وقت قریب آگیا ہے ، اور اس میں کچھ دیر نہیں
عزیزو ایسا وقت آنے سے پہلے خوب شراب پی لو ،

اظن خیول المسلمین وخالداً ، - ستطر قکر عندا لصباح علی البشر
سنو خالد کی اسلامی فوجیں فجر کے وقت ، بشر کے مقام پر ، تم کو ضرور گھیرنے والی ہیں ،
امینی سلاحی یا امیبترا اندی - اخاف بیات القوم او مطلع الفجر
امیہ! میرے ہتھیار مجھ کو لا دے ، اس لئے کہ مجھ کو خطرہ ہے ، کہ آج ہی شب کو یا فجر کے
وقت اسلامی فوج ہم پر شب خون مارنے والی ہے ،

مرقوص یہ شعر گانے میں مست تھا ، کہ حضرت خالد رض
نے تلوار سے اُس کی گردن اُڑا دی ، اور وہ شراب کے
لگن میں جا پڑی ،

اس کے بعد حضرت خالد رض نے ربیعہ کی فوجوں پر
شبنون مارنے کا حکم دیا ، جس طرح ہذیل کی فوجوں پر
تین طرف سے اچانک حملہ کیا تھا ، اسی طرح ربیعہ پر بھی
تین طرف سے دفعتاً حملہ کیا گیا ، ربیعہ کے ہزار ہا سپاہی

بڑی طرح قتل ہوئے ، جس طرف آنکھ اٹھا کر دیکھو ،
 نعشیں ہی نعشیں نظر آتی تھیں ، بے شمار قیدی ہاتھ لگے ،
 حضرت خالد رض نے خمیس مدینہ منورہ بھجوا دیا ،

فرائض میں دشمن کے ایک لاکھ سپاہیوں کا قتل عام | یہاں سے
 فارغ ہو کر

حضرت خالد رض نے رُضاب کا رخ کیا ، یہاں ہلال بن
 عقیقہ فوج لئے پڑا تھا ، اسلامی فوجوں کی آمد سن کر
 فرار ہو گیا ، اس کے بعد دفتہ فرائض (بصرہ اور یمامہ کے
 درمیان ہے ، فرائض سے تین سڑکیں نکلتی ہیں ، شام کی طرف ،
 عراق کی طرف ، اور اُس جزیرہ کی طرف جو دریائے فرات کے
 مشرقی حصہ میں واقع ہے) پر فوج کشی شروع کر دی ، رمضان
 المبارک کی آخری تاریخ کو یہاں پہنچے ،

اسلامی فوجوں کے مقابلہ میں رومی عیسائی ، ایرانی
 اور عربی عیسائی فوجیں جمع کی گئیں ، دریائے فرات بیچ
 میں پڑنا تھا ،

دشمنوں نے حضرت خالد رض سے کہا ، یا تو آپ دریا
 کے اس طرف آ جائیے ، یا ہم کو اُس طرف آنے دیجئے ،
 آپ نے جواب دیا ،

”تم فرات کو عبور کر کے میرے مقابلہ میں آؤ“

حضرت خالد رض فنونِ جنگ سے واقف اور فوجی مبصر
 تھے ، دشمن کے ، فسر فنونِ عرب سے نا بلند تھے ، اُن کو

اتنی عقل نہیں تھی ، کہ اگر شکست ہوگی ، تو کہاں بھاگ کر جائیں گے ،

رومی ، ایرانی اور عربی افواج کا ادھر آنا تھا ، کہ مسلمانوں نے اپنے نیزوں پر ان کو رکھ لیا ، بڑے زوروں سے لڑائی ہوئی ، حضرت خالد رض نے اسلامی افسروں سے کہا ، دشمن پر پے در پے حملے کرو ، اور آرام لینے کی ان کو مہلت نہ دو ،

دشمن کے پیر اکھڑ گئے ، مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا ، دشمن کے پورے ایک لاکھ سپاہی مارے گئے ، فتح کے بعد دس دن تک آپ یہاں خیمہ زن رہے ، ذیقعدہ کی ۲۵ تاریخ کو آپ نے فوجوں کو حیرہ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا ، آپ نے حضرت عاصم بن عمرو کو افسر بنایا ، اور اپنے متعلق اعلان کیا ، کہ میں ساقی فوج کا پچھلا حصہ ، میں ہوں ۔“

حضرت خالد رض نے حضرت صدیق رض کو ناراض کر دیا اور فرائض سے سیدھے حج

کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے ، جلدی سے حج کر کے حیرہ واپس تشریف لے آئے ، حضرت صدیق رض کو اس وقت معلوم ہوا ، جب یہ حج سے فارغ ہو کر حیرہ پہنچ چکے تھے ، بہت سخت ناراض ہوئے ، کہ میری اجازت کے بغیر تم کیوں اسلامی فوجوں سے غائب رہے ؟ خود فوج

کو آپ کے غائب رہنے کا علم نہیں تھا، سپاہی یہی سمجھتے رہے، کہ آپ ساقی میں ہیں، حیرہ پہنچ کر آپ نے عراق کے مختلف حصوں (بغداد وغیرہ) پر چھاپے مارے، اسی سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عاتکہ بنت زید سے نکاح کیا، اسی سال حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوالعاصی کی لڑکی سے نکاح کیا، اسی سال حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ کا حج کیا،

فتوحاتِ شام کی ابتدا

بکرہ موک کی خونریز جنگ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سترھ کے شروع میں جہاد کے متعلق ایک زہر جوست موثر و عظیم خطبہ کیا، اور شام کی فتوحات کے لئے فوجوں کو جمع کرنے کے لئے مسلمانوں کو توجہ دلائی، آپ کے ارشاد کے مطابق شام کی فوجوں میں بھرتی ہونے کے لئے اطرافِ یمن سے قبائیل جمع ہو گئے، آپ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو تھوڑی سی فوج دے کر تیسرا لشکر کے شروع علاقہ میں واقع (بے) بھیجا، اور ہذا پینا کر دی کہ سیر سے درمیان حکم تک پہنچیں، تھوڑی دیر میں بھرتی کر کے، فوجیں مسلمانوں کو

بھرتی کیا جائے، مُرتدین سے ایک سپاہی اسلامی فوج میں بھرتی نہ کیا جائے، تیما پہنچ کر خالد بن سعید کے پاس بے شمار مسلمان بھرتی ہونے کے لئے آگئے، رومی فوجی افسروں کو اسلامی فوجوں کے اجتماع سے سخت خطرہ لاحق ہوا، انہوں نے بھی مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے اطراف ملک سے عربی عیسائی فوجیں طلب کر لیں، عربی عیسائی فوجوں کے نام یہ ہیں - بہرا، تسلیج، کلب، غسان، النخ، جذام، تنوخ رومیوں کی یہ سب فوجیں زبیر اور بلقار کی ایک بستی کا نام ہے، اور بلقار صوبہ دمشق کا مشہور ضلع ہے، سے تین میل ورے جمع ہوئیں، حضرت صدیق رض نے خالد بن سعید کو ہدایت بھیجی،

خدا سے فتح کی دُعا مانگو، آگے بڑھے جاؤ، پیچھے نہ ہٹنا۔

خالد بن سعید آگے بڑھے، دشمن مرعوب ہو گیا، اور اس نے اپنی فوجیں منتشر کر دیں، خالد بن سعید رض نے آگے بڑھ کر ان کے فوجی مقامات پر قبضہ کر لیا، اور رومیوں کی اکثر فوجیں مسلمان ہو گئیں، خالد نے دشمن کی ہزیمت سے حضرت صدیق رض کو مطلع کیا، آپ نے پھر ہدایت بھیجی،

آگے بڑھے جاؤ، مگر احتیاط سے بڑھنا، ایسا نہ ہو، کہ دشمن پیچھے سے آکر تمہاری فوجوں کا احاطہ کر لے۔

خالد دوسرے حکم کے مطابق آگے بڑھے ، جس وقت ان کی فوجیں زیزار اور قسطل (حصص اور دمشق کے درمیان بلقار کے پاس واقع ہے) کے درمیان پہنچی ہیں ، تو رومیوں کا باہان نامی ایک بطریق (رومیوں کا ایک فوجی افسر جس کے ماتحت دس ہزار سپاہی ہوتے ہیں) فوجیں لیکر آگے بڑھا ، اسلامی فوجوں نے اس کو شکست فاش دی ، آدھے سے زیادہ دشمن کے سپاہی مقتول ہوئے ،

خالد بن سعید نے اس فتح سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ مطلع کیا ، اور مزید فوجی امداد کی درخواست پیش کی ۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اسی وقت حضرت ذوالکلاع رضی اللہ عنہ کو حمیر کی فوج اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ (ابوجہل کے لڑکے) کو تمامہ ، شحر ، عمان اور بحرین کی فوجیں دے روانہ فرمایا ،

فتوحاتِ شام کے لئے اسلامی فوجوں کا اجتماع | اب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے

فتوحاتِ شام کے لئے پوری ہمت صرف کر دی ، اور فوجوں کے اجتماع کے لئے اطرافِ ملک سے افسروں کو طلب کیا ،

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں عُمان کی زکوٰۃ فراہم کرنے کے لئے مقرر فرمایا تھا ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو

لکھا میں تم کو ایسے کام پر لگاؤں، جو تمہارے لئے دنیا اور آخرت دونوں جگہ مفید اور باعث خیر ہوگا؟
حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے جواباً عرض کیا،

میں اسلام کا ادنیٰ سپاہی ہوں، جو کام آپ میرے لئے افضل سمجھتے ہیں، شوق سے مجھ کو اس پر متعین فرمائیے۔
اسی طرح کا ایک خط حضرت صدیقِ رضی اللہ عنہ نے ولید بن عقبہ کو لکھا، انہوں نے بھی جہاد پر لبیک کہی،

آپ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو فلسطین بھیجا، انہوں نے فلسطین پہنچ کر ایلد (بحرِ قلزم کے ساحل پر ایک مشہور شہر ہے) کو اپنا فوجی صدر مرکز بنا لیا، اور ولید بن عقبہ کو اردن (شام کا ایک مشہور علاقہ ہے، اس کے مشہور شہریہ ہیں، عور، قبریہ، صور، عکا) بھیجا،

فوجی افسروں کو ہدایات | آپ نے مدینہ منورہ سے روانہ کرتے وقت دونوں کو یہ ہدایت

دی "سیر حال میں خدا سے ڈرتے رہو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔ جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں، خدا ان کے لئے ضرور کوئی راستہ نکال دیتا ہے، اور وہاں سے ان کے لئے رزق بہم پہنچاتا ہے، جہاں ان کا خیال بھی نہیں گزرتا،

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے رزق بہم پہنچاتا ہے، اور

اُن کے ثوابوں کو بڑھا دیتا ہے ،

تقویٰ (خدا سے ڈرنا) سے بڑھ کر اور کوئی نصیحت نہیں ہے ، تم خدا کی راہ میں غیر مسلموں سے جہاد کرنے جا رہے ہو ، کسی کام میں افسراط اور تفریط نہ کرنا ، اور نہ اپنے ذہن کو کسی دوسرے کام کی طرف متوجہ ہونے دینا ، جن طریقوں پر عمل پیرا ہونے سے اسلام کی بنیادیں مضبوط ہوتی ہیں ، اُن سے ایک لمحہ کے لئے بھی غفلت نہ کرنا ، دیکھو ، پھر ہدایت کرتا ہوں ، فوجی فرائض ادا کرنے میں کستی اور کاہلی نہ کرنا ،

اس کے بعد آپ نے یزید بن ابی سفیان کو دمشق اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رض کو حمص کے لئے فوجیں دے کر بھیجا ،

جس وقت یہ امدادی فوجیں خالد بن سعید رض کے پاس پہنچی ہیں ، تو انہوں نے ان فوجوں کو رومیوں سے لڑنے کے لئے آگے بڑھا دیا ، باہان دمشق میں رومی فوجیں لئے پڑا تھا ، جس وقت خالد بن سعید فوجیں واقفہ (حوران میں ایک وادی ہے ، اور حوران و دمشق کا ایک مشہور علاقہ ہے) اور دمشق کے درمیان مَرَج الصُّفْر (دمشق کے پاس ایک سرسبز و شاداب مقام ہے) پر پہنچی ہیں ، تو باہان دمشق سے فوج لے کر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑا ،

خالد بن سعید رض کے لڑنے کے سعید اور بہت سے اسلامی

سپاہی شہید ہو گئے ، اور مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی ، خالد بن سعید رض کو جب ہزیمت کی خبر ملی ، تو وہ وہاں سے بھاگ گئے ،

باہان نے شکست خوردہ اسلامی فوج کا تعاقب کیا ، راستہ میں حضرت عکرمہ رض فوج لئے پڑے تھے ، باہان پر حملہ کیا ، اور اس کو آگے بڑھنے سے روک دیا ، جس وقت حضرت ابو بکر صدیق رض کو خالد بن سعید کے بھاگنے کی خبر ملی ہے ، تو آپ کو بڑا افسوس ہوا ، اس کو مدینہ منورہ واپس طلب کر لیا ، آپ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا ۔

”تم بڑے بزدل ہو ، میدان جنگ سے فرار ہو گئے“ یہ فرما کر اس کو سپہ سالاری کے عہدے سے معزول کر دیا جس وقت خالد بن سعید حضرت صدیق رض کے پاس سے اپنے گھر چلے گئے ، تو حضرت صدیق رض نے فرمایا ۔

اس کے متعلق حضرت عمر رض اور حضرت علی رض نے صحیح فرمایا تھا ، کاش میں اس وقت ان کے مشورہ کو قبول کرتا ، اور اس کو سپہ سالار بنا کر شام نہ بھیجتا ۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ
خالد بن سعید کی ناشائستہ حرکت | وسلم کے انتقال فرمانے

کے بعد ایک مہینہ پیچھے خالد بن سعید یمن سے پلٹ کر مدینہ منورہ میں گھسے ہیں ، تو ان کے کندھے پر دیباچہ راعلیٰ درجہ

کارِ ریشم) کی ایک خوبصورت چادر تھی، حضرت عمر رض اور حضرت علی رض سے راستہ میں ملاقات ہوئی، حضرت عمر رض نے مسلمانوں سے فرمایا۔

”یہ ہمارے سامنے ریشم پہنتا ہے، اس کی چادر پھاڑ دو“

یہ سنتے ہی مسلمانوں نے اس کی چادر کا ایک ایک تار الگ کر دیا،

حضرت علی رض، حضرت عثمان رض اور حضرت عمر رض سے مخاطب ہو کر خالد بن سعید نے کہا۔

”تمہاری غیرت نے کس طرح تقاضا کیا، کہ تم نے ایک غیر شخص (حضرت ابو بکر صدیق رض عبد مناف سے نہیں تھے، اور یہ سب حضرت علی رض اور حضرت عثمان رض وغیرہم قبیلہ عبد مناف سے تھے) کو اپنے لئے بادشاہ تسلیم کر لیا“

حضرت علی رض نے جواب دیا۔

”اس میں شخصیت اور غیر شخصیت کا کیا سوال ہے؟ ظرافت کا جو شخص مستحق ہوا، وہ خلیفہ تسلیم کر لیا گیا“

حضرت عمر رض نے فرمایا۔

”خدا تیرا منہ توڑ دے“

جس وقت حضرت صدیق رض خالد بن سعید کو اسلامی فوجوں کا سپہ سالار بنا کر شام بھیجنے لگے، تو حضرت عمر رض نے آپ کو منع کیا تھا، کہ اس کو سپہ سالار جیسا جلیل

عمدہ نہ عطا فرمائیے۔“

اس وقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورہ کا خیال نہیں کیا، بعد میں افسوس ہوا،

دشمن کی عظیم الشان فوجی طیاریاں | ہر قتل رشاہ یورپ و ایشیا
بیت المقدس (یہ عیسائیوں

کا کعبہ ہے) حج کرنے آیا تھا، اس کو اسلامی فوجوں کے اجتماع کی خبریں دی گئیں، اس نے ملکی اور فوجی افسروں کو جمع کر کے کہا۔

میری یہ رائے ہے، کہ مسلمانوں سے جنگ نہ کی جائے، صوبہ شام کی نصف آمدنی دے کر ان سے صلح کی کوشش کرنی چاہیے، اگر ہم نے ان سے جنگ کی، تو ہمارا فوجی اقتدار خاک میں مل جائے گا، اور مقبوضات یورپ خطرے میں پڑ جائیں گے۔“

یہ سن کر اس کا بھائی اس کا خسر اور تمام ملکی اور فوجی افسر ناک ہوں چڑھانے لگے، ہر قتل نے دیکھا، کہ یہ لوگ میرا مشورہ نہیں مانتے، تو اس نے ان کو راضی کرنے کے لئے مسلمانوں کی مقاومت کے لئے فوجی طیاروں کا حکم دیا، اور مندرجہ ذیل فوجیں تقسیم کیں،

کس مسلمان افسر کے مقابل میں بھیجا گیا	عیسائی فوجوں کی تعداد	رومی افسر کا نام
حضرت عمرو بن عاصؓ (فلسطین میں)	۹۰۰۰ سپاہی	(۱) تدارق (ہر قتل کا حقیقی بھائی)
حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ	” ” ”	(۲) جرجہ بن توذرا

حضرت شرجیل بن حسد رضی		(۱۳) دُر اقص
حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی	۶۰۰۰ سپاہی	(۱۴) فیقار بن سطرس

یعنی مسلمانوں کے مقابلہ میں عیسائی افواج کی صحیح تعداد ۲۴۰۰۰۰ (دو لاکھ چالیس ہزار) تھی، مسلمان افسر رومیوں کی عظیم الشان فوجی طیاریاں دیکھ کر خوف زدہ ہو گئے،

حضرت عمرو بن عاص رضی کے مقابلہ میں سب سے زیادہ فوجیں تھیں، انہوں نے دوسرے اسلامی افسروں کو لکھا، فوجی مشورہ کے بعد یہ طے پایا، کہ فرداً فرداً لڑنے سے کامیابی نہیں ہوگی، تمام اسلامی فوجوں کو ایک محاذ پر جمع ہو کر رومیوں سے لڑنا چاہئے، یرموک (غور (غور بیت المقدس اور دمشق کے درمیان واقع ہے، جہاں نہراؤن ہے) کے کنارے ایک وادی کا نام ہے) کو میدان جنگ قرار دیا، تمام اسلامی فوجیں یہاں جمع ہو گئیں،

اسلامی افسروں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی کو رومیوں کی عظیم الشان فوجی طیاریوں سے مطلع کیا، اور مزید امدادی فوجیں طلب کیں، حضرت صدیق رضی نے یہ خط پڑھتے ہی ارشاد فرمایا۔

”میں خالد بن ولید رضی کو یرموک بھیج کر رومیوں کا تمام غرور خاک میں ملا دوں گا۔“

یہ فرما کر حضرت خالد بن ولید رضی کو حیرہ میں لکھا،

”تم مُنثنی کو اپنا جانشین بنا کر فوراً یرموک روانہ ہو جاؤ
خالد! کسی حال میں غرور اور تکبر نہ کرنا، ورنہ خدا تمہاری
مدد کرنا چھوڑ دے گا۔“

رومی فوجیں مسلمانوں (یرموک) کے بالمقابل
واقو صہ (حوران میں ایک بڑی بھاری وادی کا نام ہے، اور
حوران دمشق کے پاس واقع ہے) میں اتریں، تذارق سپہ
سالار اعظم (کمانڈر انچیف) تھا، مقدمۃ الجیش پر جرحہ،
مہینہ اور میسرہ پر باہان، اور دراقص اور فوجوں کا محافظ
فیقار تھا،

حیرہ سے حضرت خالدؓ کی روانگی | ربیع الآخر میں حضرت خالدؓ
نے حیرہ سے اسلامی فوج

کو کوچ کرنے کا حکم دیا، راستہ بتلانے کے لئے رافع بن عمیرہ
کو ساتھ لیا، انہوں نے عرض کیا،
”بڑے خطرناک راستہ سے آپ کو جانا پڑے گا۔
قراق سے سوئی تک پانچ دن کا فاصلہ ہے، یہ ایسا
خطرناک جنگل ہے، کہ اس میں پانی کا نام و نشان نہیں۔“
حضرت خالدؓ نے فرمایا۔

حضرت صدیق رض نے مجھ کو شام میں جلدی پہنچنے
کا حکم دیا ہے، راستہ کیسا ہی خطرناک کیوں نہ ہو،
تم چل پڑو۔“

حیرہ سے آپ کی فوج صند و دار پہنچی، یہاں کے

باشندوں نے آپ پر حملہ کیا ، آپ نے ان کو شکست دے کر سعد بن عمرو انصاری کو یہاں کا فوجی حاکم مقرر کر کے آگے بڑھنے کا حکم دیا ،

حصید پہنچ کر ربیعہ کی فوجوں کو شکست فاش دی ، اور ان کے قیدیوں کو گرفتار کر کے قراقرم سماوہ جنگل کے شروع میں ایک وادی ہے) پہنچے ، یہاں سے سماوہ (کوفہ) شام کے درمیان کا خطرناک جنگل جہاں پانی کا نام و نشان نہیں ، کا خطرناک جنگل شروع ہوا ، سوئی تک پانچ روز لگ گئے ، اونٹوں کو ذبح کر کے گھوڑوں کو سیراب کیا جاتا ، سوئی میں دشمن سے مقابلہ ہوا ،

حضرت خالد رضی کو فتح ہوئی ، اور آگے بڑھ کر مرج الراہط (دمشق کے شروع علاقہ) میں غسان کی فوجوں پر شب خون مارا ، اور ان کے قیدی وغیرہ گرفتار کر کے بصری (یہ سب مقامات دمشق کے علاقہ میں واقع ہیں) میں دشمن کی فوج پر حملہ کیا ، فتح کے بعد ہر بالغ عیسائی پر ایک اشرفی اور ایک جریب گیہوں جزیہ میں مقرر فرمادی ، یہاں سے یرموک پہنچ گئے ، آپ کی آمد سے مسلمان سپاہی خوشی سے اچھل پڑے ، اور اللہ اکبر کے نعرے لگائے ،

یرموک میں اسلامی فوجوں کی تعداد کل ۲۶۰۰۰ تھی ، حضرت خالد رضی کے ساتھ دس ہزار فوج تھی ، کل ملا کر

مسلمان سپاہیوں کی تعداد ۲۴۰۰۰۰ رومی سپاہیوں کے مقابلہ میں صرف ۳۶۰۰۰ ہزار تھی، آتے ہی حضرت خالد رض نے اپنی فوجی کارروائیاں شروع کر دیں، اور بڑی محنت سے آپ کو کام کرنا پڑا،

میدان جنگ میں حضرت خالد رض کی فوجی تقریر | آپ نے اسلامی افسروں اور

فوجوں کے سامنے کھڑے ہو کر فرمایا،
 ”آج کے دن خدا نے ہمارا سخت امتحان لینا ہے،
 آج ہم کو سرنگوں ہو کر تمام فوجی فرائض ادا کرنے چاہئیں
 خلوص قلب اور نیت صادق کے ساتھ خدا کے فریضہ جہاد
 کو تکمیل تک پہنچاؤ، اور خاص اللہ کی خوشنودی اور
 اُس کی رضا جوئی کو پیش نظر رکھ کر فوجی خدمات سرانجام
 دو، آج ہمارا مقابلہ ایک زبردست دشمن اور اُس
 کی منظم فوجوں سے ہے، تم میں سے ہر سپاہی کو میرے
 صادر کردہ فوجی احکام پر پورا پورا عمل کرنا چاہیے،
 سب نے متفق ہو کر کہا۔

بے شک ہم آپ کے صادر کردہ احکام پر عمل کریں گے،
 اس کے بعد حضرت خالد رض نے فوجوں کی ترتیب
 شروع کر دی، کل ۳۶ ہزار فوج کو اس طرح تقسیم
 کر دیا،

قلب (شکر کا درمیانی حصہ) حضرت ابو عبیدہ بن جراح رض

مہینہ (شکر کا دایاں حصہ) حضرت عمرو بن عاص رض اور حضرت
 شریف رض

ملیہرا (شکر کا بائیں حصہ) یزید بن ابی سفیان
 جرجہ کا اسلام میں آیا، اور حضرت خالد رض کو نلکارا،

آپ حضرت ابو عبیدہ رض کو اپنا جانشین مقرر کر کے
 اُس کے پاس آئے، دونوں گھوڑوں سے اتر گئے،
 جرجہ نے کہا:

میں آپ سے چند سوالات کرتا ہوں، آپ مجھ کو
 صحیح جوابات دیجئے گا، جھوٹ نہ بولئے گا، جھوٹ بولنا
 شریف کا کام نہیں، اور نہ مجھ سے فریب بازی کیجئے گا،
 اس لئے کہ شریف آدمی دوسروں کو فریب نہیں دیا کرتے
 ”کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے رسول پر آسمان سے
 کوئی تنوار اتاری تھی؟ اور انہوں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)
 نے تم کو وہ تنوار عنایت کر دی، اسی تنوار کے ذریعہ سے
 آپ ہر میدان جنگ میں فتحیاب رہتے ہیں۔“
 حضرت خالدؓ نے نہیں۔“

جرجہ - تو پھر آپ کا نام سیف اللہ (اللہ کی تلوار) کیوں
 ہے؟

حضرت خالد رض - اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کو ہماری طرف رسول بنا کر بھیجا، انہوں نے ہم کو

اسلام کی دعوت دی، ہم نے اس دعوت کو مسترد کر دیا، اور آپ سے نفرت کرنے لگے، ہماری قوم کے بعض افراد نے آپ کی دعوت کو قبول کر لیا، اور مسلمان ہو گئے، اور جنہوں نے اسلام لانے سے انکار کر دیا تھا، وہ آپ سے جنگ کرنے لگے، میں بھی ان لوگوں میں سے تھا، جنہوں نے آپ کی تکذیب کی، آپ سے نفرت کی، اور آپ سے جنگ کرنے لگے، پھر خدا نے ہم پر فضل کیا، اور ہمارے دلوں کو پھیر دیا، اور ہم مسلمان ہو گئے، اور جہاد کے لئے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی، آپ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

”تم اللہ کی تلوار ہو، تمہاری تلوار میدانِ جنگ میں غیر مسلموں کی گردنیں خوب کاٹے گی۔“

اس کے بعد آپ نے میری فتح و نصرت کے لئے خدا سے دُعا مانگی، تب سے میرا نام سیف اللہ پڑ گیا ہے، اور میں غیر مسلموں سے جہاد کرنے میں بڑا سخت ہوں۔

حرجہ۔ آپ صحیح فرماتے ہیں، آپ ہم کو کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟

حضرت خالد رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ خداوند تبارک و تعالیٰ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، لا اِلهَ اِلاَّ اللهُ

وَأَنْ مُحَمَّدًا عَبْدًا وَرَسُولًا“۔

حجرتؑ اور جو اسلام لانے سے انکار کر دے۔“

حضرت خالد رضؑ وہ ہمارے سامنے ہتھیار ڈال دے، اور

ہمیں جزیہ دے، ہم اس کے محافظ بنیں گے۔“

حجرتؑ اور اگر وہ جزیہ دینے سے بھی انکار کرے۔“

حضرت خالد رضؑ تو پھر ہم اس سے اعلان جنگ کر دیں گے۔“

حجرتؑ جو شخص تمہارا دین قبول کرے، تمہارے درمیان

اس کی کیا حیثیت ہوگی؟

حضرت خالد رضؑ ہم میں اور اُس میں کوئی فرق نہ ہوگا،

ہمارے اور اُس کے سب حقوق مساوی (برابر)

ہوں گے، اسلام میں غریب اور مالدار کا کوئی فرق

نہیں۔“

حجرتؑ آج جو شخص مسلمان ہو جائے، اُس کی وہی حیثیت

ہوگی، جو تمہاری ہے؟

حضرت خالد رضؑ بے شک، بلکہ ہم سے بھی زیادہ۔“

حجرتؑ نو مسلم کے حقوق تمہارے حقوق کے ساتھ کس

طرح مساوی ہو سکتے ہیں،؟ وہ اب مسلمان ہوا

ہے، اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی

ہی میں مسلمان ہو چکے تھے۔“

حضرت خالد رضؑ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

تقریریں اور دلائل سُن کر اور آپ کے معجزات دیکھ کر

اسلام قبول کیا ہے، اس وقت ہمارے سامنے آسمان سے وحی اُتری تھی، اور تم نے نہ اُن کے وعظ سُننے ہیں، اور نہ اُن کے معجزات دیکھے ہیں، تم نے صرف صداقت اور خلوص کو پیش نظر رکھ کر اسلام قبول کیا، بس یہی بات ہے، جس کی وجہ سے تم ہم سے افضل ہو۔“

عبرہؑ آپ نے بالکل صحیح جواب دئیے ہیں۔ یہ کہہ کر عہرہ نے ڈھال کا رُخ پلٹ دیا، اور حضرت خالد رض سے فرمایا۔
”مجھ کو مسلمان کیجئے۔“

حضرت خالد رض اس کو اپنے خیمہ میں لے گئے، اُس نے غسل کر کے دو رکعتیں پڑھیں،

اس کے بعد عام حملہ شروع ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ جہاد پڑھ کر عام حملہ شروع کرتے تھے، اس لڑائی میں بھی ایسا ہی کیا گیا، سورۃ جہاد پڑھ کر عام حملہ کر دیا گیا، ابوسفیان ہر اسلامی فوج کے سامنے کھڑے ہو کر سپاہیوں کو جوش دلاتے،
خدا سے ڈرو، اور اُن پر سخت حملہ کرو، اے خدا تو ہماری مدد کر،

کثرتِ تعداد کوئی چیز نہیں | ایک سپاہی نے حضرت خالد رض

سے کہا -

”رومی فوجیں بہت ہیں ، اور مسلمان کم ہیں“

حضرت خالد رض نے فرمایا -

”مسلمان زیادہ ہیں ، اور رومی کم ہیں ، کثرتِ تعداد کوئی چیز نہیں ، آخر میں جس کو فتح نصیب ہو ، وہ زیادہ تعداد میں ہے ، اور جس کو شکست ہو ، وہ قلیل التعداد ہے۔“

حضرت عکرمہ رض اور حضرت قعقاع رض قلب کے دونوں حصوں پر تھے ، حضرت خالد رض نے ان کو سختی سے حملہ کرنے کا حکم دیا ،

حضرت عکرمہ رض نے لٹکار کر فرمایا ،

”آج مجھ سے کون مرنے کی بیعت کرتا ہے؟“

حارث بن ہشام رض اور حضرت ضرار بن الازور رض نے کہا -

”ہم آپ سے مرنے کی بیعت کرتے ہیں۔“

حارث اور حضرت ضرار رض کے ساتھ چار سو سپاہی تھے ، بیعت کرتے ہی دشمن کی صفوں میں گھس گئے ، اور حضرت خالد رض کے فوجی خیمے کے سامنے کٹ کٹ کر شہید ہو گئے ،

حضرت عکرمہ رض اور عمرو بن عکرمہ رض زخمی ہو گئے ،

حضرت خالد رض نے حضرت عکرمہ رض کا سراپنی ران

پر اور عمرو بن عکرمہ رض کا سراپنی پنڈلی پر رکھا، دونوں کے چہروں سے رومال سے غبار جھاڑتے جاتے تھے، اور ان کے حلقوں میں پانی کے قطرے ڈالتے، اور یہ فرماتے،

”ابن ختمہ کا یہ قول کہ ہم کو میدانِ جنگ میں شہادت نصیب نہ ہوگی، غلط ہے۔“

مُسلم خواتین میدانِ جنگ میں | یرموک کی لڑائی میں
مُسلم خواتین نے

بھی حصہ لیا، حضرت عبادہ بن صامت جو صحابی ہیں، فرماتے ہیں، کہ یرموک کی لڑائی میں مُسلم خواتین نے حلقہ باندھ کر رومیوں پر حملے کئے، ابوسفیان کی لڑکی جو یربہ ان کی افسر تھیں،

ابوسفیان کی آنکھ میں دشمن نے ایک تیر مارا، آنکھ جاتی رہی، ابو خشمہ نے آنکھ سے تیر نکالا،

اس لڑائی میں تین ہزار مسلمان شہید ہوئے، بڑے بڑے صحابہ کرام شہادت پائی، حضرت عکرمہ اور عمرو بن عکرمہ رض وغیرہ اس لڑائی میں عروس شہادت سے ہمکنار ہوئے، صبح طلوع سے رات کی اندھیری تک جنگ

ہوتی رہی، سورج غروب ہوتے ہوتے دشمن کو شکست ہونے لگی، دشمن کی فوجیں بھاگنے لگیں، حضرت خالد رض نے ان کے تعاقب میں سخت حملے کا حکم دیا، ہم اوپر

ذکر کر چکے ہیں ، کہ مسلمانوں نے اپنا محاذ یرموک بنایا تھا ، اور یرموک عذور کے کنارے ایک بڑی بھاری وادی ہے ،

گویا یرموک کو دشمن نے خندق قرار دیا ، اور خود واقو صہ میں جمع ہوا ، واقو صہ حوران میں ایک بڑی بھاری وادی ہے ، دشمن کی فوجیں بھاگی ہوئی اپنی جگہ پہنچ گئیں ، اندھیری رات تھی ، دشمن کی پوری ایک لاکھ اور بیس ہزار فوجیں واقو صہ میں گر کر مر گئیں دشمن نے اسی ہزار سپاہی موٹی موٹی زنجیروں سے باندھ دیئے تھے ، تاکہ میدان جنگ سے بھاگ نہ سکیں جب ایک سپاہی گرتا ، تو اس کے ساتھ دس سپاہی بھی نیچے جا پڑتے ،

یہ ایک لاکھ اور بیس ہزار ان مقتولین کے علاوہ ہیں ، جو دن بھر مسلمانوں کے ہاتھ سے میدان جنگ میں قتل ہوتے رہے ،

جرحہ بھی شہید ہو گئے ، سوائے دو رکعتوں کے اور نمازیں پڑھنے کا ان کو موقع نہیں ملا ، مسلمانوں نے عصر اور ظہر کی نمازیں میدان جنگ میں اشارے سے پڑھیں ، اور باقی نمازیں دوسرے دن پڑھیں ، خوشریز جنگ نے ان کو نمازیں پڑھنے کا موقع نہیں دیا ،

حضرت قعقاع بن عمرو رضی فوجی افسر بھی تھے، اور
 اعلیٰ درجہ کے باکمال شاعر بھی، آپ مندرجہ ذیل
 شعروں میں یرموک کا نقشہ اس طرح کھینچتے ہیں،
 المقرنا علی الیرموک فزنا - لکنا فزنا بایام العراق
 تمکو معلوم نہیں کہ ہم یرموک میں اسی طرح فتمند رہے، جس طرح ہم نے عراق میں فتح حاصل
 کی تھی،

قتلنا الروم حتی ما نساوی - علی الیرموک مفروق الوراق
 ہم نے یرموک کے میدان جنگ میں رومی فوجوں کا اس سرے سے اس سرے تک قتل عام کر دیا،
 فضضنا جمعہ لما استحالوا - علی الواقوصة البئر الرقاق
 جب انہوں نے واقوصہ کو اپنا محاذ بنایا، تو ہم نے ان کی فوجوں کو بالکل
 تہ تیغ کر دیا،

غدا لاتها فتوافیها قضا سرا - الی امر تعطل بالذواق
 جس وقت ان کی فوجیں دھڑا دھڑا واقوصہ وادی میں گر رہی تھیں،

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال

جس وقت یرموک کی خونریز جنگ ہو رہی تھی، تو
 مدینہ سے ایک سرکاری آدمی مجیبہ بن زبیر گھوڑے
 کو دوڑاتا ہوا صفوں کو چیرتا ہوا قلب میں حضرت
 خالد رضی کی خدمت میں پہنچا، فوجوں نے اس کو بہت
 روکنا چاہا، مگر وہ نہ رکا، سپاہیوں نے پوچھا "خیر تو ہے؟"

نحمیہ نے جواب دیا۔

”خیر ہے، امدادی فوج لے کر آیا ہوں“

سپاہی خوش ہو گئے، دراصل وہ حضرت ابو بکر
عزیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کی خبر لا یا تھا،
نائب میں پہنچ کر اس نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو سرکاری
خط دیا، اور ان کے کان میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے
مرنے کی خبر سنائی، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے خط پڑھ کر
جلدی سے ترکش دان میں چھپا لیا،

وہ خط حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی طرف سے تھا، اس میں لکھا ہوا تھا،

”حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ! میں خالد
کو سپہ سالاری کے عہدے سے معزول کرتا ہوں، آج
سے تم اسلامی فوجوں کے سپہ سالار اعظم (کمانڈر ان چیف)
ہو۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ شروع سے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے خلاف
تھے، انہوں نے تخت سلطنت پر متمکن ہوتے ہی حضرت
خالد رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا،

میدان جنگ میں فتح نصیب ہوتے ہی حضرت
خالد رضی اللہ عنہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ
بڑے صالح متقی اور دیندار صحابی تھے، رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے آپ کو امیر اکرامۃ المسلمین کے امین اکابرین

خطاب عطا فرمایا تھا، پدر کی لڑائی میں آپ کے والد
تلوار سوت کر آپ کے سامنے آئے، حضرت ابو عبیدہ رضی
نے اسی وقت اپنے والد کی گردن اڑادی، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”یہ امین الامت ہیں“ کے
پاس آئے، السَّلَامُ عَلَیْكُمْ کہہ کر حضرت عمر رضی کا
خط آپ کو دیا، اور آپ کو سپہ سالار ہونے کی مبارک
باد دی، حضرت ابو عبیدہ رضی نے فرمایا۔

”گو رسماً میں تمہارا افسر ہوں، مگر دراصل سپہ سالار
اعظم تم ہی ہو۔“

حضرت ابو بکر صدیق رضی نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی عمر میں یعنی ۶۳ سال میں دو شنبہ کے روز
شام کے وقت ۲۲ جمادی الآخر ۳ھ میں انتقال
فرمایا، اور یرموک کی فتح شروع رجب میں ہوئی تھی،
بیماری سے ایک سال پہلے ایک یہودی نے آپ
کو زہر کھلا دیا تھا، پندرہ یوم آپ بیمار رہے، صحابہ
نے عرض کیا۔

”ہم طبیب (ڈاکٹر) بلائیں۔“

آپ نے فرمایا۔

”طبیب نے میری نبض دیکھ لی۔“

صحابہ نے عرض کیا۔

”پھر اس نے کیا کہا؟“

آپ نے جواب دیا۔

”اُس نے کہا، انی افعل ما انشاء جو میں چاہتا ہوں، کر گزرتا ہوں، کوئی میرا ہاتھ پکڑنے والا نہیں۔“
جمادی الآخر کی ساتویں تاریخ پیر کو آپ نے غسل کیا، اُس روز بڑی سخت سردی پڑ رہی تھی، آپ کو بخار چڑھ گیا،

اس وقت سے بستر مرگ پر پڑ گئے، مسجد میں نماز پڑھانے نہیں جا سکتے تھے، حضرت عمر رض کو نماز پڑھانے کا حکم دیا، آپ اُس مکان میں تھے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکوعطا فرمایا تھا، اور جو حضرت عثمان رض کے گھر کے پاس تھا، حضرت عثمان رض نے آپ کی خوب تیمارداری کی،

جوں جوں مرض بڑھتا جاتا، لوگ جوق در جوق آپ کی عیادت کے لئے تشریف لاتے،
دو برس چار راتیں کم چار مہینے آپ نے نہایت زور شور سے سلطنت کی،

اپنے بعد خلیفہ منتخب کرنے کے لئے صحابہ کرام سے مشورہ | حضرت صدیق رض نے انتقال

فرمانے سے چند یوم پیشتر حضرت عبدالرحمن بن عوف رض کو طلب کیا، ان سے پوچھا،

”عمر کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟“

انہوں نے جواب دیا ،
 ”اس بارے میں میری کیا رائے ہو سکتی ہے ؟ آپ
 کی جو رائے ہوگی ، وہ صائب ہوگی۔“

حضرت صدیق رضی نے فرمایا ۔

”پھر بھی تم اپنی رائے تو ظاہر کرو۔“

حضرت عبدالرحمن رضی نے فرمایا ۔

”میرے خیال میں اوروں سے وہ زیادہ افضل ہیں۔“

ان کے بعد آپ نے حضرت عثمان کو طلب کیا ، ان

سے پوچھا ۔

”عمر کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے ؟“

انہوں نے عرض کیا ،

”اس کو آپ خوب سمجھتے ہیں۔“

ان کے بعد آپ نے حضرت علی رضی کو طلب کیا ، انہوں

نے بھی یہی جواب دیا ،

مہاجرین سے آپ نے حضرت سعید بن زید اور انصار

سے حضرت اسید بن حضیر کو طلب کیا ، دونوں نے آپ

کی موافقت میں رائے ظاہر کی ،

ایک صحابی نے آپ سے عرض کیا ،

”حضرت عمر رضی کو آپ نے ہمارا بادشاہ بنا دیا ،

وہ بہت زیادہ سخت ہیں ، اس بارے میں جب خدا آپ

سے جواب طلب کرے گا ، تو آپ کیا جواب دیں گے ؟“

حضرت صدیق رضی نے فرمایا۔

”تم مجھ کو خدا سے ڈراتے ہو، میں خدا سے کہوں گا، کہ میں نے مسلمانوں میں سے اُس شخص کو بادشاہ منتخب کیا، جو ان میں سب سے زیادہ افضل تھا۔ میرا یہ جواب سب مسلمانوں تک پہنچا دو۔“

اس کے بعد آپ نے حضرت عثمان رضی کو طلب کیا، ان سے فرمایا، لکھو،

حضرت عمر رضی کے متعلق وصیت نامہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

یہ وصیت نامہ ابو بکر بن ابی قحافہ کی طرف سے ہے، میں نے اپنے آخری وقت میں یہ وصیت نامہ لکھوایا ہے، میں اپنے مرنے کے بعد عمر بن خطاب کو مسلمانوں کا بادشاہ بناتا ہوں،

مسلمانوں! تم اس کے صادر کردہ احکام کے سامنے سر تسلیم خم کرو، اور اخیر وقت تک اس کی اطاعت بجالاؤ،

میرا خیال یہ ہے، کہ عمر تم پر کسی طرح کا ظلم نہیں کریگا اور اگر اس نے ظلم کیا، تو خدا کے سامنے وہ جوابدہ ہوگا، غیب کی مجھے کچھ خبر نہیں، وَسَيُعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا اِیَّیْ مَا كَانَتْ یَنْقَبِیْوْنَ، ظالموں کو عنقریب معلوم

ہو جائے گا، کہ رُکس بُری طرح سے) اُن کا حشر
 (انجام) ہوتا ہے،

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ
 اِس وصیت نامہ کو بند کروا کر اُس پر اپنی مہر
 لگا دی،

حضرت عثمان رض سے فرمایا۔
 اِس وصیت نامہ کو مسلمانوں کے عام مجمع میں پڑھ کر
 سُنادو“

حضرت عثمان رض باہر نکلے، مسلمانوں کے عام مجمع
 میں مہر کو توڑ کر یہ وصیت نامہ پڑھ کر سُنادو یا مسلمانوں
 نے اس پر عمل کیا، اور اسی وقت حضرت عمر رض سے بیعت
 کر لی،

بیعت کے بعد حضرت صدیق رض نے تنہائی میں حضرت
 عمر رض کو طلب کیا، اور بہت دیر تک اُن سے گفتگو کرتے
 رہے، اس گفتگو کے بعد مسلمانوں کے مجمع عام میں خدا
 کی طرف ہاتھ اٹھا کر فرمایا۔

اے خدا میں نے مسلمانوں کے مفاد اور مصالح
 عامہ کو پیش نظر رکھ کر عمر کو بادشاہ بنایا ہے، مجھے
 اندیشہ تھا، کہ اگر میں عمر کو بادشاہ نہ بناتا، تو مسلمانوں
 میں خانہ جنگی شروع ہو جاتی، اور یہ آپس میں لڑنے
 لگتے، میں نے نہایت غور و فکر کے بعد یہ کام سرانجام

دیا ہے ، میں نے مسلمانوں کا بادشاہ اس کو منتخب کیا ہے ، جو ان میں سب سے زیادہ قوی ، بہادر اور شجاع ہے ، ان کے حقوق اور مفاد کو اچھی طرح محفوظ رکھنے والا ہے ، اور جو ان میں سب سے زیادہ افضل ہے ، میرے مرنے کا وقت قریب آگیا ہے ، میں مسلمانوں کو تیرے سپرد کرتا ہوں ، یہ تیرے بندے ہیں ، اور ان کا عروج اور زوال اسے خدا تیرے ہاتھ میں ہے ، اے خدا ! تو مسلمانوں کے بادشاہ کو اسلامی احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما ، اے خدا ! تو عمر کو مسلمانوں کے اچھے بادشاہوں سے بنا ، اور اس کی رعیت کو اسلامی احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔“

آپ نے رائے عامہ سے استصواب کرنے کے بعد حضرت عمر کو بادشاہ منتخب کیا

ابن عساکر لکھتے ہیں ۔

”ایک روز حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے کھڑکی سے جھانک کر مسلمانوں کے عام مجمع سے فرمایا ۔
میں جس کو تمہارا بادشاہ بناؤں ۔ تم اس کو تسلیم کر لو گے ؟“

مسلمانوں نے کہا ۔

”بے شک ، ہم آپ کے منتخب کردہ بادشاہ سے بیعت کر لیں گے۔“

حضرت علی رضی نے فرمایا۔
 ”اگر وہ حضرت عمر رضی ہوئے، تو ہم بیعت کر لینگے
 دوسرے سے نہیں“

حضرت صدیق رضی نے فرمایا۔
 ”میں نے عمر رضی ہی کو تمہارا بادشاہ بنا یا ہے۔“
 حضرت صدیق رضی نے آخری دن پوچھا۔
 ”آج کیا دن ہے؟“

لوگوں نے عرض کیا،
 ”پیر کا دن ہے، اور منگل کی رات ہے۔“
 آپ نے فرمایا۔

”کل میرا انتظار نہ کرنا، میں یہ چاہتا ہوں، کہ جس
 شب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا،
 میں بھی اسی شب کو خدا کے پاس جاؤں۔“

انتقال فرماتے وقت آپ کے پاس کوئی نقدی نہیں تھی

حضرت عائشہ رضی فرماتی ہیں،
 واللہ ما ترک ابو بکر انتقال فرماتے وقت میرے والد نے کوئی
 دینا سراؤ ولا درہما نقدی نہیں چھوڑی،
 حضرت صدیق رضی نے حضرت عائشہ رضی سے
 کفن کے کپڑے فرمایا۔

”جن کپڑوں میں میں اس وقت ہوں، میرے مرنے کے بعد

ان کو دھو کر میرا کفن بنا دینا ، نئے کپڑوں کا کفن نہ
 بنانا ، اس لئے کہ زندہ لوگوں کو نئے کپڑے پہننے
 چاہئیں ، مُردہ آدمی نئے کپڑے پہن کر کیا کریگا ؟
 مرتے وقت حضرت عائشہ رض نے آپ کے متعلق یہ
 شعر پڑھا ،

وَابْيَضَ لَيْتَسْتَقِي الْعِمَامَ بَوَّجْهَهُ
 كَيْسَا يَأْكِيْزُهُ چہرہ ہے اس پاکیزہ چہرہ والے کے ذریعہ سے خدا سے
 تَمَالِ الْيَتَامَى عَمَمَةَ الْاِرَامِلِ
 بارش کیلئے دعا مانگی جاتی ہے یتیموں کی فریاد سننے والے ،
 عورتوں کی پرورش کرنے والا ،

حضرت صدیق رض نے فرمایا -
 یہ اوصاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے -
 آپ نے وصیت فرمائی ، کہ میرے مرنے کے بعد
 میری بیوی اسماء بنت عمیس رض مجھ کو غسل دیں ،
 اور عبدالرحمن ان کا ہاتھ بٹائیں ،
 حضرت عائشہ رض سے فرمایا -
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں مجھ کو
 دفن کرنا -

صبح صادق سے پہلے آپ دفن کر دیئے گئے ، آپ
 کا سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بازو میں رکھا
 گیا ، حضرت عمر رض نے نماز جنازہ پڑھائی ، حضرت عمر رض
 حضرت طلحہ رض ، حضرت عثمان رض ، حضرت عبدالرحمن بن
 ابوبکر رض نے قبر میں اتر کر آپ کی نعش مبارک کو رکھا ،

جس وقت حضرت صدیق رض نے انتقال فرمایا، تو سارے مکہ مکرمہ میں زلزلہ آگیا، آپ کے والد حضرت ابو قحافہ رض مکہ مکرمہ ہی میں سکونت رکھتے تھے، نے فرمایا۔

”کیا ہوا“ (عمر زیادہ ہو گئی تھی، اور آنکھیں ضائع ہو گئی تھیں) لوگوں نے عرض کیا، آپ کے رُط کے انتقال فرمایا۔

آپ نے فرمایا۔ یہ تو بڑی مصیبت ٹوٹ پڑی، ان کے بعد کون بادشاہ ہو؟

لوگوں نے عرض کیا۔ حضرت عمر رض۔ آپ نے فرمایا۔

”وہ تو ان کے دوست ہیں۔“

چھ مہینے بعد حضرت ابو قحافہ نے بھی ماہ محرم ۱۲ھ میں ۹۷ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

مؤرخین فرماتے ہیں،

”حضرت صدیق رض کے سوا کوئی مسلمانوں میں ایسا بادشاہ نہیں ہوا، جو اپنے والد کی زندگی میں سخت نشین ہوا ہو، اور اپنے والد کی زندگی ہی میں انتقال فرمایا ہو“

لتاريخ الخلفاء صفحہ ۳۳

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل

ابوبکر آپ کی کنیت ہے ، عبد اللہ آپ کا نام ہے ،
 صدیق اور عتیق آپ کے القاب ہیں ، عتیق آپ کو
 اس لئے کہتے ہیں ، کہ آپ دوزخ سے آزاد ہیں (ترندی)
 صدیق رضی اللہ عنہ سے کہتے ہیں ، کہ آپ نے سب سے
 پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی ،
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا ،
 عتیق کی وجہ تسمیہ ؟ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا نام کیا ہے ؟

آپ نے فرمایا "عبد اللہ"

عرض کیا گیا "لوگ ان کو عتیق کہتے ہیں"

آپ نے فرمایا -

"میرے دادا حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کے تین لڑکے
 تھے ، ایک کا نام آپ نے عتیق ، دوسرے کا نام
 معنیق ، تیسرے کا نام معنیق رکھا تھا ،"
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ،

"ایک روز میں اپنے گھر میں بیٹھی ہوئی تھی ، رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور چند صحابہ کرام میرے گھر
 کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے ، میں پردے کے پیچھے
 تھی ، حضرت صدیق رضی اللہ عنہ گھر میں گھسے ، رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

”جو اُس شخص کو دیکھنا چاہتا ہے، جو دوزخ سے
رعتیق (آزاد ہے، وہ ابو بکر کو دیکھ لے“

گھر والوں نے آپ کا نام عبداللہ رکھا اور لوگوں
میں آپ عتیق مشہور ہو گئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
صدیق کی وجہ تسمیہ | زمانہ میں چند غیر مسلم حضرت صدیق

کے پاس آئے، کہنے لگے،

تمہارا رسول کتنا ہے، کہ مجھ کو معراج ہوا ہے،
اور میں نے آسمانوں کی سیر کی ہے“

حضرت صدیق رض نے فرمایا۔

”وہ صحیح کہتے ہیں، میں ان کی تصدیق کرتا ہوں“
جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج
سے فارغ ہو کر ذی طوی رمد مکرمہ کے بالائی حصہ پر ایک مقام
پر تشریف لائے، تو حضرت جبرئیل ؑ سے فرمایا۔

”قوم میرے معراج کی تصدیق نہیں کرے گی“
حضرت جبرئیل ؑ نے فرمایا۔

”حضرت صدیق رض آپ کی تصدیق کرینگے“
ایک روز حضرت علی رض نے منبر پر کھڑے ہو کر

ارشاد فرمایا۔

”میں قسم کھا کر کہتا ہوں، کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان

سے حضرت ابو بکر رض کا نام صدیق اُتارا ہے۔

حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں،

حضرت صدیق رض نے اسلام لانے سے پہلے بھی کبھی

شراب نہیں پی۔

ایک دفعہ مجمع عام میں صحابہ کرام نے آپ سے پوچھا،

آپ نے جاہلیتِ اسلامیہ قبول کرنے سے پہلے کا زمانہ، کے

زمانہ میں کبھی شراب پی تھی؟

آپ نے فرمایا۔ ”نہیں اعوذ باللہ“

صحابہ نے عرض کیا، ”کیوں؟“

آپ نے فرمایا۔

”اپنی آبرو بچانے اور رعب قائم رکھنے کے لئے،

شراب پینے سے انسان کی آبرو میں فرق آجاتا ہے،

اور اس کا رعب اٹھ جاتا ہے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کانوں تک آپ

کا یہ جواب پہنچا، آپ نے فرمایا۔

”ابو بکر صحیح کہتے ہیں، ابو بکر صحیح کہتے ہیں۔“

فرات بن سائب فرماتے ہیں، کہ میں نے ایک روز

میمون بن مہران سے پوچھا۔

”آپ کے نزدیک حضرت علی رض افضل ہیں، یا

حضرت ابو بکر رض اور حضرت عمر رض۔“

میرا یہ سوال سن کر ان پر لرزہ طاری ہو گیا، اور کپکپانے

لگے، حتیٰ کہ ان کی لکڑی اُن کے ہاتھ سے گر پڑی، فرمایا
 ”یہ میری بد نصیبی ہے، کہ میں ایسے زمانہ تک زندہ
 ہوں، جس میں لوگ حضرت علی رض اور حضرت عمر رض کو
 حضرت ابو بکر رض پر فضیلت دیتے ہیں، سُنو! حضرت صدیق رض
 سے بڑھ کر کوئی افضل نہیں“

حضرت ابن عباس رض سے سوال کیا گیا،
 ”پہلے کون مسلمان ہوا؟“

آپ نے جواب دیا،

”حضرت صدیق رض، کیا تم نے حضرت حسان رض کا
 یہ شعر نہیں سنا۔ *داذل الناس منہم صلاتی الرسول انہوں نے سب*
 سے رسولوں کی تصدیق کی“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

”جس کسی کے سامنے میں نے اسلام پیش کیا، اس نے
 اسلام قبول کرنے میں تمھوڑا بہت تردد کیا، مگر ایک
 ابو بکر ہیں، جس وقت میں نے ان کے سامنے اسلام
 پیش کیا، انہوں نے کچھ تردد نہیں کیا، اور فوراً مسلمان
 ہو گئے،“

صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے لوگوں سے فرمایا کہ میرے دوست (حضرت صدیق رض)

کو تکلیف مت پہنچاؤ، کیا تم کو وہ وقت یاد ہے، جبکہ میں

تم میں سے ہر شخص سے کہتا تھا، میں اللہ کا رسول ہوں،

تم جواب دیتے تھے، 'تو جھوٹ بولتا ہے۔' لیکن (میرے دوست) ابو بکر نے اس وقت کیا کہا تھا؟ آپ صحیح فرماتے ہیں، اور خدا کے سچے رسول ہیں،

اس سے بڑھ کر آپ کی اور کیا فضیلت ہوگی، کہ ہجرت کے سفر میں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے،

جس وقت غار میں چھپنے لگے ہیں، تو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا۔

"ذرا ٹھہر جائیے، میں اندر سے اس کو صاف کر دوں۔" یہ کہہ کر اندر گئے، غار کو صاف کیا، اپنے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر کپڑوں اور مکوڑوں کے سوراخ بند کئے، دو سوراخ کھلے رہ گئے، ان کے بند کرنے کے لئے کوئی کپڑا نہیں تھا، اپنے پیروں کے دو انگلیوں سے ان سوراخوں پر رکھ دیئے، اور آواز دی۔

"میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اندر تشریف لے آئیے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لے گئے، اور آپ کی ران پر سر رکھ کر سو گئے، سوراخ میں سے کسی زہریلے کیڑے نے زور سے ڈنگ مارا، آپ کو بڑی تکلیف ہوئی، اور اس خیال سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ نہ کھل جائے، حرکت تک نہ کی، مگر

تکلیف بہت زور سے ہوئی تھی ، قرار نہ ہو سکا ، آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے ، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر پڑے ، آپ کی آنکھ کھل گئی ، دیکھا کہ حضرت صدیق رضی کی آنکھوں میں آنسو بھسکے ہوئے ہیں ، پوچھا "کیا ہوا؟" آپ نے فرمایا۔

"میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کسی کیڑے نے کاٹا ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لب لگا دیا، اور ورد چلا گیا ،

جس وقت قریش کے سپاہی آپ کو گرفتار کرنے کے لئے ڈھونڈتے ڈھونڈتے غار کے اوپر پہنچ گئے ، تو حضرت صدیق رضی خوف زدہ ہو گئے ، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔
 "یہ دیکھئے قریش کے سپاہیوں کے قدم نظر آ رہے ہیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو تسکین دی ، اور فرمایا۔ لَا تَحْزَنُ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ، مت فکر کرو ، اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے ،

قرآن مجید میں ہے ،
 الْاِتِّصِرُوا لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (مُتَّصِلِينَ) اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہ کرو گے ، تو کچھ

إِذَا أَخْرَجَهُمُ الَّذِينَ
 كَفَرُوا ثَانِيًا ثُنَيْنِينَ
 ذُهِمْنَا فِي الْعَارِ
 إِذَا يَقُولُ إِصْرِي
 لَا تَحْزَنْ لِنَاثِ
 لِلَّهِ مَدِينَا
 فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَنَا
 عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ
 لَمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ
 كَفَرُوا نَسْفًا وَكَلِمَةَ اللَّهِ هِيَ الْعَلِيَّةُ
 وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ

پر وہ نہیں، خدا خود اسکی مدد کریگا، تم کو یاد نہیں کہ (خدا نے
 انکی سوتلے سرور کی جیسو سنت کی فرول کے انکو (مکہ مکرمہ سے)
 نکال دیا تھا، اور جو قوم یہ وہوں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور
 ہوں یہ حضرت عمارؓ کے تھے جسوقت رسول اللہؐ نے
 پہنچے اسکی نظریہ صحابین نے اسے فرمایا، امت تم کو خدا
 کی مدد سے مدد سے دے گا۔

خدا نے (حضرت صدیقؓ) کو تسکین پہنچائی، اور اس
 مدد سے وہ شکر کیے جو تم کو یاد نہیں سکتے تھے،
 تم کو دیکھو، اور کون سے لوگوں اور اللہ کی سزا میں
 جان میں، اور اللہ کی سزا میں، اور اللہ کی سزا میں، اور اللہ کی سزا میں
 اور اللہ کی سزا میں۔

اسلام اور اولاد

بدر کی لڑائی میں آپؐ کے ہاں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت
 عبد الرحمنؓ غیر مسلمانوں کے ہونے سے پہلے،
 اُس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ پھر وہ بدر سے
 بعد اسلام لائے، ایک روز آپؐ نے انکو حضرت ابراہیمؑ کے
 سے فرمایا۔

”بدر کی لڑائی میں آپؐ میرے ساتھ آئے تھے، مگر
 سامنے سے ہٹ گیا۔“
 حضرت صدیقؓ نے فرمایا: ”اگر اُس وقت میں تم کو دیکھتا، تو تمہاری سزا
 ضرور اڑا دیتا۔“

آپ کی شجاعت | حضرت علی رضی نے ایک روز مسلمانوں سے فرمایا۔

”مجھے بتاؤ، سب سے زیادہ بہادر کون تھے؟“

لوگوں نے عرض کیا۔ ”آپ ہیں۔“

حضرت علی رضی نے فرمایا۔

”سب سے زیادہ بہادر“ حضرت صدیق رضی تھے۔ ہم نے بدر کی لڑائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک چھپر ڈالا تھا، ہم نے فوج سے کہا۔

”آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے کون کھڑا ہوتا ہے؟“

حضرت صدیق رضی کے سوا کوئی مسلم سپاہی آپ کی حفاظت کے لئے نہیں کھڑا ہوا، حضرت صدیق رضی تلوار سوت کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے پاس کھڑے ہو گئے، جو دشمن کا سپاہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے آتا، آپ فوراً اس کی گردن اتار لیتے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھپر میں بیٹھ کر مسلمانوں کی فتح کے لئے خدا سے گڑگڑا کر دعا مانگ رہے تھے)

ایک روز قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ کر خوب مارا، کوئی آپ کی گردن پکڑ کر مڑوڑتا، کوئی آپ کو طمانچے مارتا، آپ کو مارتے جاتے اور یہ کہتے جاتے، ”تو ہم کو ایک خدا کی عبادت کرنے کی تلقین کرتا ہے۔“

خدا کی قسم ہم مسلمانوں سے کسی کو اتنی جرات نہ ہوئی،
کہ وہ آگے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش
سے چھڑاتا

حضرت صدیق رض آگے بڑھے، اور کافروں کو مار کر آپ
سے بٹایا، حضرت صدیق رض کسی کو گھونسا دیتے، کسی
کی گردن مڑواتے، آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو چھڑاتے وقت فرمایا۔ اَلْفَتْنُونَ رَجُلَانِ يَقُولُ رَبِّيَ اللَّهُ
کیا تم ایسے (پاکیزہ) نبی کو مارنا چاہتے ہو، جو یہ کہتا ہے، میرا رب
صرف اللہ ہے۔

جس وقت حضرت علی رض یہ تقریر فرما رہے تھے، تو آپ
کے کندھے پر چادر پڑی ہوئی تھی، آپ نے چادر پھینک
دی، اور زار زار رونے لگے، حتیٰ کہ آپ کی داڑھی آنسوؤں
سے تر ہو گئی، مسلمانوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

”قوم فرعون سے جس مسلمان نے حضرت موسیٰ ؑ کو
فرعونوں سے بچا یا بچھا، وہ افضل تھا، یا حضرت
صدیق رض اس سے افضل ہیں؟“

حضرت موسیٰ ؑ جب فرعونوں کو اسلام کی تبلیغ کرتے، تو وہ
آپ کو مارا کرتے تھے، فرعونوں میں سے ایک شخص درپردہ مسلمان تھا،
وہ حضرت موسیٰ ؑ کو ان سے بچا یا کرتا تھا، قرآن مجید کی سورہ
مومن میں ان کا مفصل ذکر موجود ہے، حضرت صدیق رض نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچاتے ہوئے قریش سے کوئی الفاظ کہے، جو اس فرعونی

مسلمان نے حضرت موسیٰ ؑ کو بچاتے ہوئے کے تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں)

لوگ چُپکے ہو گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

تم مجھ کو جواب نہیں دیتے، خدا کی قسم حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے بدرجہا بہتر اور افضل ہیں، اس نے (فرعونی مسلمان نے) ڈر سے اپنا اسلام چھپا رکھا تھا، اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے کتے تھے۔
 ”میں مسلمان ہوں۔“

قرآن مجید میں آپ کے فضائل | سورہ الیل میں مندرجہ ذیل آیتیں آپ ہی کی

تشریف میں نازل ہوئی ہیں۔

وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى
 الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ
 يَتَزَكَّىٰ وَمَا لِأَحَدٍ
 عِنْدَهُ مِن نِّعْمَةٍ
 تُجْزَىٰ إِلَّا ابْتِغَاءَ
 وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَىٰ
 وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ

ددرخ سے وہ سب سے بڑا پرہیزگار، متقی اور دیندار
 (حضرت صدیق رضی اللہ عنہ) بچایا جائے گا، جو صرف اپنے
 دل کو پاک کرنے کی نیت سے خدا کی راہ میں دھڑا دھڑا
 مال خرچ کرتا ہے، جب وہ کسی (مسلمان پر کسی طرح سے
 احسان کرتا ہے، (تو اس نیت سے احسان نہیں کرتا)
 کہ وہ اسکے مکافات میں (حضرت صدیق رضی اللہ عنہ) کچھ معاوضہ
 دے، (صرف اس نیت سے احسان کرتا ہے کہ خدا اس
 (حضرت صدیق رضی اللہ عنہ) سے راضی ہو جائے، اور خدا
 جلدی اس (حضرت صدیق رضی اللہ عنہ) سے راضی ہو جائیگا۔

ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام

سے فرمایا۔

ابو بکر کے ہاں سے مجھ کو بڑے فوائد پہنچے ہیں۔
 یہ سن کر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میرا یہ
 گھیرا ہاں اور میری جان سبب ہے کہ یہ لوگ میرے لئے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو کچھ ہے
 ہاں کو پناہ ملے کہ استعمال کرے، اور ان کے پاس
 سے جتنا چاہئے، خرچ کر دیتے،"

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اس وقت مسلمانوں کو سبب
 تو اس سبب سے پاس چاہیں ہزار اشرفیاں نہیں دے سکتے
 آپ کے اسلام کی راہ میں خرچ کر دیتے، اور
 جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے
 حضرت کے مدینہ منورہ تشریف لائے، تو آپ کے
 پاس صرف پانچ ہزار اشرفیاں تھیں، مدینہ منورہ میں
 جا کر اسلام کی راہ میں یہ بھی خرچ کر دیا۔
 شروع اسلام میں سعادت غریب مسلمانوں کے لئے
 جہاں غنائی غنایں شامل ہیں، قریش کے پاس سے، قریش
 ان کو بہت زکوٰۃ بکرتے تھے، حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے
 ان سبب کو خرید کر آزاد کر دیا،

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "جو کچھ کی فرمایا ہے
 کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے،
 فرماتا ہے کہ اس وقت ہم سب پاس لے کر آئے ہیں۔"

بھی، میں نے کہا۔ آج میں حضرت صدیق رض ضرور سبقت
لے جاؤں گا، میں آدمی نقدی اٹھا کر رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا، آپ نے فرمایا۔

”گھر میں کتنی نقدی چھوڑی؟“

میں نے عرض کیا۔ ”آدمی نقدی“

میرے بعد حضرت صدیق رض کا نام پڑھا گیا، انہوں نے
اپنی کل نقدی پیش کر دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا،

”گھر میں کتنا مال چھوڑ کر آئے؟“

حضرت صدیق رض نے جواب دیا،

”اللہ اور اس کے رسول کا نام۔“

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں، مجھ کو یقین ہو گیا، کہ میں کسی کام

میں آپ سے سبقت نہیں لے جا سکتا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

”آج تک جتنے مسلمانوں نے اسلام کی اعانت میں

جتنے مال خرچ کئے ہیں، ہم سب کو ان کا معاوضہ دے چکے

ہیں، مگر ابوبکر کا معاوضہ ہم سے پورا نہیں ہو سکتا، خدا

قیامت کے دن ان کا معاوضہ پورا کرے گا۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ایک روز حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس تشریف

لائے، فرمایا۔ ”خدا نے آپ کو حکم دیا ہے، کہ آپ ہر ملک کی،

مذہبی اور سیاسی، معاملہ میں حضرت صدیق رض سے مشورہ کر لیا کریں۔“

جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت معاذ رض کو یمن بھیجنے لگے، تو آپ نے مندرجہ ذیل صحابہ کبار سے مشورہ کیا،

حضرت ابوبکر رض، حضرت عمر رض، حضرت عثمان رض، حضرت علی رض، حضرت طلحہ رض، حضرت زبیر رض، حضرت اسید بن حضیر رض، ہر شخص نے اپنی اپنی رائے پیش کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رض سے پوچھا۔

”آپ کی کیا رائے ہے؟“

حضرت معاذ رض نے فرمایا۔

”میری وہی رائے ہے، جو حضرت صدیق رض کی رائے ہے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”خدا نے آسمان (روح محفوظ) میں لکھ دیا ہے، کہ ابوبکر ہر معاملہ میں صائب رائے ہوں گے۔“

حضرت صدیق رض پورے قرآن مجید کے حافظ بھی تھے، حضرت عمر رض نے فرمایا۔

”حضرت صدیق رض ہم سب مسلمانوں کے افسرِ اعلیٰ ہیں، ہم سب سے افضل ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوبِ نظر ہیں۔“

حضرت عمر رضی نے اپنی سلطنت کے زمانہ میں ایک روز
معتبر پر کھڑے ہو کر فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت صدیق رضی
کا مرتبہ ہے، جو شخص یہ عقیدہ نہیں رکھتا، وہ جھوٹا ہے،
اس کو وہی سزا دی جائے گی، جو جھوٹے کو سزا دی جاتی ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

حضرت جبرئیل ؑ نے مجھ سے فرمایا ہے۔

”تمہارے بعد حضرت صدیق رضی کا مرتبہ ہے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

دنیا میں نبیوں اور رسولوں کے سوا جتنے درمیانی عمر
رتبہ برس کے مسلمان ہیں، جنت میں ان سب کے سردار
ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہوں گے۔“

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے خاص شاعروں میں سے تھے، ایک روز آپ نے
ان سے فرمایا۔

”تم نے ابوبکر کی شان میں کچھ کہا ہے؟“

حضرت حسان رضی نے فرمایا۔

جی ہاں ان کی مدح میں یہ شعر کہے ہیں۔

وثانی انہین فی الغار الملیف وقد - طاف العدا وبہ اذ صعبل الجبال

جس وقت دشمن کے سپاہی آپ کو گرفتار کرنے کے لئے غار کے اوپر چڑھے ہیں، تو
حضرت صدیق رضی آپ کے رفیق غارتھے۔

وكان حب رسول الله قد علموا - من البرين لم يعدل به من جلا
 تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت صدیق رض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 محبوب نظر اور تمام مسلمانوں سے افضل ہیں ،
 : شعبر سن کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے ،
 فرمایا تم نے ان کی صحیح تشریف بیان کی ہے ،
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔
 میری تمام امت میں مسلمانوں کے لئے زیادہ مہربان اور
 غمخوار ابو بکر ہیں ، عمر اسلامی احکام پر عمل کرانے کے لئے مسلمانوں
 پر سب سے زیادہ سخت ہیں ، حضرت عثمان رض سب سے زیادہ
 باحیا ہیں ، رحیا کے معنی یہ ہیں ، کہ انسان گناہ کرتے وقت خدا
 سے ڈرسا (فیصلہ صادر فرمانے میں علی رض بے نظیر ہیں ، اسلام
 کے حلال اور حرام سے زیادہ واقف معاذ بن جبل ہیں ،
 اسلامی فرائن جاننے میں زید بن ثابت ہیں ، سب سے زیادہ
 پڑھنے والے ابی بن کعب ہیں ، میری امت کے امین - ابو
 عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں ۔
 حضرت صدیق رض کمزور اور غریب مسلمان مردوں اور
 مسلم خواتین کو غیر مسلموں سے خرید کر آزاد کر دیا کرتے
 تھے ، ایک روز ان کے والد حضرت ابو قحافہ رض نے فرمایا ۔
 بیٹا ! تم کمزوروں کو خرید کر کے آزاد کرتے ہو ، مضبوط اور بہادر لوگوں
 کو خرید کر آزاد کیا کرو ، تاکہ کبھی وقت وہ تمہارے کام آئیں ، اور
 تمہارے لئے فوج بن جائیں ۔

میں اہل کھینچنے کے لئے پیدا ہوا ہوں۔“

لوگوں نے کہا: سبحان اللہ، اب جانور بھی بات کرنے لگے۔“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

”میں، ابو بکر اور عمر اس پر ایمان لاتے ہیں۔“ (اس مجلس میں

حضرت صدیق رضہ اور حضرت عمر رضہ تشریف فرما نہ تھے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،

جس طرح تم آسمان پر چمکتے تارے دیکھتے ہو، اسی

طرح بلند رُتبے والوں کے جذبات میں عالیشان اور سر بفلک

محل ہوں گے، ابو بکر اور عمر انہی میں سے ہیں۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کسی صحابی

کو آپ کی طرف آنکھ اٹھانے کی جرأت نہیں ہوتی تھی،

حضرت صدیق رضہ اور حضرت عمر رضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتے، آپ سے گفتگو کرتے،

اور آپ ان کے ساتھ ہنستے،

ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں اس

طرح داخل ہوئے، کہ آپ کی دائیں طرف حضرت صدیق رضہ

اور بائیں طرف حضرت عمر رضہ تھے، رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،

ہم تینوں قیامت کے دن قبر سے اسی طرح اٹھیں گے۔“

حضرت ابو اروی رضہ فرماتے ہیں، کہ ایک روز میں رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا، دفعۃً حضرت

صدیقؓ اور حضرت عمر رضی رو نما ہوئے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا ۔
 الحمد للہ الذی اللہ کا شکر ہے ، کہ اس نے تم دونوں کو میرے لئے
 ایسا فی بکما معاون اور مددگار بنائے ،
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ،
 ”ایک روز میں نے حضرت جبرئیلؑ سے کہا ،
 ”آپ مجھ کو عمر رضی کے فضائل بتلائیے۔“
 حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا ۔

اگر میں ساڑھے نو برس تک حضرت عمر رضی کے فضائل
 آپ سے بیان کرتا رہوں ، تب بھی وہ اختتام تک نہیں
 پہنچیں گے ، اور حضرت عمر رضی کے تمام فضائل حضرت
 صدیق رضی کی صرف ایک فضیلت کے برابر ہیں ،
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق رضی
 اور حضرت عمر رضی سے مخاطب ہو کر فرمایا ۔

”اگر کسی معاملہ میں تم دونوں کی رائیں متفق ہو جائیں ،
 تو میں تمہاری رائے سے اختلاف نہ کروں گا۔“
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صرف
 حضرت صدیق رضی حضرت عمرؓ ، حضرت عثمان اور حضرت
 علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو فتویٰ دینے کا حق حاصل تھا ،
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ،
 ”خدا ابو بکر پر رحم کرے ، انہوں نے مجھ کو اپنی لڑکی دی ،

ہجرت کے سفر میں میرے ساتھ رہے ، اور بلال کو آزاد کیا ،
خدا عمر پر بھی رحم کرے ، صداقت اُن کی گھٹی میں پڑی
ہوئی ہے ، لوگ کتنے ہی ان کے مخالف نہ ہوں ، مگر وہ سچ
کہنے سے نہیں رکتے ، اسی واسطے ان کا کوئی دوست نہیں ،
خدا عثمان پر بھی رحم کرے ، وہ بڑے باحیا ہیں ، حتیٰ کہ
فرشتے بھی اُن سے حیا کرتے ہیں ،

خدا علی پر بھی رحم کرے ، اے خدا جہاں بھی وہ ہوں ، حق
اور صداقت ان کے ساتھ رہے ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع (آخری حج)
میں منبر پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا۔

مسلمانو! ابوبکر نے مجھ کو کبھی کسی طرح کی تکلیف نہیں
پہنچائی ، میں ان سے راضی ہوں ، تم ان کے حقوق اور مراتب
کا ضرور خیال رکھنا ،

میں مندرجہ ذیل اشخاص سے بھی راضی ہوں ،
عمر ، عثمان ، علی ، طلحہ ، زبیر - سعد ، عبدالرحمن بن عوف
اور مہاجرین الاولین (جنہوں نے سب سے پہلے ہجرت کی) سے بھی
راضی ہوں ،

تم ان سب کے حقوق اور مراتب کا خیال رکھنا ،
ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق رض
اور حضرت عمر رض سے فرمایا ،

”میرے مرنے کے بعد تم دونوں مسلمانوں کے بادشاہ ہو گے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
 ابو بکر رضی اور عمر رضی سے دوستی رکھنا ایمان کی نشانی ہے، اور
 عقیقہ سے بھینس و عناد رکھنا کفر کی نشانی ہے، (رافضی گریبان
 میں منہ ڈال کر سوچ لیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
 صحیحہ کو یقین واثق ہے، کہ جس طرح مسلمان کا اللہ
 کا اہل اللہ کا اقرار کرتے ہیں، اسی طرح ابو بکر اور عمر دونوں
 کو محبوب رکھیں گے۔

ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ
 کو اس سے متوجہ ہو کر فرمایا۔

جس مسلمان نے اللہ کی راہ میں دو چیزیں ایک ساتھ
 خرچ کیوں، وہ جنت کے دروازوں سے پکارا جائے گا،
 جو غازی ہوگا، وہ "باب الصلوٰۃ" نماز کے دروازے سے
 بلایا جائے گا، جو مجاہد اور غازی ہوگا، وہ "باب الجہاد"
 جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا، جو زکوٰتیں ادا کرنے
 والے ہوگا، وہ "باب الصدقہ" سے بلایا جائے گا، جو رمضان
 کے روزے پورے روزے رکھتا ہوگا وہ "باب الریاض"
 ریاضت سے بلایا جائے گا۔

حضرت صدیق رضی نے فرمایا۔

کوئی مسلمان ایسا بھی ہوگا، جو ان سب دروازوں
 سے بلایا جائے گا۔

”جی ہاں وہ تم ہو گے۔“
ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
صدیق رض سے فرمایا۔

”مسلمانوں سے پہلے تم جنت میں داخل ہو گے۔“
حضرت ابوالدرداء رض فرماتے ہیں، کہ ایک روز میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا، کہ
دفعتاً حضرت صدیق رض رونما ہوئے، السلام علیکم کہہ کر
آپ سے عرض کیا،

”کسی بات پر حضرت عمر رض سے میری جھڑپ ہو گئی،
میں نے ان کو ڈانٹ دیا، بعد میں مجھ کو ندامت ہوئی،
میں نے ان سے کہا ”مجھ کو معاف کر دیجئے“ انہوں نے
کہا ”میں معاف نہیں کروں گا“ پھر میں آپ کی خدمت
میں حاضر ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
صدیق رض سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

”ابوبکر! تم کو خدا معاف کرے، ابوبکر! تم کو خدا معاف
کرے، ابوبکر! تم کو خدا معاف کرے۔“ (تین دفعہ ارشاد فرمایا)
اس کے بعد حضرت عمر رض کو بھی ندامت ہوئی، وہ
حضرت صدیق رض کے گھر پر پہنچے، حضرت صدیق رض
ان کو وہاں نہیں ملے، تو حضرت عمر رض رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت
عمر رض کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ

مبارک مُتَغیِّر ہو گیا ،

یہ دیکھ کر حضرت صدیقِ رضی اللہ عنہ نے کہا ، اور دو زانو ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اس معاملہ میں میری زیادتی ہے۔ اس معاملہ میں میری زیادتی ہے۔“ (دو دفعہ عرض کیا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

میں نے تم لوگوں کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی ، تم لوگوں نے اُس وقت جواب دیا ، تو جھوٹا ہے۔ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسی وقت اسلام قبول کر لیا ، انہوں نے میرے لئے اپنا کل مال خرچ کر ڈالا ، اور اپنی جان مجھ پر قربان کر دی ، خدا را تم لوگ میرے دوست کو تکلیف مت پہنچاؤ ، خدا را تم لوگ میرے دوست کو تکلیف مت پہنچاؤ ،“ (آپ نے یہ جملے دو دفعہ ارشاد فرمائیں)

ایک روز حضرت عقیل رضی اللہ عنہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سگے بھائی) حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے لڑ پڑے ، اور آپ کو گالی دے بیٹھے ، حضرت صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی نسبت اونچے خاندان سے تھے ، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار سمجھے جاتے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر شکایت کر دی ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجمع عام میں منبر پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا۔

تم لوگ کیوں میرے دوست کو تکلیف پہنچاتے ہو؟ تم لوگ

اُن کے رُتبے کو نہیں پہنچ سکتے، تم میں سے ہر شخص کے دروازے پر ظلمت راندھیری ہے، اور ابوبکر کے دروازے پر نور سی نور ہے جس وقت یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

وَلَوْ اَنَّآلَتَّبْنَا عَلَيْهِمْ اَنْ اَقْتُلُوْا
اَلْفَسُوْكَوْا وَاَخْرَجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ
اگر ہم مسلمانوں کو حکم دیتے کہ تم اپنے گلوں پر چھری پھیر لو، یا اپنے گھروں سے نکل کر چلے جاؤ،
تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا،

اگر آپ مجھ کو حکم دیتے کہ میں اپنے گلے پر چھری پھیر لوں، تو میں اسی وقت اپنے گلے پر چھری پھیر لیتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
تم صحیح کہتے ہو۔

ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،

”۳۶ عمل صالح ہیں، جب خدا کسی مسلمان کو جنتی کرنا چاہتا ہے، تو اسکو ان ۳۶ عمل صالح میں سے ایک عمل صالح کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔“

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ ان ۳۶ عمل صالح میں سے مجھ میں بھی کوئی عمل صالح ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تم میں یہ پورے ۳۶ عمل صالح موجود ہیں، اور میں تم کو مبارک باد دیتا ہوں۔
جبوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے عام مجمع میں بیٹھتے،

تو حضرت صدیق رض کے لئے ایک جگہ مخصوص کر دی جاتی تھی، کسی مسلمان کو وہاں بیٹھنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی، حضرت صدیق رض تشریف لاتے اور اپنی جگہ بیٹھ جاتے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے مخاطب ہو کر گفتگو فرماتے، ”ہر مسلمان کے لئے ابوبکر سے محبت رکھنی، اور ان کی اسلامی خدمات کا شکر یہ ادا کرنا فرض ہے۔“

حضرت عمر رض نے فرمایا ”کاش میں حضرت صدیق رض کے سینے کا ایک بال ہوتا، کاش بنت میں اُس جگہ ہوتا، جہاں سے میں اُن کو دیکھ سکتا،“

حضرت صدیق رض کے پسینے کی خوشبو عطر کی خوشبو سے کہیں زیادہ ہے۔

رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا، ”مجھ سے عمر نے بیان کیا ہے، کہ میں نے ہر چند اعمال صالحہ میں حضرت صدیق رض سے سبقت لے جانی چاہی، مگر میں کامیاب نہ ہو سکا۔“

حضرت علی رض نے فرمایا ”رسول اللہ صلعم کے بعد حضرت ابوبکر رض اور حضرت عمر رض کا رتبہ ہے، کسی مسلمان کے دل میں ان دونوں کی محبت اور دشمنی جمع نہیں ہو سکتی“، (رافضی اپنے گریبان میں منڈا لکڑی چسپاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

”مسلمانو! میرے بعد ابوبکر اور عمر کے احکام مانو۔“

رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا ”میرے بعد ۱۲ خلیفے یعنی اسلامی احکام پر عمل کرنے والے مسلمان بادشاہ) ہوں گے، ان میں سے ابوبکر کی بادشاہت کا

زمانہ بہت کم ہوگا“

ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، آپ نے اس کے مطالبات پورے کر کے فرمایا۔ کچھ مدت کے بعد پھر آئی، اس نے عرض کیا، ”اگر آپ زندہ نہ ہوں تو“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ”تو ابو بکر کے پاس آنا“

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ قبیلہ بنو مصطلق نے مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ پوچھنے کے لئے بھیجا، کہ ہم آپ کے انتقال فرمانے کے بعد کس کو زکوٰۃ دیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ”ابو بکر کو“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض و وفات میں حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔

”قلم، دوات اور کاغذ لاؤ، تاکہ میں تمہارے باپ اور بھائی

(حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ) کے لئے بادشاہ بنانے کی وصیت لکھ دوں، مجھ کو اندیشہ ہے، کہ میرے مرنے کے بعد غیر مستحق لوگ بادشاہت کے مدعی بنیں گے۔ (یہ سقیفہ کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے)

خواہ وہ غیر مستحق اپنا نا جائز حق منوانے کے لئے کتنی ہی کوشش کریں، مگر جمہور (عام مسلمان یعنی رائے عامہ) اور اللہ کی یہی

مرضی ہوگی، کہ ابو بکر مسلمانوں کے بادشاہ تسلیم کئے جائیں، (رافضی اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچیں)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی سخت

بیمار ہو گئے، اور مسجد میں نماز پڑھانے کے لئے نہیں



جاسکے ، تو آپ نے حکم دیا ۔

ابوبکر نماز پڑھائیں ۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ۔

وہ بہت ہی رقیق القلب ہیں ، جس وقت نماز پڑھانے

کھڑے ہونگے ، تو زار زار روئے لگیں گے ، وہ آپ کی

جگہ کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھا سکتے ۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

”نہیں ابوبکر ہی نماز پڑھائیں ۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پھر وہی الفاظ

دہرائے ،

آپ نے فرمایا ۔

”نہیں ابوبکر ہی نماز پڑھائیں ۔ تم انہی عورتوں سے

ہو ، جنہوں نے حضرت یوسف پر رشک کیا تھا ۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو

پہنچایا گیا ، اور آپ نے نماز پڑھائی ،

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بار بار یہ جملے اسلئے

دہرائے کہ آپ کے انتقال فرمانے کے بعد مسلمان میرے والد کو ہی اپنا بادشاہ تسلیم

کریں ، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکے لئے مسلمانوں کو تاکید کر جائیں ۔

(تاریخ الخلفاء ، از صفحہ ۱۴ تا ۲۴)

(سلسلہ کے لئے غرور اسلام حصہ چہارم ملاحظہ فرمائیے)

رشید برکت علی شاہ کاتب جویلی سلطان لاہور

